SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, November 11, 2005

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty five minutes past three in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم۔

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

یا ایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ و الرسول و تخونوا امنتکم و انتم تعلمون۔ و اعلموا انما اموالکم و اولادکم فتنۃ و ان اللہ عندہ اجر عظیم۔ یا یھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقاناً و یکفرعنکم سیاتکم و یغفرلکم واللہ ذوالفضل العظیم۔

ترجمہ۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو۔ اپنی امانتوں میں غداری کے مرتکب نہ ہو اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد حقیقت میں سامان آزمائش ہیں اور اللہ کے پاس اجر دینے کے لیے بہت کچھ ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر تم خدا ترسی اختیار کروگے تو اللہ تمہارے لیے کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمہاری

برائیوں کو تم سے دور کرے گا اور تمہارے قصور معاف کرے گا۔ اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔

سورۃ الانفال 29-27

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ Would you like to offer Fateha and pray for the dead and injured.

پروفیسر خورشید صاحب! آپ دعا کروائیں۔

(اس موقع پر فاتح خوانی کی گئی)

Mr. Chairman: Now, I announce the Panel of Presiding Officers. In persuance of Sub-article-1 of Rule 14, of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of presiding officers for the 24th Session of the Senate of Pakistan.

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

1. Dr. Khalid Ranjha.
2. Ms. Agha Pari Gul.
3. Dr. Abdullah Riar.

Now, we will take up questions. The Question Hour will be strictly of one hour and also there will be maximum three supplementaries for each question because we need to save time for the important discussion on the tragic events of the tragedy of earthquake. So, we will have the maximum three supplementary questions first time that I see. Frist question is in the name of Mr. Liaqat Ali Bangulzai.

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question No.1, Liaqat Ali Bangulzai.

1. ***Mr. Liaquat A. Bangulzai:** (Notice received on 23-09-2005 at 1.17 p.m.)

Will the Minister for Finance and Revenue be Pleased to state whether there is any proposal under consideration of the government to pay "un-employment allowance" to those Pakistani master degree holders and are jobless?

Mr. Omar Ayub Khan: There is no proposal under consideration by the Government to pay "un-employment allowance" to those Pakistani master degree holders and are jobless.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! مجھے افسوس ہے کہ جن وزیر صاحب سے میں نے سوال کیا ہے' نہ وہ موجود ہیں اور نہ ہی متعلقہ وزارت کا کوئی نمائندہ وزیر نظر آ رہا ہے۔

جناب چیئرمین، وہ موجود ہیں sorry میں آپ کو بتا دوں کہ مجھے انہوں نے پہلے بتا دیا تھا کہ عمر صاحب کی جگہ امین اسلم صاحب جواب دیں گے۔ So, he will be taking care of the questions. He has told me and I should have mentioned my apology.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! میرا سوال یہ تھا کہ کیا وزیر خزانہ و محصولات بیان فرمائیں گے کہ masters degree کے حامل بے روزگار جو پاکستان میں ہیں' انہیں بے روزگاری allowance دینے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے؟ یہ سوال در اصل اس وقت پیدا ہوا تھا جب ہمارے media, TV اور اخبارات میں بار بار یہ سوال سامنے آ رہا تھا کہ پاکستان میں جتنے بھی degree holders ہیں' خواہ یہ masters degree holders ہیں یا Ph. D ہیں' انہیں ہزار اور دو ہزار روپے ماہوار بالترتیب بے روزگاری allowance دیا جائے گا لیکن مجھے جواب پڑھ کر کافی افسوس ہوا ہے۔ ہمارے وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز نہیں۔ تو کیا انہوں نے اپنی پالیسی کے بارے میں جس کے متعلق انہوں نے کئی بار اخبارات میں بیان دیے اور TV پر اظہار بھی کیا تھا' U-Turn لے لیا ہے؟

جناب چیئرمین، امین اسلم صاحب۔

ملک امین اسلم خان (وزیر مملکت برائے ماحولیات)، جناب والا! جس پالیسی کا معزز رکن ذکر کر رہے ہیں I think that is run by the Higher Education Commission and it is meant for the Ph.D Students. Masters students جنہیں job نہیں ملتی، ان کے لئے ہماری کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے جس کے مطابق انہیں allowance دیا جائے۔ تاہم حکومت کی یہ کوشش ہے کہ ان کے لئے job کی opportunities پیدا کی جائیں۔ اس سلسلے میں گورنمنٹ job oriented growth کی طرف focus کر رہی ہے۔ جس طرح پچھلے سال ہماری manufacturing sector and services sector میں growth ہوئی ہے، وہ اس پر translate ہوئی ہے اور that is translating into jobs in the manufacturing sector about 15% growth ہوئی ہے - finance and insurance sector میں 21% growth ہوئی ہے which has created jobs for these people. اس کا second aspect ہے کہ we are trying to convince the banks کہ Micro Finance کے ذریعے جو لوگ self employment کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے opportunities پیدا کی جائیں۔

Mr. Chairman: Mr. Baloch.

سینیٹر ثناء اللہ بلوچ: شکریہ۔ جناب چیئرمین! ملک امین صاحب ہمارے دوستوں میں سے ہیں اور بھائیوں میں سے ہیں۔ جس طرح بنگزئی صاحب نے سوال پوچھا ہے کہ بے روزگاروں کے لئے کوئی الاؤنس زیر غور ہے؟ اگر الاؤنس زیر غور نہیں ہے تو اس کا جواب ذرا تفصیل میں آنا چاہیے تھا کہ un-employment کا جو rate پاکستان میں بڑی تیزی کے ساتھ بڑھ رہا ہے۔ میرے خیال میں وہ rate اس وقت آٹھ فیصد کے قریب ہے۔ یہ سالانہ increase ہو رہا ہے۔ یہ 2001 میں 6.3 فیصد تھا، 2002 میں 7.8 فیصد ہوا اور 2003 میں 8 فیصد کے قریب unemployment rate بڑھا ہے۔ ابھی تازہ صورتحال کا مجھے پتا نہیں ہے۔ جناب! اس بے روزگاری میں اضافے کو روکنے کے لئے حکومت کی کوئی حکمت عملی ہے یا نہیں کیونکہ پانی جب سر سے گزر جاتا ہے تو ہمیں حکمت عملی کا خیال آتا ہے۔ جس طرح ابھی زلزلے والا معاملہ، ہم سب کے سامنے ہے۔ بے روزگاری کے اس زلزلے کو روکنے کے لئے حکومت نے کوئی سنجیدہ حکمت عملی اپنائی ہے؟

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ سوال کا جواب انہوں نے دیا ہے باقی discussion میں یہ ساری strategy آ سکتی ہے۔ But they mentioned about some of the others things.

ملک امین اسلم خان، جناب چیئرمین! جس طرح میں نے بتایا ہے کہ ہماری دو strategies ہیں۔ ایک تو یہ ہے کہ investment opportunity جو پیدا کی جا رہی ہے، جو oriented growth کرنا چاہتے ہیں اس میں industrial sector اور services sector دونوں کے اندر jobs پیدا ہوتی ہیں جس سے بے روزگاری کم ہوتی ہے۔ دوسری یہ ہے کہ self employment opportunities پیدا کی جائیں جس میں banks easy terms پر loans دیں گے۔ بے روزگاری کا جو الاؤنس ہے وہ دینا government feel کرتی ہے کہ پڑھے لکھے لوگ dependency endowment میں چلے جاتے ہیں۔ حکومت کو jobs opportunity پیدا کرنی چاہیے۔ جس کے لئے ہم کوشش کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: بخاری صاحب۔

سینیٹر سید سجاد حسین بخاری، شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو ہر حکومت کی responsibility ہے کہ وہ اپنے citizens کے مفادات کا تحفظ کرے لیکن جو problems ہیں وہ اپنی جگہ پر ہیں کہ بے روزگاری ہے یا job opportunities حکومت زیادہ provide نہیں کر سکتی۔ میں ایک تجویز دوں گا۔ ماضی میں اس پر عمل ہو چکا ہے۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی حکومت میں National Development Volunteer Programme شروع کیا گیا تھا۔ جس میں post graduates کو اور تمام شعبوں سے اعلیٰ تعلیمیافتہ نوجوانوں کو volunteer bases پر مختلف اداروں میں jobs دی گئی تھیں۔ ان کی رضامندی سے ان کے nominal wages مقرر کئے گئے تھے۔ Problem اس میں یہ ہے کہ یہ معاشی مسئلے کے ساتھ ساتھ ایک معاشرتی مسئلہ بھی ہے۔ جس کے پاس job نہیں ہے اس کو پیسہ ملے یا نہ ملے یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ لیکن جب کوئی اس بے روزگار سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا کر رہا ہے؛ تو جب وہ کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ وہ jobless ہے تو اس کو اتنی شرمندگی ہوتی ہے اور معاشرے میں

اس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ پروگرام کامیابی سے چلا تھا۔ اس میں بہت سارے فوائد بھی ملک و قوم کو ہونے تھے۔ اس قسم کا کوئی پروگرام اگر شروع کر دیا جائے تو تھوڑی رقم میں بہت سارے لوگوں کو accommodate کیا جا سکتا ہے۔ کم از کم ان کی عزت نفس تو بحال کی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ تین سپلیمنٹری ہو گئے ہیں۔

ملک امین اسلم خان، جناب چیئرمین! انہوں نے جس volunteer programme کے بارے میں بتایا ہے ہم اس کو دیکھ لیں گے کہ اس کے کیا results نکلے تھے۔ اس پر ہم ضرور غور کریں گے۔

جناب چیئرمین، نہیں، کاکڑ صاحب! تین سپلیمنٹری ہو گئے ہیں۔ Detailed discussion کے لئے آپ اس پر move کر سکتے ہیں۔

Question No. 2. Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

2. ***Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 23-09-2005 at 1.22 p.m.)

Will the Minister for commerce be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Pakistan Hosiery Manufacturers Association (PHMA has demanded that the EPB should;

(i) ensure quota visas to their exporters who had already shipped their consignments upto 30-11-2004

(ii) the balance quantity should be given only a pro-rate basis fixing November 22, 2004 as the date on which their quota existed in category Pass Books(CPBs) of such exporters; and

(iii) whatever quantity was left over in the CPBs of exporters, such exporters should be given compensation at 2003 Quota Auction rate and to air lift the goods free of cost; and

(b) *the action taken so far by the Export Promotion Bureau to meet the said demands?*

Mr. Humayun Akhtar Khan: (a) Yes this is in fact that:

(i) Pakistan Hosiery Manufacturers Association (PHMA) has demanded to ensure quota visas to their exporters (members) who had already shipped their consignments upto 30th November 2004. Their demand was accordingly acceded to, and visas were issued to their members, as desired.

(ii) PHMA demanded that the balance quantity should be given on 'pro-rate basis'. However, the balance quantity was not distributed on pro-rata basis. Instead, shipment of left over quantity was allowed on 'pre-shipment authorization basis' to avoid any embargo.

Exporters having quotas and good ready for shipment to their buyers were allowed shipment authorization. The shipment on 13th December 2004 was opened in the light of USA's revised policy for release of the goods of excess quantity in February 2005.

(iii) The PHMA did make such demand and the EPB extended maximum facilities to the exporters to off-set the impact of embargo. In this context shipment of left over quantity was allowed on pre-shipment authorization basis. Besides this, to further facilitate the exporters who had left over quota in their CPBs and were to suffer from the embargo, the EPB, in consultation with the Trade and the Ministry of Commerce issued Public Notice dated 26-11-2004 whereby the exporters suffering from embargo were provided facility of 'airlifting', 'freight subsidy' and 'swap'.

(b) Export Promotion Bureau initially issued export visas to all exporters who shipped their consignment upto 30th November 2004. Subsequently, the shipment of left over quantity was allowed on pre-shipment authorization basis. To facilitate the exporters, the Export Promotion Bureau issue Public Notice dated 26th November 2004 whereby the exporters were extended the facility of airlifting, freight subsidy and swap. To facilitate/compensate the exporters in embargoed categories the Export Promotion Bureau issued Public Notice dated 13th December 2004. By virtue of the said Public Notice not only the date for filing application for quota swap was extended upto 20th December 2004, new options were also given to the exporters whereby they could, *interalia;*

(i) Make shipment upto a safe limit of 5% of the base level against their own quota and in case of embargo keep the goods in the bonded

warehouse for which EPB was to bear the warehouse charges subject to conditions contained in the Public Notice.

(ii) Make shipment in the embargoed categories by air from 1—20 January 2005 for which they (the exporters) were to be paid freight at the same rate which was determined by PIA and notified by EPB or the actual freight paid by the exporter, whichever was less in this context exporters were required to take prior permission from EPB by applying for the said facility till 20-12-2004 giving confirm order and valid audited quota in their Category Pass Books.

(iii) Re-schedule their December 2004 shipments by sea from 1st January 2005 to 20th January 2005 as per their arrangements with the customers for which 50% of the air-freight on the basis of freight determined by PIA and notified by EPB.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ (a)

(i) میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ EPB سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ (i) ensure quota visas to their exporters who had already shipped their consignments upto 30-11-2004. تو کیا ۳۰ نومبر ۲۰۰۴ تک جنہوں نے shipment کی ہوئی تھی ان سارے کے ساروں کو accommodate کر دیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین، مسٹر ہمایوں خان۔

جناب ہمایوں اختر خان (وزیر برائے تجارت)، جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے سینیٹ کے ساتھیوں کو معلوم ہے کہ پچھلا سال Textile quota کا آخری سال تھا sir, there were some problems عام طور پر کیونکہ پاکستان اور امریکہ کی custom authorities کے figures exact match نہیں ہوا کرتے تھے تو سال کے آخر میں کئی categories میں quota exhaust ہو جاتا تھا اور embargo لگ جاتا تھا لیکن پھر پہلی جنوری کے بعد وہ مال امریکہ میں release کردیا جاتا تھا اور next year quota سے اس کو adjust کر لیا جاتا تھا لیکن کیونکہ پچھلا سال آخری سال تھا اس لئے اس میں اس طرح کی adjustment کوئی نہیں تھی تو ہمیں یہ خدشہ تھا کہ جب ہم پر embargos لگیں گے تو لوگوں کا مال ادھر پہنچ جائے گا اور وہ روک دیا جائے گا اور اس طرح نہ وہ orders meet کرسکیں گے تو ایک بہت ہی well

managed programme ہم نے نکالا جس میں ہماری کوشش یہ تھی کہ جس کے پاس allotted quota ہے اور جس کے پاس confirm order ہے اس کا مال پہنچا دیا جائے۔ اس میں جس category میں embargo بھی لگا اس میں ہم نے سارے stake holders سے مشورہ کرکے جو انہوں نے ایک سوال پوچھا تھا کہ pro rata distribute کیا، نہیں کیا تو ہمارا objective یہ تھا کہ جس کے پاس confirm quota order ہے اس کا مال کسی طریقے سے پہنچایا جائے اور ہم نے ایک scheme introduce کی کہ جو پہلی جنوری تک اپنا مال نہیں پہنچا سکے embargo کی وجہ سے ان کو ہم نے airlift کرایا with paid full cost of the air freight, we paid 50% تو میرے خیال میں شاید ہی کوئی ایسا order holder ہو جس کے پاس order اور quota بھی تھا، اس نے suffer کیا ہو۔ اس نے اپنا مال پہنچایا اس کو embargo سے کوئی فرق نہیں پڑا اور جو specific سوال ہے میرے honourable ساتھی کا میں اس کے جواب میں yes کہوں گا لیکن میں نے اس کی پوری background بھی دی ہے۔

جناب چیئرمین، جی۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یورپی ممالک میں کیا وہ جو سارے stake holders تھے ان ساروں کا ابھی ہوا ہے نہیں ہوا، کتنے رہتے ہیں، کتنے بقایا ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ آدمی ہیں۔

جناب چیئرمین، وہ کہتے ہیں confirm order اور quota والا کوئی بچا ہوا نہیں ہے۔

جناب ہمایوں اختر خان، جناب والا! یہ جو سوال ہے کہ تیس نومبر تک جنہوں نے مال بھیج دیا تھا کونسے ان کو ویزہ issue ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں ہوا ہے۔ کوئی نہیں رہتا۔

جناب چیئرمین، جی عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں بھنڈر صاحب کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھاؤں گا۔ میرا وزیر صاحب سے specific سوال ہے ایک تو ذرا directly اس سے related ہے اور ایک تھوڑا indirect ہے اگر وہ mind نہ کریں تو اس کا بھی جواب دے دیں۔ Specific سوال یہ ہے کہ جی جو بھی consignments پاکستان سے وہاں امریکہ میں گئیں آیا وہ سب release

ہوئیں یا ان میں کچھ withhold ہو گئی ہیں customs کے اندر۔ دوسرا یہ کہ انہوں نے freight subsidy کا یہاں پر ذکر کیا۔ جناب کم از کم جو دوست میرے ساتھ incontact آتے ہیں جو مختلف firms آتی ہیں freight subsidy کے حوالے سے میں آپ کو بتاؤں کہ بہت ہی بری صورتحال ہے۔ جن لوگوں کے claims پڑے ہوئے ہیں، تین تین سال سے ان کے claims پڑے ہوئے ہیں ۔ وہ claims honour نہیں ہوتے اور مختلف طریقوں سے ان کو repetition کے ذریعے جو export promotion bureau ہے یا جو ان کے وہاں legal advisor یا chartered accountant مقرر کئے ہیں وہ مختلف ذرائع سے اس چیز کو delay کر رہے ہیں اور بے تحاشا freight subsidy کے claims اس وقت بھی pending ہیں۔ میرے یہ دو سوال ہیں ایک یہ کہ specifically جتنی بھی consignments گئیں وہ release ہوئیں یا ان میں سے کچھ withhold ہیں وہاں پر custom کے اندر اور دوسرا freight subsidy کے بارے میں ہے۔

جناب چیئرمین، ہمایوں صاحب۔

جناب ہمایوں اختر خان، میں member from sindh کا پہلا یہ جواب دوں گا کہ میری information میں کوئی ایسا incident نہیں ہے جہاں مال embargo کی وجہ سے واپس ہوا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیونکہ ہم نے اچھی طرح سے سوچ بچار کرکے یہ quota کے آخری سال میں سکیم نکالی تھی stake holders سے indirect کرکے یہ سکیم بہت کامیاب ہوئی اور میں سمجھتا ہوں کہ confirm order جس کے پاس تھا اور quota جس کے پاس تھا وہ اپنا مال پہنچا گیا ہے۔ ادھر جو freight subsidy کا ذکر ہے وہ معزز رکن جس کا ذکر کر رہے ہیں وہ ہماری جو ایک دوسری freight subsidy scheme ہے for new market and new products اس کا ذکر کر رہے ہیں۔ یہ ایک specific freight subsidy تھی کہ اگر کسی کا مال امریکہ میں رک گیا ہے because of the quota embargo تو ہم نے اس کو option دی تھی کہ آپ اپنا مال اٹھا کے فرض کریں کینیڈا لے جائیں جدھر embargo نہیں ہے

and we will be prepared to pay the cost to the exporters for that. This was the freight subsidy that I was refering to. Now with respect to the

honourable members, other question on the freight subsidy scheme of the government of Pakistan, that's very elaborate scheme, it is a very expensive scheme, it has various procedures of audit and I would strongly urge the honourable member, I can give your answer today but if you submit a fresh question, I am quite prepared to answer all quesions related to that freight subsidy scheme.

Mr. Chairman: Question No. 3. Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

3. ***Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 23-09-2005 at 1.22 p.m.)

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(*a*) *the contents of the rules for ADR mechanism for resolving disputes of Customs Duties, Sale Tax, Income Tax and Central Excise Duty; and*

(*b*) *whether committees have been constituted under the said Rules, if so, the names of the Committee Members for Lahore, Karachi, Peshawar and Quetta and if not, the time by which the same will be constituted?*

Mr. Omar Ayub Khan: (a) Customs

(i) Any aggrieved person in connection with any matter of custom pertaining to liability of customs duty, admissibility of refund or rebate, waiver or fixation of penalty or fine, confiscation of goods, relaxation of any time period or procedural and technical condonation may apply to the Central Board of Revenue by making an application in terms of Section 195-C of the Customs Act, 1969 read with S.R.O.623(I)/2004 dated 19-07-2004 for appointment of a committee for the resolution of dispute.

(ii) The Board constitutes committees consisting of three persons, two of them from private sector and one from department.

(iii) There is a panel of persons notified *vide* S.R.O. Nos.888(I)/2004 dated 30-10-2004, S.R.O. No.84(I)/2005 dated 2?-01-2005 and S.R.O. No. 209/2005 dated 26-02-2005.

(iv) The committee after examining the case, formulate its recommendation about the case/dispute and submits the same to CBR.

(v) The CBR on recommendations of the Committee passes such order as it may deem appropriate for resolution of the dispute.

SALES TAX

(i) Any registered/aggrieved person interested in resolution of any dispute relating to Sales Tax or Federal Excise duty may submit an application to the Board for resolution of the same.

(ii) The Board constitutes Committees consisting of three persons, two of them from private sector.

(iii) There is a panel of persons who are notified by the Board *vide* S.R.O. No. 288 (I)/03 dated 25-03-2003 and S.R.O. No. 1009 (I)/04 dated 30-12-2004 to whom the issues relating to ADR are referred for examining the same.

(iv) The committee after examining the case, formulate its recommendation about the case/dispute and submit the same to the Board.

(v) The Board on the recommendations of the Committee, pass such order, as it may deem appropriate for resolution of the dispute.

DIRECT TAX

(i) Any aggrieved person may apply to the Central Board of Revenue for resolution of hardship or dispute relating to income tax.

On receipt of an application, the Board constitutes Committee consisting of an officer of income tax and two persons from a notified panel of Chartered or Cost Accountants, Advocates, Income Tax Practitioners or reputable taxpayers. The committee after examining the issue, formulates its recommendations about the dispute and submits the same to the Board. The Board on recommendations of the Committee, may pass such order, as it may deem appropriate for resolution of dispute.

(ii) Detailed procedure is contained in Rule 231C which is placed as (Annex-F).

CUSTOMS

(ii) (1) Panel of experts eligible to become Chairmen/Members of the ADR committees has been notified *vide* Notification Nos. S.R.O. 888(I)2004 dated 30-10-2004, S.R.O.No. 84(I)2005 dated 27-01-2005 and S.R.O. No. 209(I)/2005 dated 26-02-2005, respectively.

(2) The Chairmen/Members are chosen from among the list of notified panel by the CBR and committees are accordingly formulated for each case.

(3) The set up of committees working at Lahore, Karachi, Peshawar and Quetta is as under:—

LAHORE

COMMITTEE-I

1.	Mr. Falak Sher, Consultant	*Chairman*
2.	Mian Anjum Nisar, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*
4.	Sheikh Tahir Majid Kapur, Businessman	*Alternate Member*

COMMITTEE-II

1.	Sheikh Maqbool Ahmad, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Ali Arshad Hakeem, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*
4.	Mr.Mubashir Sheikh, Businessman	*Alternate Member*

COMMITTEE-III

1.	Mr. Irfan Qasir, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Aftab Ahmad Vohra, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*

COMMITTEE-IV

1.	Mr. Mahmood Ahmed, Chief Executive	*Chairman*
2.	Sh. Muhammad Asif, Convener	*Member*
3.	Collector of Custms	*Member*

COMMITTEE-V

1.	Mr. Nadeem Iqbal, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Zahid Saeed, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*

KARACHI

COMMITTEE-I

1.	Mr. Masood Naqi, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Arshad Alam, Businessman	*Member*
3.	Controller of Customs	*Member*

COMMITTEE-II

1.	Mr. Attaullah Khan, Consultant	*Chairman*
2.	Mr. Muhammad Mansha Churra	*Member*
3.	Collector of Customs.	*Member*

COMMITTEE-III

1.	Mr. H.N. Akhtar, Consultant	*Chairman*
2.	Mr. Razzak H. Peracha, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*

COMMITTEE-IV

1.	Mr. Ebrahim Panwala, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Aziz Damji, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs.	*Member*

COMMITTEE-V

1.	Mian Zahid Hussain, Chairman	*Chairman*
2.	Shaukat Ahmed, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*

COMMITTEE-VI

1.	Engr. M.A. Jabbar, *Ex*-Vice President FPCCI	*Chairman*
2.	Mr. Zubair Habib, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*

PESHAWAR

COMMITTEE-I

1.	Mr. Adeel Rauf, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Noman Wazeer, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*
4.	Mr. Yahya Afridi, Advocate	*Alternate Member*

COMMITTEE-II

1.	Mr. Khalid Sultan, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Mohsin Aziz, Businessman	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*

QUETTA

COMMITTEE-I

1.	Mr. Babar Bashir Nawaz Chief Executive Officer	*Chairman*
2.	Col. (R) Bashir Ahmed Nadim Lasbela Industrial Estate Development Authority	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*
4.	Mr. Suleman Chawla, Director	*Alternate Member*

COMMITTEE-II

1.	Mr. Kamaludin Ahmed, Businessman	*Chairman*
2.	Mr. Sadbar Jan, Advocate	*Member*
3.	Collector of Customs	*Member*
4.	Sardar Mohammad Ali Jogezai, Businessman	*Alternate Member*

SALES TAX

Alternate Dispute Resolution Committees are constituted from amongst the notified panel consisting of 36 persons, on case to case basis *vide* SRO No. 288 (I)/2003 dated 25-03-2003 and SRO No. 1009 (I)/2004 dated 30-12-2004. The Committees formed under the Sales Tax Act are authorized to examine the cases of Federal Excise as well. The committee so constituted comprise of three persons in each case.

DIRECT TAX

Yes, a total of 10 Alternate Dispute Resolution Committees have so far been constituted at Karachi, Islamabad/ Rawalpindi, Sialkot, Faisalabad and Multan. Further Committees are proposed to be constituted as and when applications for ADR are received. Names of committee members are given at Annex-H.

Annex-F

Government of Pakistan
Revenue Division
Central Board of Revenue

Islamabad, the 30th August, 2004.

NOTIFICATION
(Income Tax)

S.R.O. 748(I)/2004.- In exercise of the powers conferred by sub-section (1) of section 237 of the Income Tax Ordinance, 2001 (XLIX of 2001), the Central Board of Revenue is pleased to direct that the following further amendments shall be made in the Income Tax Rules, 2002, the same having been previously published as required by sub-section (3) of the said section.

In the aforesaid Rules, after rule 231B, the following new rule shall be inserted, namely: -

"231C. Income tax alternate dispute resolution.- (1) This rule shall apply to all cases of disputes brought or specified for resolution under section 134A.

(2) In this rule, unless there is anything repugnant in the subject or context,

(a) "applicant" means a person or a class of persons who has brought a dispute for resolution under section 134A;

(b) "Board" means the Central Board of Revenue.

(c) "Committee" means a Committee constituted under sub-section (2) of section 134A; and

(d) "dispute" means any matter of income tax pertaining to liability of income tax, admissibility of refund, waiver or fixation of penalty or fine, relaxation of any period or procedural and technical condition as specified in sub-section (1) of section 134A.

(3) Any person or class of persons interested for resolution of any dispute under section 134A shall submit a written application for alternative dispute resolution to the Board in the form as set out in the Schedule below.

(4) The Board, after examination of the contents of an application by a taxpayer and facts stated therein and on satisfaction that the application may be referred to a Committee for the resolution of the hardship or dispute, shall constitute a Committee consisting of the following members, namely:-

(a) the Director General, Large Taxpayers Unit or Commissioner, Medium Taxpayers Unit or any other Commissioner or officer of the Income Tax Department nominated by the Board;

(b) a Fellow of Chartered Accountants, registered with the Institute of Chartered Accountants of Pakistan or an Associate of Cost and Management Accountant, an advocate of High Court or Income Tax Practitioner [1][**having at least twenty-five reported cases in a reputed journal to his credit**]; and

(c) a reputable taxpayer.

(5) The Board may appoint one of the members of the Committee to be its Chairman.

(6) An application filed under this rule may be disposed of by the Committee within thirty days of its constitution:

Provided that the time so specified may, if requested by the Chairman of the Committee for reasons to be recorded in the request, be extended by the Board to such extent and subject to such conditions and limitations as it may deem proper.

(7) The Chairman of the Committee shall be responsible for deciding the procedure to be followed by the Committee which may *inter-alia*, include the following, namely:-

(a) to decide about the place of sitting of the Committee;

(b) to specify date and time for conducting proceedings by the Committee;

(c) to supervise the proceedings of the Committee;

(d) to issue notices by courier or registered post or electronic mail to the applicant;

(e) to requisition and produce relevant records or witnesses from the Commissioner or other concerned quarters;

(f) to ensure attendance of the applicant for hearing either in person or through an advocate, representative or a tax consultant;

(g) to consolidate recommendations of the Committee and submission of a conclusive report to the Board; and

[1] Deleted vide SRO No. 679(I)/2005 dated 04/07/05.

(h) for any other matter covered under these rules.

(8) The Committee may conduct inquiry, seek expert opinion, direct any officer of income tax or any other person to conduct an audit and make recommendations to the Committee in respect of dispute or hardship.

(9) The Committee may determine the issue and may thereafter seek further information or data or expert opinion or make or cause to be made such inquiries or audit as it may deem fit, to formulate its recommendations in respect of any matter specified in sub-section (1) of section 134A.

(10) The applicant may withdraw the application made under sub-rule (3) of these rules at any time before the Committee submits its recommendations to the Board.

[2][(11) **The applicant shall pay members of the Committee, other than public servant, remuneration covering travelling allowance and daily allowance. The extent and amount of remuneration and the manner of payment thereof shall be decided by the Chairman of the Committee under intimation to the applicant.**]

(12) The Chairman of the Committee shall send a copy of the recommendations of the Committee to the Board, applicant and the concerned Commissioner, simultaneously.

(13) The Board on its own motion or on the request of the applicant, may refer back the recommendations of the Committee for rectification of any mistake apparent from record or for reconsideration of the facts or law, as the case may be, not considered earlier by the Committee.

(14) The Committee after rectification of the mistake or reconsideration of the facts or law as aforesaid shall furnish to the Board its fresh or amended recommendation within such period as specified by the Board.

(15) The Board, after examining the recommendations of the Committee shall finally decide the dispute or hardship and make such orders as it may deem fit for the resolution of the dispute or hardship under intimation to the applicant, Chairman of the Committee and the concerned Commissioner:

Provided that the resolution reached by the taxpayer and the Board shall not bind them for tax year not covered by the agreement. Any such resolution shall not be used as precedent, except as provided in the agreement.

(16) The copy of order passed by the Board shall be provided to the applicant and to the Commissioner having jurisdiction over the case for modification of all decisions, orders and judgements passed in respect of the said dispute or hardship, within such period as may be specified by the Board in the order.

(17) On receipt of the Board's order as aforesaid, the concerned Commissioner shall implement the order in such manner and within such period as may be specified by the Board in the order.

[2] Deleted vide SRO No. 213(I)/2005 dated 03/03/05

(18) Notwithstanding any thing contained in this rule an order passed by the Board shall cease to exist if it is subsequently found to have been obtained by fraud or misrepresentation of facts about the nature of dispute or hardship on which the said order was passed and all decisions, orders and judgements modified under the said order shall deemed to be re modified.

THE SCHEDULE
[*See* sub-rule (3)]

Application for alternate dispute resolution
under section 134A of the Income Tax Ordinance, 2001

To

The Chairman,
Central Board of Revenue,
Islamabad

Dear Sir,

The undersigned being duly authorized hereby apply ______________ (name and address of the applicant) for dispute or hardship resolution under section 134A of the Income Tax Ordinance, 2001 (XLIX of 2001).

2. Necessary details of the dispute or hardship are set out below and in the annexure to this application.

3. A request is made to constitute a Committee as provided under sub-rule (4) of rule 231C of Income Tax Rules, 2002.

4. The following documents as are necessary for the resolution of the dispute or hardship are enclosed.

(a) ____
(b) ____
(c) ____

Yours faithfully,

Signature ___________
Name ______________
(in block letters)
NTN ______________
Address ____________
Date ______________

Annexure

[*See* paragraph 2 of the Schedule]

(1) Name of the applicant ______________________________

(in block letters)

(2) National tax number ______________________________

(3) Address of the applicant ______________________________

(4) Telephone Number ______________ Fax Number ________

[3][(4A) **Tax year to which the dispute or hardship relates** ______________]

(5) The Commissioner with whom a dispute has arisen ______________

(6) The following is the statement of the relevant facts and law with respect to dispute or hardship having bearing on the question(s) on which the resolution is required (Please annex extra sheet, if required):-

(7) Statement containing the applicant's interpretation of law or facts, as the case may be, in respect of question(s) on which resolution is required (Please annex extra sheet, if required) is as follows:-

(8) The extent or the amount of tax which the applicant agrees to pay, if any.

(9) The undersigned, solemnly declare that,-

(a) full and true particulars of the dispute or hardship for the purposes of resolution have been disclosed and no material aspect affecting the determination of the application filed under the Income Tax Ordinance 2001, in this behalf has been withheld;

(b) that the above issue(s) is/are pending before __________ (name of the appellate forum, ITAT or court)/ not pending before any forum, ITAT, High Court or Supreme Court of Pakistan for adjudication. [4][; and

(c) **I shall pay the remuneration of the members, other than a public servant, of the Committee to the extent as the Chairman of the Committee may decide.**]

Yours faithfully,

Signature __________

Name __________

(in block letters)

Designation __________

Date __________".

[*C. No 3(16)IT-Jud/04*]

Salman Nabi
Member (Direct Taxes)/
Additional Secretary

[3] Inserted vide SRO No. 679(I)/2005 dated 04/07/05.

[4] Deleted vide SRO No. 679(I)/2005 dated 04/07/05.

Annex-H

Lahore

Committee No. I

1. Mr. Mujahid Eshai, Chartered Accountant	Chairman
2. Mr. Ahmad Rauf, Advocate	Member
3. Commissioner of Income Tax Special Zone	Member
4. Commissioner of Income Tax Zone-I	Alternate Member

Committee No. II

1. Syed Mansoor Ali Shah, Advocate	Chairman
2. Mr. Muhammad Aslam Khan, CA	Member
3. CIT Companies Zone-I	Member
4. CIT Special Zone	Alternate Member

Committee No. III

1. Mr. Javed Iqbal, Chartered Accountant	Chairman
2. Mian Ashiq Hussain, Advocate	Member
3. CIT Companies Zone-II	Member
4. CIT Zone-A	Alternate Member

Karachi

Committee No. I

1. Mr. Mushtaq Ahmad Vohra	Chairman
2. Mr. Younus Rizwan Sheikh, CA	Member
3. CIT Special Zone	Member
4. CIT Companies Zone-I	Alternate Member

Committee No. II

1 Mr. Jan-e-Alam Fazli	Chairman
2 Mr. Shabbar Zaidi, FCA	Member
3. CIT Companies Zone-I	Member
4. CIT Special Zone	Alternate Member

Islamabad

1. Mr. Khalid Majid, CA	Chairman
2. Mr. Muhammad Bilal, Advocate	Member
3. CIT Companies Zone	Member
4. CIT Islamabad Zone	Alternate Member

Rawalpindi

1.	Mr. Alvi Abdul Rahim	Chairman
2.	Mr. Shahid Sadiq, CA	Member
3.	CIT, MTU, Rwp	Member
4.	CIT Companies Zone	Alternate Member

Sialkot

1.	Ch. Ahmad Zulfiqar Hayat	Chairman.
2.	Pirzada Syed Saeed Ahmad Shah	Member
3.	CIT Sialkot Zone Sialkot	Member
4	CIT Gujranwala Zone, Gujranwala	Alternate Member

Faisalabad

1.	Mr. Munawar A Sheikh	Chairman
2.	Mr. Salman Zahid Jamil, CA	Member
3.	CIT Companies Zone, Faisalabad	Member
4.	CIT Faisalabad Zone, Faisalabad	Alternate Member

Multan

1.	Mr. Muhammad Yunus Ghazi	Chairman
2.	Mr. Anwar Saleem Keen	Member
3.	Commissioner of Income Tax, Multan	Member
4.	Commissioner of Income Tax, Bahawalpur	Alternate Member

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes Ch. Anwar Bhiner.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! اس میں میں نے یہ معلوم کیا تھا کہ ADR Rules کے تحت کمیٹیاں بنائی گئی ہیں، یہ کسٹم کی کمیٹیاں دی گئی ہیں۔ sales tax کی کمیٹیاں کیوں نہیں بنائی گئی for the conveyance of the public اور اگر بنائی گئی ہیں تو وہ کونسی ہیں؟

جناب چیئرمین: جی ملک اسلم صاحب۔

ملک امین اسلم خان، جناب اس میں sales tax کی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں، جس طرح کسٹم کی کمیٹی بنائی گئی ہے، اسی طرح ان میں panel کے members ہوتے ہیں، ایک تو sales tax کا بندہ ہوتا ہے اس کے علاوہ دو private sector سے لئے جاتے ہیں جو کہ already notified panels ہیں ان میں سے select کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب! اس میں جو stake holders ہیں ان کی arbitration کو بھی confidence میں لیا جاتا ہے کہ نہیں؟

جناب چیئرمین: جی اسلم صاحب۔

ملک امین اسلم خان، اس میں جو Chambers of Commerce and Industry ہیں ان کو لے کر consult کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین: کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اس کے second portion میں انہوں نے جواب دیا ہے کہ جو کمیٹیاں ADR Rules کے تحت قائم کی گئی ہیں ان کا criterion کیا ہے؟ انہوں نے دو تین نام لئے، ایک کو چیئرمین بنا لیا، ایک کو ممبر بنا لیا، اس کا criterion کیا ہے؟

جناب چیئرمین: ملک اسلم صاحب۔

ملک امین اسلم خان، جناب اس کا criterion Law میں دیا گیا ہے کہ ایک department کا بندہ ہو گا اور اس کے علاوہ دو بندے should other be an expert and some body for that particular field جس میں Advocate بھی لئے جاتے ہیں جو کہ courts میں cases کر چکے ہیں' ان کا نمبر بھی دیا گیا ہے کہ انہوں نے کتنے specific cases کئے ہیں تو اس کے بعد وہ eligible ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ Chartered Accountant لئے جاتے ہیں ۔ یہ basically Expert Committees ہوتی ہیں چونکہ ان کو alternate dispute resolution دیئے جاتے ہیں جو کہ courts وغیرہ میں چل رہے ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین، فاروق نائیک صاحب۔

Senator Farooq Hamid Naik: Sir, Sub Section(2) of Section 134, only meritioned that "Committee" means a Committee constituted under sub-section (2) of section 134-A by the Board. The question is, how this transparency it met, when you appoint most of the appointees are businessmen. How the transparency is met in the appointment of the Committee Members because that is very important point.

جناب چیئرمین، ملک اسلم صاحب۔

ملک امین اسلم خان، جناب! اس میں کافی wide ranging committees ہیں اور اس میں transparency, people from the business community ایک اس میں تھوڑا سا concept of interest کا issue تھا جو کہ remove کر دیا گیا ہے' اس سے پہلے law میں یہ تھا کہ جو alternate کی کمیٹی بنے گی اس کے expenses اور emoluments tax payer pay کرے گا جس نے کہ یہ کمیٹی form کروائی ہے۔ اس میں پھر یہ دیکھا گیا کہ there was concept of interest that it be removed this year اب اس کے بعد جو بھی اس کے members بنتے گئے they can be on honorary basis.

Mr. Chairman: Question No. 4. Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

4. ***Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 23-09-2005 at 1·22 p. m.)

Will the Minister for Comerce be pleased to state:

(a) *whether it is a fact that the general rate of import duty in Saudi Arabia is 5% Ad-valorm; and*

(b) *whether it is also a fact that in Saudi Arabia on items like tents and Canvas, towels prayers rugs etc. are changeable with 20% duty ad-valorem which amounts to a trade barrier, if so, the steps taken by the Government so far for the removal of such barriers?*

Mr. Humayun Akhtar Khan: (a) Yes, it is a fact that the general rate of import duty in Saudi Arabia is 5% ad-valorem on most of the items.

(b) Yes, it is a fact that Saudi Arabia is charging customs duty on some items ranging from 12% to 20%. Customs duties of 20% are imposed on selected imported commodities to provide protections for developing national industries.

Mr. Chairman: Any supplementary question? Yes Ch. Anwar Bhidner.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! اس میں، میں نے جو دریافت کیا تھا اس کے جواب میں یہ آیا ہے کہ سعودی عربیہ میں 5% at random import duty charge کی جاتی ہے لیکن کئی items پر 12% سے 20% تک بھی custom duty charge کی جاتی ہے۔ جناب! یہ جو at random ہے جو کہ generally 5% ہے اور یہ زیادہ کی جاتی ہے، اس کے متعلق کوئی تدارک یا اس کے متعلق کیا action لیا جا رہا ہے کہ وہ اس duty کے مطابق regulate ہوں؟ یہ at random duty اس طرح نہ بڑھائی جائے۔ اس کے متعلق ہمارا جو نیا نظام آنے گا اس میں کیا آپ کی کوئی surety یا assurance آ سکتی ہے؟

جناب چیئرمین: ہمایوں صاحب۔

Mr. Humayun Akhtar Khan: I wish to mention here that let's have the Commerce Minister of Saudi Arabia, then they would answer the

question but they have every right to have any kind of duty, they want, like we do, our duty is running from zero to 25% and in some cases higher.

However, I think your question is very valid, there are two things that are happening, one is that Saudi Arabia in December, in Hong kong, will become member of the WTO, they are not member so far. So, your question is relevant. Then they would have to bind a many of their rates. I don't exactly know what kind of accession agreement they have agreed with United States and Europe that would force them to reform their trade regimes. The other good news for this House is that Pakistan is negotiating a preferential trade agreement, moving into a free trade agreement with the Gulf Cooperation Council with Saudi Arabia as the member and I hope that we will be able to do something about some of the anomalies that the honourable member has referred to in those agreements.

جناب چیئرمین، مسٹر نعیم چٹھہ۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ، جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے وزیر تجارت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی برآمدی پالیسی چاول کے متعلق کیا ہے۔ پاکستان بہت بڑا چاول کا برآمدکنندہ ملک ہے اور اس کی بڑی آبادی کی گزر اوقات، آمدنی اور خوشحالی کا انحصار rice producing پر ہے۔ سپرباسمتی چاول، جو پاکستان کا بہت مشہور چاول ہے وہ ان کی ناقص برآمدی پالیسی کی وجہ سے پچھلے سال کا بھی پڑا ہوا ہے ایکسپورٹ نہیں ہوسکا اور اس کے بعد جو inputs ہیں بجلی، ڈیزل اور کھاد وغیرہ مہنگی ہو چکی ہیں۔ پچھلے سال یہ چھ سو روپے من کے قریب بکتا رہا لیکن اس دفعہ وہ پانچ سو سے بھی نیچے بک رہا ہے تو یہ ایک بہت بڑا growers loss ہے جن کی سالانہ آمدنی اور گزر اوقات بھی اسی پر ہے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ ایکسپورٹ

پالیسی میں کوئی نقص آ گیا ہے۔ یہ کیوں اس طرف نہیں دیکھتے کہ اتنا بڑا نقصان nation اور growers کو ہو رہا ہے۔ پچھلے سال کا بھی سارا چاول یہاں پر dump پڑا ہوا ہے اور آگے بھی اس کا کوئی خریدار نہیں ہے۔ اس لئے یہاں منڈی میں نئی فصل جو اتنی bumper crop ہے اور پاکستان کی cash crop ہے جس کو نقصان ہو رہا ہے تو یہ کیوں اس طرف توجہ نہیں دیتے اور پاکستان کے مفاد کے لئے یہ برآمدی پالیسی کو کیوں ٹھیک نہیں کرتے؟

جناب چیئرمین، توجہ ضرور دے رہے ہوں گے۔ جی منسٹر صاحب۔

Mr. Humayun Akhtar Khan: Mr. Chairman! sir, you have allowed this as a supplementary question although I don't see any link of this with the Saudi Arabian duty issue but I will answer it, Mr. Chairman. The rice trade is totally deregulated now, it has been privatised, there is no longer any Rice Export Corporation of Pakistan. We do not tell any farmer how much rice to grow, when, where and how. The farmer grows rice based on the demand they see nationally and internationally. If there is some crop left over from last season, as I have said there is no government intervention. The Trading Corporation of Pakistan does not get involved in export of rice, it is totally privatised. For having said that, I think that our policies are very good because there has been a marked increase in export of rice from Pakistan last year and I am quite confident that this year we will exceed one billion dollar of rice export for the first time in Pakistan history and rice would be one item which will, what we call enter the billion dollar club in our exports. So, I don't think there is anything wrong with the policies. We protect the rice growers and the exporters. You might recall a problem with Kenya, one of Pakistan's larger

markets for rice where when they formed the Custom Union of East Africa, they increased the duty manifold and we took up the case very seriously and I am happy to report to the Senate that the duty in Kenya was brought down to its original level saving a large amount of export in rice. So, I am quite confident about the policies that we have and I am quite satisfied with the growth the exprot of rice is showing.

جناب چیئرمین، اگلا سوال نمبره ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔

5. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 24-09-2005 at 11.55 a.m.)

Will the Minister for Population Welfare be pleased to state the number of Population welfare centers in the country and the number o f qualified doctors and LHVs separately working in these centers?

Chaudhry Shahbaz Hussain: There are three types of Population Welfare Centres/Units working in the Population Welfare Programme throughout the country as per following details:

(i) Reproductive Health Services Centres (RHSCs)
(ii) Mobile Service Units (MSUs)
(iii) Family Welfare Centres (FWCs)

(There is no cadre of LHVs in Population Welfare Programme; however, their counterpart in the Programme is Family Welfare Worker, a Paramedic in BPS-9).

Reproductive Health Services Centres (RHSCs):

RHSCs are headed by Woman Medical Officers (WMO). These Centres are basically meant to provide contraceptive surgery services. A standard RHSC has one WMO and two Paramedics (one Theatre Nurse and one Family Welfare Counsellor per Centre).

Mobile Service Units (MSUs):

MSUs provide family planning/reproductive health services in the underserved/ remote areas through a mobile van. Currently, MSUs are headed by Field Technical Officers (FTOs) - a senior female paramedic in BPS-16. However, in the new PC-I of next five year plan, the post of FTO has been replaced by Woman Medical Officer. Provincial Population Welfare Departments are in the process of replacing FTOs by WMOs. At present, only 07 WMOs are working as incharge of MSUs, whereas remaining MSUs of the country are still headed by FTOs.

Family Welfare Centres (FWCs):

FWCs are headed by Paramedics named Family Welfare Worker (BPS-9). Around 1/3rd FWCs are headed by senior Paramedics - Family Welfare Counsellor in BPS-11

The number of above service delivery outlets all over the country alongwith the qualified Doctors and Paramedics working thereon are as under:

S.#	Service Outlets	Total Number countrywide	Number of Doctor/ Paramedic/ Centre	Total Number of Doctors/ Paramedics
(i)	RHS Centres:	118	*Doctor: 01* *Paramedic: 02* [FW Worker (01)] [Theatre Nurse (01)]	*Doctor: 118* *Paramedic: 236*
(ii)	MSU	204	*FTO/Doctor: 01* *Paramedic: 01* [FW Counsellor (01)]	*Doctor: 07* *FTOs: 197*
(iii)	FW Centres:	2206	*Doctor: Nil* *Paramedic: 01* [Either FW Worker or a FW Counsellor]	*Doctor: Nil* *Paramedic: 2206*

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جی ہاں۔ جناب! میرا سوال یہ تھا that number of population welfare centres in the country and number of qualified doctors and LHVs or whoever is working in the centres. جناب! اس کا کافی detail کے ساتھ جواب دیا گیا ہے جو کہ میں نے پوچھا ہی نہیں تھا جو qualified Doctors ان کو supervise کر رہے ہیں وہ 125 ہیں' Paramedics جو ہیں وہ 2639 ہیں۔ جناب! یہ Population Welfare Centres جو بھی services provide کر رہے ہیں' they are part of health services اس میں جو بھی medicines دی جاتی ہیں' surgical procedures کیے جاتے ہیں' ان کے side effects بھی ہوتے ہیں اور complications بھی ہوتی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے جب اس پروگرام کو 9 mainly even basic pay scale No. والے Paramedics دیکھ رہے ہیں تو اس کا کوئی ریکارڈ ہے کہ اس کے کتنے side effects اورکتنی complications ہو رہی ہیں اور اس کو بہتر بنانے کے لئے' expert persons سے replace

کرنے کے لئے، خود یہاں پہ کہا گیا ہے کہ اگلے پانچ سالہ پلان کے PC-1 میں 197 Paramedics کو Doctors سے replace کردیا جائے گا۔ اسکےعلاوہ باقی جو Paramedics ہیں ان کو Doctors سے replace کرنے کا کیا پروگرام ہے؟

جناب چیئرمین، جی امین اسلم صاحب۔

ملک امین اسلم خان، جناب چیئرمین! I could not understand what is the question? ساری details ان کو بتائی ہیں۔

جناب چیئرمین، انہوں نے تو کہا ہے کہ آپ نے زیادہ details دی ہیں۔

ملک امین اسلم خان، جی زیادہ details میں دیے ہیں اور اب ان کا question کیا ہے یہ ذرا فرما دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! میرا question یہ تھا کہ آپ کے پاس 125 Doctors ہیں اور باقی Paramedics ہیں اور یہ BPS-9 والے Paramedics ہیں جو آپ کے 2206 Centres کو دیکھ رہے ہیں اور اوپر والوں میں بھی 236 وہ ہیں باقی 197 بھی وہ ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو بھی medication دی جاتی ہے، اس کے side effects ہوتے ہیں اورآپ کو پتا ہو گا کہ ان harmones کے بھی side effects ہوتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا جو Surgical procedures کیے جاتے ہیں ان کی complications بھی ہوتی ہیں، میرا سوال یہ تھا کہ ان complications and side effects کو اتنے low grade کے جو Paramedics ہیں وہ نہیں دیکھ سکتے، کیا اس کا کوئی record ہوتا ہے کہ کتنے side effects ہوئے اور کتنی complications ہوئیں؟ اس کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ آپ ان Paramedics کو expert doctors سے replace کرنے کا کیا پروگرام رکھتے ہیں؟

ملک امین اسلم خان، جناب! اس کے جواب میں جو ہمارے Reproductive Health Centres ہیں اس میں تو Women Medical Doctors آ رہی ہیں اور Paramedics کو ان سے replace کیا جارہا ہے۔ جہاں تک Mobile Service کا تعلق ہے تو اس میں بھی جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت seven Women Medical Officers ہیں اور جو

change سے paramedics کر کے upgrade آہستہ آہستہ ہیں ان کو بھی بعد میں remaining کیاجائے گا۔ Details پوری جو work کر رہے ہیں انہوں نے خود بتایا ہے کہ اس جواب میں دی ہوئی ہیں اور جو side effects کی بات کر رہی ہیں، تو sir, side effects اتنے centres میں جو recorded ہیں یا نہیں ہیں I cannot say لیکن جو recorded بھی ہیں تو ظاہر ہے کہ اگر اس کے کوئی side effects ہیں تو there are hospitals nearby working وہ وہاں پر بھی جا سکتے ہیں۔ اب side effects آتے ہیں یا نہیں آتے اس کا record تو ان centres کے پاس ہی ہو گا۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، اگر مجھے گزارش کرنے دیں تو it is a matter of an expert and of health profession. It is not a general question to be answered like this کہ side effects جو ہیں contra-indications, side ہیں یا

effects of medicine, they are already given in the leaflets., and the doctors know it, what are its indications? What are its contra-indications? What are its side effects? What are the type of side effects which are going to happen like allergy or some thing which is contra indication or some medicine is administered or inconjuctive with respect to the other

یہ چیز ہے۔ جہاں تک complictions bubble up ہوتے ہیں یا side effects at the time of administration of medicine. It is countered by the professional or a trained Doctor کہ اب severe allergy ہو جائے جس سے shock ہو سکتا ہے as to what the measures are to be taken against it. How many patients had allergy of this sort of ....

(Interruption)

جناب چیئرمین، تشریف رکھئے۔ Dont't interrupt

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Try to understand what I am saying.

اگر آپ جانتے ہوتے تو آپ سوال ہی نہ کرتے، جھگڑا ہی نہ کرتے۔

• جناب چیئرمین، میرا خیال ہے مختصر رکھیں کیونکہ باقی سوال بھی ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، دوسری بات یہ ہے کہ اس کا data یہ مانگ رہے ہیں کہ

how much came out of it, side effects and complications of operation

happened. یہ data collect کرنے کے لیے ہمیں بڑا time درکار ہے اور پھر back جانا

پڑے گا۔ A fresh question is needed.

Mr. Chairman: I think

بھنڈر صاحب نے یہی کہا ہے کہ اس کی dates پوچھ کر دے دیں گے۔ جی ڈاکٹر ساجد۔

Senator Dr. Muhammad Said: I will ask two little questions. The number of centres and the qualified doctors and paramedics is given on page 16 is not very clear. We would like to know sir, whether these centres are concentrated in one city or in one province or whether they are fairly distributed through out the country?

Secondly sir, I would like to know that there is a lot of money being spent on the reproductive health services and one would like to ask as to what is effect of the use of contraceptive on the control of population? Thank you.

Mr. Chairman: I think

یہ تھوڑا ہٹ کے ہے۔ Would you answer, Minister Sahib?

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر (وزیرمملکت برائے صحت)، ان کا first part ہے اس

They ہیں delivery outlets جو یا ہیں centres جو یہ کہ I would like to tell them میں are throughout the country and if he wants the break up I can tell him.

پنجاب میں RHFC میں 61 ہیں ' سندھ میں 34 ہیں 'NWFP میں 16 ہیں ' بلوچستان میں 8 ہیں ' AJK میں 5 ہیں 'Northern Areas میں ایک ہے اور اسلام آباد میں تین ہیں۔ اسی طرح MSUs, they are 100 in Punjab, 36 in Sindh, 19 in NWFP, 40 in Balochistan, 5 in AJK, 3 in Northern Areas and one in Islamabad and about second part میرا خیال ہے اس میں حوصلہ افزا ہی ہو سکتے ہیں' میں یہی کہہ سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جناب رحمت اللہ کاکڑ۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، شکریہ جناب چیئرمین ! وزیر صاحب شاید House کو مطمئن نہیں کر پا رہے۔ ہماری colleague نے پوچھا ہے' specially میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں Mobile Service Units ہیں ان کا کام تو field planning and reproductive health services ہے اس میں ایک Field Training Officer مشٹنڈا ladies کے بیچ میں گھس کر پورے پاکستان میں کھلبلی مچاتا ہے اور next five years planning میں یہ ہے کہ اس کو Woman Medical Officers سے replace کیا جائے گا اور جو اس میں خلا ہے وہ یہ ہے کہ یہ جو انہوں نے next Family Welfare Centres کے اعدادوشمار دیئے ہیں جہاں Family Welfare Centres 2206 ہیں not a single doctor is supervising the whole process اور پورے ملک میں ایک بھی ڈاکٹر ان کو نہیں ملا ہے۔ پورا پنجاب چیخ رہا ہے۔ ڈاکٹر ڈاکوؤں کی صف میں شامل ہو گئے ہیں' شیخوپورہ لاہور روڈ پر بسوں کو لوٹ رہے ہیں۔ ہمیں ڈاکٹر نہیں مل رہا ہے۔

دوسری گزارش اس میں یہ ہے کہ یہ جو MSU میں 204 ان کے units ہیں اس کو آئندہ پانچ سال میں سات ڈاکٹر ' 204 mobile service units کو supervise کریں گے۔ اب سات units کی jurisdiction پورے پاکستان پر محیط ہے یا ان میں شمالی علاقہ جات بھی ہوں گے یا شاید آزاد کشمیر میں کوئی بچا ہوگا تو اس کو بھی یہ supervise کریں گے۔ یہ کچھ عجیب

سا، مبہم سا جواب ہے۔ اگر detail میں اس وقت نہیں فرما سکتے ہیں تو تیاری سے بتائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، سوال کے حساب سے جواب نہیں ہے' بھنڈر صاحب۔

چوہدری شاہد اکرم بھنڈر، آپ سوال کو بھی پڑھ لیں اور جو اس کا جواب ہے اتنی detail میں دیا ہوا ہے کہ میرے خیال میں اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے' حالانکہ وہ required نہیں تھا لیکن پھر بھی بڑی detail میں اس کا answer دیا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین، بہرحال کوئی specific چیز چاہیے تو آپ نیا سوال دے دیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب اس میں بھی یہی کچھ ہوگا۔

Mr. Chairman: If you are not satisfied میرے پاس آجائیں میں آپ کو مطمئن کردوں گا۔ No. 6.Dr. Kausar Firdous.

6. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 24-09-2005 at 11.55 a.m.)

Will the Minister for Privatization and Investment be pleased to state:

(a) the number and names of the Public institutions/organizations privatized during the current year;

(b) the funds generaged through their privatization?

Dr. Abdul Hafeez Shaikh: (a) Eleven units/transactions were privatized during the financial year 2004-2005 as per Annex.

(b) Rs. 43.038 billion.

ANNEX

Privatisation Commission

List of units/transactions privatised from July 2004 to June 30, 2005

Rupees in million

Sr. No	Unit Name	Date	Amount	Buyers
1	Sale of 5.8% shares of PIA thru secondary offering	Jul-04	1,100	General Public through Stock Exchange
2	Sale of 15% shares of PPL thru IPO	Jul-04	5,500	General Public through Stock Exchange
3	Falleti's Hotel Lahore	Jul-04	1,211	4B Marketing
4	10% additional shares – Kohat Cement	Oct-04	41	EMG
5	10% additional shares – Dandot Cement	Oct-04	8	EMG
6	10% additional shares – Ittehad Chemicals	Oct-04	26	EMG
7	10% additional shares – Sh. Fazal Rahman etc	Oct-04	3	Sh. Nishat (Pvt) Limited
8	Sale of 20% shares of KAPCO thru IPO	Apr-05	4,604	General Public through Stock Exchange
9	Pak Arab Fertilizers (Pvt) Ltd. (94.8%)	May-05	14,125	Reliance/Fatima Group
10	National Refinery Limited (33,985,788 shares)	May-05	16,415	The Attock oil Group of Companies
11	International Advertising (Pvt) limited	Apr-05	5	EMG
	Total proceeds		43,038	

Mr. Chairman: Any supplementary.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب چیئرمین! جواب کے دوسرے حصہ میں Rupees 43.038 billion کی رقم جو بتائی گئی ہے اس کی utilization کے main heads بتائے جا سکتے ہیں، کہاں یہ رقم استعمال ہوئی ہے

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is given to the government exchequer then it is distributed according to the budgetary system. That is all.

یہ رقم government exchequer میں جمع ہو جاتی ہے اس کے بعد آپ کو علم ہے کہ budget کے ذریعے distribution in different heads میں ہوتی ہے۔

Mr. Chairman: And most of it as per the requirement, it is used for debt retirement.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! جواب کے حصہ "b" میں جہاں تفصیل دی گئی ہے نمبر چار پر ہے 10 % additional shares - Kohat Cement اس میں میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس میں اس کارخانے کے مزدوروں کو بھی کوئی share بیچا گیا ہے، اگر

بیچا گیا ہے تو کتنا بیچا گیا ہے اور اگر نہیں بیچا گیا تو کیوں نہیں بیچا گیا؟

جناب چیئرمین، اس کے لیے details چاہیے ہوں گی اس لیے fresh question دے دیں۔ دلاور صاحب۔

سینیٹر سید دلاور عباس، جناب چیئرمین! میں Minister concerned سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ 4B Marketing and EMG who are the buyers یہ کیا ہیں، اس کی وضاحت فرمائیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: What is this? I don't know personally.

آپ کو بھی نہیں پتا، مجھے بھی نہیں پتا۔ یہ تو شیخ صاحب ہی بتائیں گے جب آئیں گے۔

جناب چیئرمین، آپ نے شیخ صاحب سے coordinate نہیں کیا؟

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No. Just hurriedly, he sent it to me that it should be postponed.

Mr. Chairman: We defer this question. The Minister has to be here to answer. I think EMG stands for Employees Management Group what I recollect but I think the Minister will be in a better position to reply.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یہ کسی کمپنی کا abbreviation ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، یہ رواج جو ہم adopt کر رہے ہیں کہ آج تین وزراء صاحبان دوسرے تین وزراء صاحبان کے بجائے جواب دے رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے اور خان صاحب نے تو frankly concede کیا ہے کہ وہ نہیں جانتے ہیں۔ میں عرض کروں کہ یہ اس لیے ہے کہ چونکہ Minister concerned نہیں ہے کیونکہ اگر Minister concerned ہوں تو ان کو ہر چیز کا پتا ہوگا۔ بات یہ ہے کہ this should not be made the rule of the Senate sir.

Mr. Chairman: I think, the Ministers are responsible to brief

their colleagues, may be,

کوئی ایک ایسا کیس ہو گیا ہو normally they do brief their colleagues.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، کبھی کبھار اگر ہو تو یہ permissible ہو سکتا ہے لیکن یہ routine نہیں ہونی چاہیے۔

Mr. Chairman: It has been taken up. We will again take it up with the Prime Minister that the Minister concerned should be here. If at all, it is unavoidable, under special circumstances, proper briefing should be given.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میری گزارش بھی سنیں،

according to the Constitution the whole Cabinet is responsible to the Parliament. جہاں تک سوال و جواب کا تعلق ہے یہ specific نہیں کر سکتے کیونکہ خدانخواستہ کسی وقت کوئی وزیر abroad ہوتا ہے یا مجبوری کے تحت نہیں آ سکتا تو اس کو اگر آپ اس طریقے سے strictly پابند کر دیں گے تو یہ مناسب نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین، اس سوال کو defer کر دیتے ہیں۔

سینیٹر اسفندیار ولی، ہم جب بھی ان کی بات کرتے ہیں ہمیں یہی کہا جاتا ہے کہ جی concerned minister نہیں ہے - When we raise a point of order or we want to raise an adjournment motion, we are told that the concerned minister is not here. آج کم از کم انہوں نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ یہ collective responsibility ہے۔

Collective responsibility is there. We are not seeing, they are at fault who are here answering questions. The briefing that is being given to them as regard to the questions, that should be properly briefed so that they are in a position to set down an answer.

Mr. Chairman: No I think it is understood that the Minister

should be here but if it is unavoidable then proper briefing should be given and the rule do allow for someone else to represent them but a proper briefing should be given. Question No.7, Mr. Farhatullah Babar.

7. *Senator Farhat Ullah Babar: Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the National Bank of Pakistan has written off loans during 2005, if so, the amount of loans written off; and

(b) the names and addresses of the persons whose loans of 5.5 million rupees or more were written off during this period by the NBP?

Mr. Omar Ayub Khan (Minister of State for Finance):

(a) Yes. Around Rs.563 million.

(b) List is annexed.

NATIONAL BANK OF PAKISTAN
SPECIAL ASSETS MANAGEMENT GROUP
HEAD OFFICE, KARACHI.

WRITTEN OFF DURING THE YEAR 2005 RS.5 MILLION AND ABOVE

(RS. IN MILLION)

SR.#	NAME OF PARTY	NAME OF DIRECTOR	WRITE OFF	WAIVER	TOTAL
1	QUALITY STEEL WORKS LTD.	ZIAUDDIN JEDDI 35-H, Block-6, PECHS, Karachi.	240.671	739.262	979.933
2	KUNZAN TEXTILE MILLS LTD	ISHFAQ UR REHMAN Room No.8, 3rd Floor, Rehman Business Centre, Gulberg-III, Lahore. MRS. SAJIDA PERVEEN	61.900	56.418	118.318
3	AL-QADIR TEXTILE MILLS LTD.	GHULAM ALI RAJA 6KM Jhelum Road, Distt. Chakwal.	33.482	19.457	52.939
4	RESHI TEXTILE MILLS LTD.	ZAFAR AHMED BABAR RESHI 110, Fazlul Haq Road, West Blue Area, Islamabad.	30.000	56.056	86.056

5	BELA GHEE	JAM. MOHD. YOUSUF H.#.31/B, NORHT NAZIMABD, KARACHI. MST. SHEREEN JAN MST. SHELA BIBI GUL HASSAN	16.917	21.375	38.292
6	KOHINOOR LOOMS	MIAN M. JAVED SAIGOL 80 ARIF JAN, LAHORE CANTT. MRS.KETHLEEN MEGHAN	83.261	862.146	945.407
7	BASHIR COTTON	MIAN RAFI 97-B, Gulberg-II, Lahore.	63.000	0.000	63.000
			529.231	1754.714	2283.945

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes, Farhat Ullah Babar sahib.

سینیٹر فرحت اللہ بابر، جناب چیئرمین! اس سال 2005ء میں صرف نیشنل بنک نے جو قرضے معاف کیے ہیں ان کی amount 2.2 billion rupees ہے، یعنی 350 million dollars اور اس میں وزیر اعلیٰ بلوچستان جام محمد یوسف صاحب بھی شامل ہیں۔ ان کے بھی تقریباً چار کروڑ روپے write off کیے گئے ہیں۔ میں فاضل وزیر کی توجہ اس قانون کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اگر دو ملین روپے کا قرضہ write off ہوا ہو تو کوئی شخص ممبر پارلیمنٹ نہیں بن سکتا۔ اگر یہ وہی جام یوسف ہیں جو وزیر اعلیٰ ہیں اور ایم پی اے بھی ہیں تو کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ کون سے قانون کے تحت ان کو ابھی تک کچھ نہیں کہا گیا اور ان کو disqualify نہیں کیا گیا اور میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا کوئی ایسی تجویز ان کے زیر غور ہے کہ یہ 350 million dollar ان defaulters سے recover کرکے زلزلہ زدگان کی امداد کے لیے مختص کیے جائیں۔ شکریہ۔

ملک امین اسلم خان، جناب! اس میں سب سے پہلے تو I am not sure کہ یہ جام یوسف صاحب وہی جام یوسف صاحب ہیں-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین، وزیر صاحب کو بات کر لینے دیں پہلے۔ پھر میں آتا ہوں اس طرف۔

ملک امین اسلم خان، اس میں اتنی detail نہیں ہے۔ It was just mentioning the name Jam Muhammad Yousaf does not mean کہ یہ وہی جام یوسف صاحب ہیں۔ دوسری بات انہوں نے کی ہے کہ اس کا کیا procedure ہے تو it is very strictly laid down procedure by the State Bank اور یہ جو non-performing loans ہوتے ہیں they become a burden on the balance sheet of the bank اور اس کی وجہ سے borrower پر ایک pressure پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے State Bank میں باقاعدہ ایک procedure ہے جس کے تحت یہ loans write off کیے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی

2000 million write off ہونے ہیں۔ اس میں 563 million ہونے ہیں باقی waiver ہیں جو کہ interest rate پر ہوتا ہے اور جو non-performing loans ہوتے ہیں ان پر جو guide lines ہیں اس کے مطابق تو یہ Board approve کرتا ہے اس کو پورے بنک کا۔ اس کے علاوہ دو' تین conditions ہیں جو کہ اس کو meet کرنی ہوتی ہیں جس کے بعد وہ loan write off ہوتا ہے۔ جس میں پہلی condition ہے کہ the chance for recovery should be negligible as seen by the board of directors. Secondly, اس میں جو assets ہوتے ہیں ان کو forfeit کیا جاتا ہے جو security میں پڑے ہوتے ہیں اور تیسرے جو liquid assets ہوتے ہیں ان کو بھی دیا جاتا ہے جس کے بعد یہ step لیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، شکریہ بہت بہت چیئرمین صاحب۔ جناب! میں اپنے سینیٹر colleague کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ شاید آپ کے علم میں یہ بات نہیں ہو اور اب مجھے بہت زیادہ افسوس ہوا کہ آپ نے کہا کہ یہ وہی جام صاحب ہیں' یا یہ وہی نہیں جو Chief Minister ہیں' انہیں آپ disqualify کر دیں۔ میری بات سنیں جب جام صاحب سات' آٹھ یا دس سال کے تھے اس وقت سے یہ بیلا مل چل رہی ہے۔ یہ ابھی کی بات نہیں ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Order please.

سینیٹر آغا پری گل، یہ مل جام غلام قادر کے زمانے کی بنی ہوئی ہے۔ یہ ابھی کی بات نہیں ہے۔ جس طریقے سے یہ لوگ بات کرتے ہیں۔ اس طرح تو وہ بلاول ہاؤس ہے وہ آپ دے دیں ناں کشمیر والوں کے جو اتنے مہربان ہیں۔ کشمیر والوں کے لیے بہت کچھ ہے ہمارے پاس' ہماری جانیں بھی قربان ہیں۔ آپ لوگوں کے پاس اتنی فالتو چیزیں ہیں' بلاول ہاؤس وغیرہ پڑے ہوئے ہیں' یہ دے دیں ناں' کیوں نہیں دیتے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ بیلا مل ابھی کا نہیں ہے' پتا نہیں کتنے سالوں پہلے کا بنا ہوا ہے اور آج وہ چیف منسٹر بنا ہوا ہے' آپ کو کانٹا چبھ رہا ہے۔ کتنے غلط لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم بلوچستان کے

رہنے والے ہیں یہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کے بارے میں کس طرح کے غلط الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، شکریہ تشریف رکھیں۔ جناب احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی ،. جناب چیئرمین! کتنے افسوس کی بات ہے. کہ وزیر خزانہ صاحب موجود نہیں ہیں اور یہ وزیر صاحب اس کا جواب دے رہے ہیں۔ ٹھیک ہے بڑی اچھی بات ہے، لیکن یہ بہت ہی اہم سوالات ہیں اور ان میں ان کا موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ جناب چیئرمین! میں دیکھ رہا ہوں کہ سات نمبر پر ایک بشیر کاٹن مل نظر آ رہی ہے۔ میری نظر سے یہ ایک رپورٹ گزری ہے جس میں انہوں نے نہ صرف قرضہ معاف کروایا بلکہ الٹا انہوں نے سٹیٹ بنک سے فون کروا کے نیشنل بنک سے interest بھی لے لیا۔ یہ آپ کمیٹی کے سپرد کر دیں تاکہ ہم اس کی scrutiny کریں کہ ایسا کیسے ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، وسیم صاحب! Do you want to go to the committee.

جناب وسیم سجاد (قائد ایوان)، دیکھ لیں، کمیٹی کو بھیج دیں، کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، یہ جو issue raise ہوا ہے اس کا کمیٹی کو کہہ رہا ہوں۔ آگے اسفندیار ولی صاحب کو تیسرا آخری سپلیمنٹری دے رہا ہوں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، تین سوال کا تھا، آخری تیسرا سوال ہے۔ This is the last supplementary Asfandyar Wali.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں۔ اسفندیار صاحب آپ بولیں یہ سب چپ ہو جائیں گے۔

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Let me explain.

جناب چیئرمین، جی، جی فرمائیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، اس میں تھوڑی سی وضاحت ضروری ہے وہ یہ

کہ سٹیٹ بنک نے ایک Circular No.29 جاری کیا تھا جس میں write off کے لئے لکھا ہوا تھا کہ کن حالات میں ہوگا۔ اگر non-recoverable loan ہے تو وہ کن حالات میں وہ recover ہو سکتا ہے اور کتنا write off ہو سکتا ہے۔ یہ جو مجھے لگتا ہے، تفصیل مجھے پتہ نہیں ہے لیکن just وضاحت کے لئے عرض کرتا ہوں، مجھے یہ لگتا ہے کہ یہ Circular 29 کے تحت نیشنل بنک نے سٹیٹ بنک کی جو پالیسی ہے اس کے تحت یہ write off کیا ہوگا۔ لہذا اس کو تفصیل میں دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ let the Committee examine.

Mr. Chairman: It may be referred to the Co nmittee.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): *Prima facie* it appears to me that it is not an arbitrary act. It ippears to me that this has been done under Circular 29 issued by the State Bank of Pakistan which is supervised by Committee of the State Bank of Pakistan.

جناب چیئرمین، جی اسفندیار صاحب۔

Senator Asfandyar Wali: Sir, it is in two parts but before I go to the question

آپ سے ایک request ہے۔ یہ issue ایسا issue ہے جیسے ابھی احمد علی صاحب نے اٹھایا۔ Why do not you send it to the Committee?

Mr. Chairman: I have sent it already. It is done.

Senator Asfandyar Wali : Let the Committee decide this. As regards the question, sir, it is in two parts. No.1,

یہاں تو ہم ملین اور بلین کے قرضے ہم معاف کرتے جا رہے ہیں۔ کیا حکومت کا کوئی ارادہ ہے کہ باقی ملک کی تو ان کو پرواہ نہیں ہے لیکن جہاں زلزلہ آیا ہے وہاں Agricultural Bank والے پچیس پچیس اور بیس بیس ہزار روپے کے پیچھے لوگوں کو اٹھا کر جیلوں میں بند کر رہے ہیں۔ کیا حکومت کا کوئی ایسا ارادہ ہے کہ کم از کم زلزلہ زدہ علاقوں میں جو زرعی قرضے ہیں ان کو معاف

کر دے؟ نمبر دو' اب جناب پھر ان کو غصہ تو آئے گا۔ ایک بات سمجھ نہیں آتی کہ دو cousins ہیں ایک کزن کے اربوں روپے معاف ہو جاتے ہیں اور دوسرے کزن اختر مینگل کے گھر پر راکٹ برسائے جاتے ہیں۔ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ دونوں cousins کے ساتھ اتنی different treatment کیوں ہو رہی ہے؟

Mr. Chairman: We want to go to the next question 7.(a).

سینیٹر اسفندیار ولی ۔ نہیں جناب یہ earthquake affected areas کی بات کریں۔

ملک امین اسلم خان۔ اس کا میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا already proposal وزیراعظم صاحب کے پاس ہے اور it is under active consideration کہ جو earthquake affected area ہے اس کے اندر زرعی قرضے لوگوں کو معاف کئے جائیں۔

Mr. Chairman: Question 7-(a). Mr. Farhat Ullaha Babar.

7-A. ***Mr. Farhat Ullah Babar:** (Notice received on 24-09-2005 at 1.00 p.m.)

Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) *whether the Government of Pakistan has provided funds to the Pakistan Human Development Fund (PHDF), if so, its extent; and*

(b) *whether the accounts of PHDF are audited by the Auditor General of Pakistan, if not, its reasons?*

Minister Incharge of the Cabinet Division: (a) Yes the Government of Pakistan has provided funds to tune of Rs. 2 billion to the Pakistan Human Development Fund (PHDF). Out of this amount, Rs. 750 million have been provided for Endowment Fund.

(b) As per report of the NCHD the accounts of PHDF are not audited by the Auditor General of Pakistan, as provided in section 17 of National Commission for Human Development Ordinance, 2002. (Detailed explanation is annexed).

Annex

AZAM CHAUDHRY LAW ASSOCIATES

Senior Partner: Dr. Mohammad Azam Chaudhry, M.A. LL.B. Ph.D (Law) Paris

Mr. Ake Linden, M. A. LL.M. (Sweden)
Mr. Basharat Qadir, B.A. LL.B
Mr. M. Farooq Akhtar, M.A. LL.B.
Mr. Tariq Aziz, B.A. LL.B.
Mr. Sardar Anzar Iqbal, B.A. LL.B.
Mr. Akhtar Mahmood, M.A. (Cantab) M.A. (Oxon) M.A. (Harvard)
Mr. Sheikh Parvez Akhtar, B.A. LL.B
Mr. Raheel Malik, B.A. LL.B.
Ms. Mishael Ahmed, LL.B., BVC (Lincoln's Inn)
Ms. Hannah Irfan, LL.B., LL.M. (HK) LL.M. (Lon)
Ms. Shandana Gulzar Khan, LL.B. LL.M. (Cantab)
Mr. Rifaqat Islam Awah, B.A. LL.B.

LEGAL OPINION

Audit of PHDF Accounts by Government Auditors/Auditor-General

M/s Pakistan Human Development Fund (PHDF) has sought our opinion whether government Auditors/Auditor-General are authorized or required to audit the accounts of PHDF?

The issue has been examined carefully and our opinion is as under:

PHDF has been established as an "Association not for Profit" Company under section 42 of the Companies Ordinance, 1984. It is an independent legal entity governed by its Memorandum and Articles of Association and under the Companies Ordinance, 1984. It has not been established by any Act of Parliament or any Order of the Federation or a Province. Besides, PHDF is not subsidiary of National Commission for Human Development.

The factual position regarding **statutory audit under the Constitution of Pakistan** is clarified hereunder.

The relevant Article 169 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan lays down that:

> "*Article 169: The Auditor General shall, in relation to*
>
> *(a) the accounts of the Federation and of the Provinces; and*
>
> *(b) the accounts of any authority or body established by the Federation or a Province,*
>
> *perform such functions and exercise such powers as may be determined by or under Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) and, until so determined, by Order of the President.*

5, Street 9, F-8/3, Islamabad, Pakistan
Tel: (92-51) 2253351, 2253354, 2263670, 2250657; Fax: (92-51) 2260675, 2262082
Email: acla@comsats.net.pk; Web: www.acla-law.org

Under the aforesaid Constitutional provision, the Auditor General can audit the accounts of "authority or body established by the Federation or a Province". It is an established fact that PHDF is NOT an "authority or body established by the Federation or a Province". As stated earlier, PHDF has been established as an "Association not for Profit" or a company under the Companies Ordinance, 1984. Federal or Provincial Government did not issue any SRO or Order for its establishment. It is hence an established fact that PHDF is not covered under Article 169 of the Constitution. Article 169 does not, therefore, confer any authority on Government Auditors or Auditor General to carry out the audit of accounts of PHDF. There will be no violation of Constitution of Pakistan if PHDF does not submit its accounts to Government Auditors or Auditors General for carrying out audit of these accounts.

As stated in Article 169 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, the Auditor General shall "perform such functions and exercise such powers as may be determined by or under Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) and, until so determined, by Order of the President". In pursuance of Article 169, the President promulgated "Pakistan (Audit and Accounts) Order, 1973". This Order was repealed on 17 May 2001 when "The Auditor General (Functions, Powers and Terms and Conditions of Service) Ordinance, 2001" was enforced.

The relevant provisions of aforesaid Ordinance (Sections 15, 9 and 11) are reproduced hereunder:

Section 15: ***Audit of companies and corporations established in the public Sector***

> (1) *The Auditor General shall perform functions and exercise powers in relation to the audit including supplementary audit of the accounts of the public sector companies in accordance with the provisions of the Companies Ordinance, 1984 (XL VII of 1984).*
>
> (2) *The duties and powers of the Auditor General in relation to the audit of the accounts of corporations (not being companies) established by or under, law shall be performed and exercised by him in accordance with the provisions of the respective laws.*

Section 9: ***Audit of receipt and expenditure of holders of authorities substantially financed by loans and grants.*** *– Where any body or authority is substantially financed by loans or grants from Consolidated Fund of Federal Government or of any Province or of any district, the Auditor General shall, subject to the provisions of any law for the time being in force applicable to the body or authority, as the case may be, audit the accounts of the body or authority.*

AZAM CHAUDHRY LAW ASSOCIATES ACLA ISLAMABAD

Section 11: ***Functions of Auditor General in the case of grants or loans given to other authorities or bodies.*** *Where any grant or loan is given for any specific purpose from the Consolidated Fund of Federal Government or of any Province or of any district to any authority or body, not being a Foreign State or International Organization, the Auditor General may scrutinize the accounts by which the sanctioning authority satisfies itself as to the fulfillment of the conditions subject to which such grants or loans were given and for this purpose have the right of access, after giving reasonable previous notice, to the books and accounts of that authority or body.*

Section 15 empowers Auditor General to conduct Audit of Public Sector Companies only. Public Sector Companies are those Companies, which have been established by the Federal or Provincial Government and such Government has legal right or authority to control and manage these Companies by using majority of the voting rights held by such a Government. It is an established fact that **PHDF is not a Public Sector Company** as the Federal Government does not hold majority voting power either in the General Body meeting or meeting of Board of Directors of the Company. Voting Power of Federal Government is only about 20 % of total voting powers of the members of the Company. Hence, on this count, Auditor General has no lawful Authority to audit its accounts.

In the light of clear cut provisions of the Constitution and the Auditor General's (Functions, powers and Terms and Conditions of Service) Ordinance, 2001, it is unassailable fact that the Government Auditor (or Auditor General of Pakistan) has no jurisdiction to audit the accounts of PHDF.

PHDF is a Company registered under the Companies Ordinance, 1984. The law provides that its accounts shall be audited by a firm of Chartered Accountants. Under the law and the Articles of Association of PHDF, the Members of the Company are authorized to appoint Auditors of PHDF. A reputed firm of Chartered Accountants has been conducting the Audit of PHDF and Accounts have always been unqualified. It is testimony of transparency of financial management of PHDF.

PHDF is an "Association not for Profit" or a charitable organization. Its Annual Audited Accounts are regularly submitted to UNDP and the Cabinet Division and Finance Division of Government of Pakistan. PHDF has also an internal audit committee headed by a reputed Chartered Accountant from United Kingdom. Under the law and by virtue of its Memorandum and Articles, the Members and Directors are debarred from taking any monetary benefit of any nature from the funds of the Company. Every member of PHDF has rather contributed substantial amount in the Funds of the Company.

In this context, attention in particular, is invited to the letter of Economic Affairs Division (copy annexed herewith) whereby "Enercon" and "Energy Conservation Fund" (XEN Projects) have been exempted from the audit of Auditor General of Pakistan, in consultation with the Finance Division and Auditor General. Positions of "Enercon" and "Energy Conservation Fund" are similar/akin to NCHD and PHDF. Similarly audit of PPAF, NRSP, GBTI etc, other Section 42 Companies, are no carried out by AGPR.

In view of the Constitutional and legal position explained in preceding paras, we are of the firm opinion that Auditor-General (or Government Auditors) are barred by jurisdiction to conduct the Audit of the Accounts of PHDF.

for (Dr. Muhammad Azam Chaudhry)
Legal Advisor
Date: 13-10-2005

AZAM CHAUDHRY LAW ASSOCIATES ACLA ISLAMABAD

AZAM CHAUDHRY LAW ASSOCIATES

Senior Partner: Dr. Mohammad Azam Chaudhry, M.A. LL.B. Ph.D (Law) Paris

Mr. F. Linden, M. A. LL.M. (Sweden)
Mr. Basharat Qadir, B.A. LL.B.
Mr. M. Farooq Akhtar, M.A. LL.B
Mr. Tariq Aziz, B.A. LL.B.
Mr. Sardar Anzar Iqbal, B.A. LL.B
Mr. Akhtar Mahmood, M.A. (Cantab) M.A. (Oxon) M.A. (Harvard)

Mr. Sheikh Parvez Akhtar, B.A. LL.B.
Mr. Raheel Malik, B.A. LL.B.
Ms. Mishael Ahmed, LL.B., BVC (Lincoln's Inn)
Ms. Hannah Irfan, LL.B., LL.M. (HK) LL.M. (Lon)
Ms. Shandana Gulzar Khan, LL.B. LL.M. (Cantab)
Mr. Rifaqat Islam Awan, B.A. LL.B.

LEGAL OPINION

Audit of NCHD Accounts by Auditor-General / Government Auditors

This Legal Opinion is being furnished on the request of National Commission for Human Development (NCHD) to address the query whether Auditor General or Government Auditors are authorized or required to audit the Accounts of NCHD?

The issue has been discretely examined and our considered opinion in the matter is as under:

NCHD was established by the Federal Government as body corporate through "National Commission for Human Development Ordinance, 2002" (Ordinance No. XXIX of 2002) with the main objective "to promote Human Development by supporting government line departments, non-government organizations and elected officials at the district level in primary education, literacy , income generating activities and basic health care service, etc." NCHD Ordinance was then ratified by the Parliament. NCHD is an autonomous body and the President is its Patron –in-Chief. President of Pakistan has appointed the following persons as Chairman and Members of NCHD:

1) Dr. Nasim Ashraf Chairman: Chairman
2) Dr. Abdul Hafiz Sheikh, Minister for Privatization: Member
3) Secretary Finance, Government of Pakistan: Member
4) Begum Shahnaz Wazir Ali: Member
5) Senator Roshan Khursheed Bharocha: Member
6) Dr. Mushtaq Khan: Member

As Regards audit of Accounts of NCHD, Section 17 of the NCHD Ordinance provides as under:

> *Section 17: Audit and Accounts.--(1) The accounts of the Commission shall be audited by a reputable firm of Chartered Accountants to be appointed by the Commission on such remuneration as it may determine.*
>
> *(2) The auditors appointed under sub-section (1) shall be provided access to the books, accounts and other documents as may be considered necessary by them for audit of the accounts of the Commission and may examine any Member, officer or member of the staff of the Commission in connection with such audit.*
>
> *(3) The auditors shall submit periodical reports to the Commission after audit of the accounts.*

5, Street 9, F-8/3, Islamabad, Pakistan
Tel: (92-51) 2253351, 2253354, 2263670, 2250657; Fax: (92-51) 2260675, 2262082
Email: acla@comsats.net.pk; Web: www.acla-law.org

With a view to ascertaining whether Auditor General of Pakistan (AGPR) or Government Auditors are authorised or required to carry out the audit of Accounts of NCHD, it is necessary to examine the Constitutional and statutory provisions in this regard.

The relevant Article 169 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan lays down that:

> *"Article 169: The Auditor General shall, in relation to*
>
> *(a) the accounts of the Federation and of the Provinces; and*
>
> *(b) the accounts of any authority or body established by the Federation or a Province,*
>
> *perform such functions and exercise such powers as may be determined by or under Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) and, until so determined, by Order of the President.*

Article 169 sets out general parameters. Detailed parameters, functions and authorities relating to Auditor General have been laid down in "The Auditor General (Functions, Powers and Terms and Conditions of Service) Ordinance, 2001".

As stated in Article 169 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan, the Auditor General shall "perform such functions and exercise such powers as may be determined by or under Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) and, until so determined, by Order of the President". In pursuance of Article 169, the President promulgated "Pakistan (Audit and Accounts) Order, 1973". This Order was repealed on 17 May 2001 when "The Auditor General (Functions, Powers and Terms and Conditions of Service) Ordinance, 2001" was enforced.

The relevant provisions of aforesaid Ordinance (Sections 15, 9 and 11) are reproduced hereunder:

Section 15: ***Audit of companies and corporations established in the public Sector***

> *(1) The Auditor General shall perform functions and exercise powers in relation to the audit including supplementary audit of the accounts of the public sector companies in accordance with the provisions of the Companies Ordinance, 1984 (XL VII of 1984).*
>
> *(2) The duties and powers of the Auditor General in relation to the audit of the accounts of corporations (not being companies) established by or under law shall be performed and exercised by him in accordance with the provisions of the respective laws.*

Section 9:

Audit of receipt and expenditure of holders of authorities substantially financed by loans and grants. *– Where any body or authority is substantially financed by loans or grants from* ***Consolidated Fund*** *of Federal Government or of any Province or of any district, the Auditor General shall, subject to the provisions of any law for the time being in force applicable to the body or authority, as the case may be, audit the accounts of the body or authority.*

Section 11:

Functions of Auditor General in the case of grants or loans given to other authorities or bodies
Where any grant or loan is given for any specific purpose from the ***Consolidated Fund of Federal*** *Government or of any Province or of any district to any authority or body, not being a Foreign State or International Organization, the Auditor General may scrutinize the accounts by which the sanctioning authority satisfies itself as to the fulfillment of the conditions subject to which such grants or loans were given and for this purpose have the right of access, after giving reasonable previous notice, to the books and accounts of that authority or body.*

A perusal of above quoted section 9 shows that the Auditor General is entitled to audit the Accounts of the body or authority only in case " where any body or authority is substantially financed by loan or grants from Consolidated Fund of Federal Government ------------." In case of NCHD, no Fund or Grant or loan has been provided by Government of Pakistan to NCHD. Auditor General or Government Auditors are, therefore, barred by jurisdictions to audit the accounts of NCHC.

In this Connection, it has also been observed that "the Auditor General (Functions, Powers and Terms and Conditions of Service) Ordinance, 2001" has no over-riding effect on the "National Commission for Human Development Ordinance, 2002." Hence the only relevant and applicable statutory provision for the audit of Accounts of NCHD is section 17 of NCHD Ordinance, 2002. In Compliance with said section 17, NCHD has taken following steps:

i) NCHD has appointed M/s. A.F. Ferguson & Co, Chartered Accountants, as its statutory Auditors. A.F. Ferguson is undeniably the best, and the most renowned and respected, Firm of Auditors in Pakistan, having association with Price Waterhouse Coopers, a reputed international Chain of Auditors.

ii) NCHD has established its own audit mechanism and procedure.

iii) Annual Audited Accounts of NCHD are also submitted to UNDP and the Cabinet Division and Finance Division of Government of Pakistan.

By virtue of aforementioned steps, NCHD has fulfilled all its statutory obligations regarding audit of its Accounts. **In this context, it will not be out of place to refer to the letter of Economic Affairs Division (copy annexed herewith) whereby "Enercon" and Energy Conservation Fund" (NEX Projects) have been exempted from the audit of Auditor General of Pakistan, in consultation with the Finance Division and the Auditor General. Position of NCHD is akin to that of Enercon.**

In view of the Constitutional and legal Position elaborated in preceding Paras, we are of the considered opinion that Auditor General or Government Auditors are barred by Jurisdiction to conduct the Audit of Accounts of NCHD.

(Dr. Mohammad Azam Chaudhry)
Date: 11-10-2005

No. 2(10)TA.II/91-FE.
GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF FINANCE AND ECONOMIC AFFAIRS
(ECONOMIC AFFAIRS DIVISION)

Islamabad, the 4th June, 1999

Telegram	ECONOMIC
Telex	ECDIV: 05-634
Tele	051-9201706
Fax	051-9205971 & 9210734
From	Section Officer.

Subject:- Financial Audit of ENERCON's Accounts.

Dear Mr. Arif Alauddin,

Please refer to the ENERCON's subject letter dated 29th May, 1999.

2. EAD allowed audit of NEX projects by commercial firms. While taking this decision EAD consulted the Auditor General and the Finance Division. In view of GOP policy any further audit of NEX projects by the AGPR is not required.

With regards,

Yours sincerely,

(MALIK SHER AFZAL)

Mr. Arif Alauddin,
M.D. ENERCON/NPD,
Islamabad.

9/6/99

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Farhat Ullah Babar : It is a proof of monumental corruption.

جواب میں کہا گیا ہے کہ Pakistan Human Development Fund اور ساتھ یہ کہا ہے کہ
Human Development Fund کا جو audit ہے یہ AGPR نہیں کرے گا۔ میں فاضل وزیر
صاحب سے سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل169 کے تحت

Is the Auditor-General shall in relation to the accounts of the federation and of the province perform such functions and exercise such powers as may be determined?

کیا Auditor General کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ پاکستان Human Development
Fund کے accounts کا audit کرے اس لیے کہ حکومت پاکستان نے Federal
Consolidated Fund سے اس fund کو دو ارب روپیہ دیا ہے اور اگر Federal
Consolidated Fund سے پیسہ گیا ہے تو AG کی آئینی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کا audit
کرے گا اس کے باوجود Pakistan Human Development کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا
ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب آپ بولیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is a very serious question and question of Constitution Article 169 its interpretation whether it is applicable or not.

ایسا طریقہ کار ہے کہ کیا Auditor-General of Pakistan کے purview سے باہر ہے یا جو
ان کی jurisdiction ہے اس کو check کر سکتے ہیں A very serious matter has been
discussed اور اسی حوالے سے Annexure "A" جو ساتھ لگا ہوا ہے جو ایک طویل legal
opinion has been tendered اس حوالے سے بھی اگر اس پر غور کریں تو it will take a

Auditor-General of اب سوال یہ ہے کہ واقعی آرٹیکل 169 کے تحت جو lot of time

to audit the Consolidated Fund or ہے constitutional power کو Pakistan

اس میں اگر کوئی چیز دے دی جائے تو اس کا کیا استثنیٰ Public Account Money

oust کو Auditor-General of Pakistan یا کے checking ہے کہ بغیر اس کی possible

کر دیا جائے اور وہ نہ دیکھے تو بھی its validity is there under the Act of Parliament.

اب اس میں سوال یہ ہے a very serious matter it is کہ آیا میں جیسے مثال دوں گا اور ان کو

علم ہے کہ ENERCON بھی ہماری Environment Ministry کا ایک حصہ ہے لیکن وہ ایک

خاص قسم کی تنظیم ہے NGO اب اسی طریقہ سے ایک ENERCON کا problem ہے۔ تو اس

کے لیے بھی ایک بنی ہوئی ہے تو اسی طریقہ سے یہ بھی ایک Body constitute ہوئی ہے

Statutory ہے کہ نہیں تو اس میں یہ سوال آتا ہے کہ اگر statutory ہے تو بطور statutory

Body کے 169 کے تحت پھر کس قسم کی ہے اس کی بھی dissection کرنی پڑتی ہے کہ آیا

The majority of votes is held by the government that are the share which

are there above others. کیا اس کے حوالے سے ہمیں دو چیزیں دیکھنا پڑتی ہیں۔ ایک تو

73 Rules of جو functions کے Auditor-General of Pakistan تھے اس کے لیے جو

Business بنائے گئے ، اس کو پھر تبدیل کر دیا گیا، اس کے purview سے a long battle

which has کہ ہے دی دے طاقت جو is to be fought whether it is true or not

been validated out 17th Amendment has become a regular law of Pakistan.

کیا اس حوالے سے جو اس کا سیکشن دیا ہوا ہے کہ خصوصی طور پر Chartered Accountant

اس کو check کرے گا اور duly vetted by the Auditor-General of Pakistan اس

میں ایک confusion ہو گئی تھی confusion کو میں نے try کیا resolve کرنے کی کہ کس

طریقہ سے یہ purview سے نکال دیا گیا ہے۔ اگر نکال دیا گیا ہے تو کیسے نکالا گیا ہے کیونکہ

Article 169 is very clear that any Statutory Body which has been created and money is transferred from government exchequer can be out from the

jurisdiction of the Auditor-General of Pakistan, no and the answer is straightaway, 'no'.

اب کیا ہے۔ the answer is straightaway, 'no'. اب کیا ہے ---

Mr. Chairman: Any precedent?

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میری گزارش ہے This is a very serious matter میں کہوں گا کہ supplementary سے بھی resolve نہیں ہوگا آپ اس matter کو کمیٹی کے پاس بھیجیں اور وہاں بیٹھ کر thrash out کرنا پڑے گا کہ یہ constitutional ہے---

(ڈیسک بجائے گئے)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اور اس پر جو opinion اس نے دی ہے مثلاً یہ پاکستان کا fund جو human development کے لیے ہے وہ ہم کیا کہتے ہیں اب دوسرے کیا کہتے ہیں۔

We will thrash out in the Committee, not as a negative that it is being referred that we are not able to explain but it is a serious matter, I will humbly submit to you sir, it may be sent to the committee and where we will resolve the issue that whether the interpretation of the special opinion tendered by us is correct or not correct because that the legal experts have been involved in it. There we will look into it even...

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Ministry of Law is whether involved or not, I am saying the same thing that let me clear in the Committee. There we can ask for the constitutional experts that they should give us the opinion and let us sort out the whole things. Whether argued by us that it is not out side but with the consent of the Auditor

General, a chartered accountant has been appointed to look into the accounts and that has been done in certain ways. Enercon is the same as it is dealt with. Other institutions have been created out of the statute but they have been given powers by the Auditor General of Pakistan. They aunthenticated them as well known firms of chartered accountants, they have been appointed and should be checked by them and shall be taken as if the Auditor General of Pakistan has really done in.

تو اب میری گزارش یہ ہے کہ اس کو resolve کرنے کے لئے we let it take to the Committee concerned اور وہاں بیٹھ کر جو constitutional یا دوسرے experts بلانے ہوں، ان کو بھی بلانے کی اجازت ہو تاکہ اس قسم کے مسائل پیدا نہ ہوں کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالا جائے۔ جیسے فرحت اللہ بابر صاحب نے نعرہ لگایا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نعرہ لگانے والی بات نہیں ہونی چاہیئے۔ let us look into it. یہ بات میں مناسب نہیں سمجھتا کہ میں بھی اسی طرح نعرہ لگا دوں کہ آپ کو تو کچھ آتا ہی نہیں ہے۔

Are you a constitutional expert? No, I am not. He is not. Interpretation of the Constitution is sole privilege of superior judiciary. It is not us. Otherwise, we should not do this. We should go there and we should ask those people who have got the plenty of knowledge of constitution to interpret. We have to take this matter to the superior judiciary. If at all, it required whether it is legal or illegal. It is constitutional or unconstitutional. This is my humble submission. Let us resolve this issue at committee level. It is a question and his answer is there.

جناب چیئرمین، پہلے نثار میمن صاحب نے ہاتھ اٹھایا تھا، اس کے بعد آپ کی طرف آتا ہوں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میرا خیال ہے وسیم سجاد صاحب مناسب رائے دے سکتے ہیں۔ میں وسیم صاحب سے بھی عرض کروں گا کہ He should give his opinion.

(مداخلت)

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): As the honourable Minister has said, it would be no point to start arguing into this forum and I should give my opinion and someone has to give his opinion. I think the suggestion has been made which is very appropriate that this matter may be referred to the Committee and let it examine into it.

Mr. Chairman: So, that is the desire of the House. Mr. Memon.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): I am sure that if I were to give an opinion, I could argue. I mean that the matter can be argued either way. So, let the matter be examined and appropriate action may be taken.

(Interruption)

جناب چیئرمین، ہاں' یہ بات ہو چکی ہے۔ میمن صاحب! پہلے آپ بتا دیں and then we proceed further.

سینیٹر نثار احمد میمن، میرے خیال میں جو سوال پوچھا گیا ہے' اس کا جواب آ گیا ہے۔نہ صرف یہ کہ یہ PHDF 2002 میں constitution کے تحت بنا تھا۔ خود وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ protection ہے۔ ان کے audit and account کی رپورٹیں website پر آتی ہیں۔ میں خود جانتا ہوں کہ primary schooling ہو' literacy ہو یا health سے متعلقہ ہوں' 53 districts میں ان پر تین سالوں سے کام چل رہا ہے۔ میرے خیال میں ہر body جو constitutionally, Company Ordinance 84 میں آتی ہے' تو ہم اگر ہر اس کمپنی کو کسی کمیٹی میں بھیج دیں گے تو میرے خیال میں یہ productive نہیں رہے گا۔ میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ ماضی میں یہ precedents نہیں رہی

ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ TRESCO,volunteer organization وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کی 1990 میں بنی تھی اور اسی طرح سے Company Act میں آئی تھی اور اس کے بعد National Rural Support Programme وزیر اعظم نواز شریف کے دور میں establish ہوا تھا اور اس کے بعد Poverty Alleviation بھی اس طرح کے کئی ادارے ہیں۔ تو کیا یہ سب ادارے فنانس کمیٹی کو جائیں گے۔ ان کی ماضی کا review کیا جائے گا۔ میرے خیال میں تو اس میں کافی clearly defined ہے کہ یہ register کس کے تحت ہوا تھا۔ اس میں جو fundings ہیں وہ transparently available ہیں اور Ferguson is a recognized Auditors in Pakistan. اور وہ audit کر رہے ہیں۔ تو میرے خیال میں، میں اتفاق نہیں کرتا ہوں وزیر صاحب سے کہ ان کمپنیوں کو جو کہ Companies Act. میں add کئے ہوئے ہیں ان کو واپس ہم کمیٹی میں بھیجیں اور کمیٹی کو کافی کچھ کام ہے۔

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, I have a supplementary on this subject.

جناب چیئرمین، ریاڑ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی شیر افگن صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میں یہ چاہتا تھا کہ یہ querries اٹھتی ہیں اور پہلے بھی اٹھتی رہی ہیں۔ ہمیں پتا ہے۔ اس جواب میں کوئی ambiguity نہیں ہے۔یہاں پر اگر ہم اس بات کو ایسے lightly لے کر، جو remarks ہم pass کرتے رہتے ہیں اور پھر اخبارات اور میڈیا میں confusion سی ہو جاتی ہے کہ شاید اس میں کوئی گھپلا ہو یا illegal کام ہوا ہے یا constitutional violation ہے۔ اصل میں میری بات simple یہ تھی کہ let us look it methodically and they will be satisfied. یہ جو Ferguson کے بارے میں بتا رہے ہیں وہ Chartered Accountants کی سب سے well known firm ہے۔ اس میں کوئی شک شبہ نہیں کہ وہ باہر کی ایک firm ہے۔ Known ہے، honest ہے اور اس کا ایک نام ہے۔ اس سے چیکنگ کرائی جاتی ہے۔ یہ perview میں نہیں آتا۔ میری صرف یہ کوشش تھی کہ Let everybody should look into it that tomorrow there should be no questioning, in past it has been questioned اور کوئی بات نہیں تھی۔ جہاں تک معزز

رکن کا فرمانا ہے - The answer to this question is 100% comprehensive and complete. یہ Auditor General سے مستثنیٰ نہیں ہے - یہ Chartered Accountants کی Firm ہے جس کو Auditor General confirm کر چکے ہیں-

Mr. Chairman: I think, it is being decided by the House to refer it to the Committee.

Senator Dr. Abdullah Riar: Sir, I have an evidence to lay on the floor of this House.

Mr. Chairman: Riar sahib, I have told you please be seated.

آپ بولنا چاہتے ہیں یا خورشید صاحب بولنا چاہتے ہیں؛ کمیٹی کو چلا گیا ہے- It is going to the Committee. ریاض صاحب! یہ کمیٹی میں جا رہا ہے-

You can bring your views to the Committee. Please be seated. You can take your views to the Committee. Please be seated. Please sit down. You can give it to the Committee.

میرا خیال ہے کمیٹی میں چلا گیا ہے - Let the Committee decide it. Riar sahib, please be seated. خورشید صاحب کو سن لیں Then we finish the question hour.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، جی پروفیسر صاحب-

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- شکریہ- جناب چیئرمین! میرے خیال میں یہ مسئلہ بہت اہم ہے- میں جناب شیر افگن صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے شروع میں یہ بات کہی کہ فی الحقیقت یہ مسئلہ sensitive بھی ہے اور اس کے اندر دستوری، قانونی، معاشی اور اخلاقی ہر اعتبار سے اہم issue ہے- جیسا کہ House کا sense ہے، ہمیں اس کو فنانس کمیٹی میں لے جانا چاہیے- وہیں پر ہم بحث کریں لیکن یہ بات بہت clear ہے کہ دستور میں

public funds کے استعمال کے لئے احتساب کا جو نظام بنایا گیا ہے اس معال کے اندر اس ادارے کے بارے میں اسے نہ صرف نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ ایک بہت ہی غلط precedence قائم کیا گیا ہے اور اس طرح دستور کی بھی میری نگاہ میں violation ہوئی ہے اور جو rules اس سے پہلے بنائے گئے تھے ان سب کو بدلا گیا ہے۔ اس لئے میں اس کی تائید کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس کو لازماً کمیٹی میں examine ہونا چاہیے' متعلقہ افراد اور experts کو وہاں بلانا چاہیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! یہ جو معزز رکن نے فرمایا ہے کہ اس میں یہ خرافات ہیں I do deny, that is not the fact یہ تو میں نے good faith میں کیا تھا they have taken it as a bad faith. اب انہوں نے جو charges لگائے ہیں تو answer is complete and comprehensive. I do request the Chair that it should not be referred at all. This is wrong but they have charged, they have wrongly charged.

اگر یہی کہنا ہے کہ یوں ہوگیا ہے تو پھر اور طریقہ اختیار کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔ جی وسیم صاحب۔ تشریف رکھیں۔ وسیم صاحب کو سن لیں۔ Please let's have order in the House, let us hear the Leader of the House. کاکڑ صاحب! تشریف رکھیں۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، جناب والا! میرے خیال میں جو وزیر صاحب کا موقف ہے وہ صحیح کہہ رہے ہیں کہ جہاں تک جواب کا تعلق ہے وہ تفصیل سے دیا گیا ہے اور اس چیز کی بھی انہوں نے denial کی ہے کہ اس میں کوئی گھپلا ہے' کوئی زیادتی ہے' کوئی غلط بات ہے لیکن ایک technical issue ہے' legal issue ہے' اس میں کوئی گھپلے والی بات نہیں ہے' ایک technical issue ہے۔

As I siad sir, it can be argued both ways, this human development fund is

a company, it is not a statutory body, it is a company registered under the Companies Ordinance and the company has it's own method of audit. But the question is, yes, a certain amount is coming from the government of Pakistan. So in these circumstances whether it should be audited or not, it is a technical question. There is no question of any

گھپلا اور یہ ہوگیا، وہ ہوگیا۔ یہ technical question ہے، اس کو examin کرنے کے لئے کمیٹی کو آپ بھیجنا چاہتے ہیں، کوئی حرج نہیں ہے۔ It is a purely technical question

but to travel beyond that and to say that because it was not audited

اورگھپلا ہوگیا تو یہ تو ساری speculations والی بات ہے لیکن اس question کو دیکھنے کے لئے کہ کیا یہ جو opinion دیا گیا ہے یہ درست ہے یا درست نہیں ہے

sir, we face these questions everyday, it is a purely technical matter because on the face of it this is a company, once the funds have come from the government to a company the question is; should they be audited by the Auditor General or should they be audited under the normal companies law which means by the auditor appointed by the company. So this is the question, it is purely a technical matter and

اس کو اگر آپ examine کروانا چاہتے ہیں تو بے شک کمیٹی کو بھیج دیں، کوئی حرج نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Then what is the consent, Agha Sahib, does it go to the committee.

کیوں وسیم صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ابھی discussion چل رہی ہے۔ عباسی صاحب! تشریف رکھیں۔

چلیں میں ruling change کردیتا ہوں۔ میں جب تک نہیں سنوں گا' ruling نہیں دیتا۔ تشریف رکھیئے۔

Wasim Sahib, what is the final consensus between you and the Leader of the Opposition and the Minister.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)، چلیں جی ہم آپس میں بات کرکے we will decide.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، خواجہ صاحب! تشریف رکھیئے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جناب چیئرمین! مسئلہ تھوڑا سا پیچیدہ ہے اور میں یقیناً appreciate کرتا ہوں Minister for Parliamentary Affairs کے gesture کو جو انہوں نے کیا کہ اس matter کو refer کیا جائے Standing Committee کو لیکن پھر اس کے بعد انہوں نے اپنا رویہ بدلا۔ ان کے ساتھ والے بنچ پر جو دوست بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے ان کو غالباً یاد کروایا کہ یہ تمام کس کا مسئلہ ہے لہذا یہ پورے کا پورا بدلا گیا۔

Sir, you kindly let me finish. Kindly ask this man to sit down. If he doesn't know parliamentary ethics.

Mr. Chairman: He knew.

اب question hour سے پانچ سات منٹ آگے نکل گئے ہیں۔

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): This point of personal explanation will come, after I have spoken. He will not interrupt me. Let it be very clear on that. Sir, the point is this......

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): You don't know about the rule, what rules are you talking about?

Mr. Chairman: No cross talk.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): What rules he is talking about, if they are talking about rules then Government funding is involved and according to the rules of business of the Federal Government, any opinion that is to be solicited, is to be from the Ministry of Law and not from a private law firm. The Ministry of Law has not been consulted in this matter and it is a matter of fact that this money which has been given by the Federal Government has been put away and it has come on the record of this House in previous sessions. This money has been put away in private Banks, this is the matter of record and the Senate record stands by that. So, it is a very complicated question, whereby the Ministry of Law has been by passed, the Rules of Procedure of the Federal Government have been set aside and the opinion of a private law firm has been taken, just kindly look at it, this is a private law firm. How can a private law firm give an interpretation? Right now the hanourable Minister was very rightly saying that the interpretation is the sole prerogative of the superior judiciary and here we are dealing with government funding and we are basing premise on an interpretation given by a private law firm which has been interests linked to these individuals and we are saying that there is absolute transparency in the matter.

Mr. Chairman: No but he said, it is registered in the company,

like in the private sector, public sector company.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Sir, the point is that federal funds are being given and therefore, it is for the........

Mr. Chairman: Other companies have been.......

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Mr. Chairman! please, it is for the Federal Government to satisfy itself, that whether the funds that it is giving are auditable by the Auditor General of Pakistan or not and therefore, it is incumbent under the Rules of Procedure of the Federal Government, that the Law Ministry is the main source of the Federal Government to seek an opinion. Even if an opinion is to be sought from out side, then it has to be routed through the Law Ministry, the Law Ministry, can engage some one from out side but this is essentially a matter where Government funding is concerned. The Federal Government has to satisfy itself, whether it falls within the purview of Article 169 and the Auditor General has to go through it or not and for that the agency that can give advice to the Federal Government, is the Federal law Ministry. Most certainly not a private law firm which has its financial interests, linked with individuals who are on the board of this company.

So, sir you have already said when the Minister pointed it out that let it be referred, you have already given a ruling. It would be highly inappropriate for the Chair to review its ruling or to recall its ruling, I would most humbly submit to you that heavens are not going to fall. This Government bases itself on the pillar of transparency. He took a very right

position, they should be only too happy that let it go to the Commitee, let it be sorted out there and let the report of the Committee come back and say that look! what allegations you raised, were false frivolous, we have come out with flying colours. The Law Ministry says this, other Constitutional experts say this. We were right from day one. Why are they running away from transparency? When that was one of the pillars of their governance that we have a transparent government. And most certainly the facts which have come on the floor and I would say all right, I am willing to put aside everything. That it was given on 2% to private Banks to keep and willing to put that away. This money has been put away in private banks. This is a matter of record and the Senate record stands by it. So, it is a very complicated question whereby the Ministry of Law has been by-passed, the Rules of Procedure of the Federal Government have been set aside and the opinion of a private law firm is just, kindly look at it. This is a private law firm. How can a private law firm give an interpretation? Right now, the honourable Minister was very rightly saying that the interpretation is the sole prerogative of the superior judiciary and while we are dealing with the government funding and we are basing our premise on an interpretation given by a private law firm which has an inter-link to these individuals and we are saying that there is absolute transparency in the matter. No.

Mr. Chairman: No, but you said it is registered as a company like a private sector company.

Senator Mian Raza Rabbani (Leader of the Opposition): Sir, the point is that Federal Funds are being given and therefore, it is for the...

Mr. Chairman: I think let us finish it now. Wasi Sahib, you want to say something.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! مجھے صرف دو منٹ دیجئے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں نے assume کیا ہے کہ میں نے neighbourhood سے اپنے colleague سے لی ہے۔

I knew everything about it and to keep transparency of the government funds even given to any one and now this company or firm were to be in the interest of people or party. This is very supreme thing.

اگر مجھے اس سے تھوڑی سی بُو آتی تو میں اس کو کسی اور طریقے سے لیتا اور شروع میں یہ نہ کہتا کہ جناب والا! یہ constitutional matter ہے -----۔

(اس مرحلے پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز آئی)

جناب چیئرمین، جی وصی ظفر صاحب۔

(Interruption)

جناب وصی ظفر (وفاقی وزیر برائے قانون)، جناب چیئرمین! ایک منٹ۔ جناب! یہ total procedure جو ہے یہ بالکل غلط ہے کہ یہ ایک لاء کمپنی کوئی بھی opinion دے اور وہ floor of the House پر آ جائے۔ یہ درست ہے کہ law division سے آنی چاہیے۔

نمبر دو، یہ کوئی public limited یا اس طرح کی کمپنی نہیں ہے - یہ charitable company ہے۔ اس میں گورنمنٹ کے پیسے ہیں۔ یہ کمیٹی اس کو ضرور resolve کرے۔ اس کا آڈٹ ہونا چاہیے۔ جناب چیئرمین! اس کو کمیٹی میں ریفر کر دیں۔ یہ معاملہ اور بھی بہت ساری کمپنیز کے لئے pending پڑا ہے۔ وہ کمیٹی اس پر اپنی رائے دے دے گی تو اس سے سارا معاملہ حل ہو جائے گا۔ یہ اور کمپنیوں کے لئے بھی pending پڑا ہے اور یہ Auditor General کی طرف سے بھی questionnaire آیا ہوا ہے اور وہ بھی examine ہو رہا ہے اور اگر کمیٹی اپنی رائے اور تمام مسئلہ resolve کر دے گی تو ہمیشہ کے لئے کافی سارے problems resolve ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ جی نیازی صاحب۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! میں بھی یہی گزارش کرنے والا تھا کہ یہ perception کہ یہ میں نے twist کرلیا' میں نے نہیں کیا۔ اگر مجھے یقین نا ہوتا کہ یہ ساری چیزیں درست ہیں۔ اگر اس میں خرافات ہیں تو پھر لیتے ہی نہیں' میں ان سے کہتا I have been investigating the same for hours to get that اور میں یقین سے کہتا ہوں کہ یہ کمیٹی میں ضرور ے جائیے لیکن ایک ہی پوائنٹ جو Law Minister نے بھی کہا ہے پہلے اس کو break through کریں۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب نے جو point raise کیا ہے۔ رضا صاحب' it is a matter of... اگر کوئی ایسا argument آئے جس پر کوئی early review ہوتا ہے a matter is reviewed till the final conclusion. If I have been indicated something, if something contrary comes one can relocate it, it is normally done everywhere. However it is the consent of the House, the Minister has said and Leader of the House and the House so feel, we will refer it to the Committee. We will adjourn now for the *Maghrib* prayers and reconvene at 5.40 after 20 minutes.

(The House was then adjourned for Maghrib Prayers)

(نماز کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کارروائی زیر صدارت چیئرمین' جناب محمد میاں سومرو' شروع ہوئی)

جناب چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

I think, we finished with the Question Hour. The rest of the answers will be taken as read.

\+ Question hour is over and remaining questions and answers were taken as read and placed on the table of the House.

8. ***Professor Khurshid Ahmed:** (Notice received on 24-09-2005 at 2.30 p.m.)

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) *whether it is a fact that the Federal Government Employees in BPS-20 and above are entitled to have an "Orderly" at their residences at government expense or are given an Orderly Allowance in lieu thereof and after retirement are entitled to Special Additional Pension equal to the Orderly Allowance;*

(b) *whether it is a fact that the amount of Orderly Allowance and consequently that of 'Special Additional Pension' has been revised from time to time ranging from Rs. 800/- p.m. in 1989 to Rs. 2375 in 2003;*

(c) *whether it is also a fact that government employees in BPS-20 and above who retired in 1991 or earlier are getting the Special Additional Pension @ Rs. 800/- p.m. while those who retired after 1st July, 2003 are getting the samd @ Rs. 2375/- p.m., if so, the reasons for this disparity?*

Mr. Omar Ayub Khan: (a) Yes.

(b) The orderly allowance initially allowed in lieu of an orderly *w.e.f.* 24-10-1985 @ Rs. 800/- p.m. was revised to Rs. 1000/- *w.e.f.* 01-12-1990, Rs. 1600/- *w.e.f.* 01-07-1995, Rs. 1900/- *w.e.f.* 01-03-1997 and Rs. 2375/- *w.e.f.* 01-07-2003. The Special Additional Pension allowed to officers in BPS-20 and above *w.e.f.* 19-02-1991, is not revised, as it is always equal to pre-retirement orderly allowance.

(c) The Special Additional Pension equal to the pre-retirement orderly allowance was allowed *w.e.f.* 19-02-1991. Those who retired before this date were not entitled to the Special Additional Pension. However, those who retired on or after 19-02-1991 became entitled to Special Additional Pension equal to the rate of orderly allowance admissible at the time of their retirement. Since various officers in BPS-20 and above retire at different dates drawing orderly allowance at different rate, their special additional pension varies. Hence, the question of disparity does not arise.

9. ***Professor Khurshid Ahmed:** (Notice received on 24-09-2005 at 2.30 p.m.)

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) the criteria laid down for issuance of licenses for import of liquor for diplomates and other in the country;

(b) the names of the persons/organizations presently authorized to import liquor;

(c) the volume and value of liquor imported in the country during the last five years with year-wise break-up;

(d) the details of duties levied on import of liquor; and

(e) whether there is any institutional check to ensure that those who are authorized to import liquor are strictly fulfilling conditions under which import is permitted?

Mr. Omar Ayub Khan: (a) Liquor is not importable *vide* S.No. 8 of Appendix-A of Import Policy Order, 2004-05. However, the same is importable by Diplomats/Embassy/Consulates and Diplomatic Bonded Warehouse under the Diplomatic and Consular Privileges Act, 1972 (Act IX of 1972) and in terms of Chapter-III of Customs Rules, 2001 notified *vide* SRO 450(I)/2001 dated 18-06-2001. Central Board of Revenue, Islamabad issues licenses to non-Muslim owners of Diplomatic Bonded Warehouses for warehousing of liquor, provided they meet the requirements and conditions laid down in above referred Customs Rules. However, the bonders are also required to furnish import permit issued by Ministry of Commerce for import of each consignment of liquor to be consumed by diplomats/ privileged persons except for consignments to be supplied as ship stores.

(b) Initially the following organizations were authorized to warehouse imported liquor:

(i) M/s DFSL Liquor Bond, Islamabad.

(ii) M/s General Enterprises, Karachi.

(iii) M/s Karachi Bond Store, Karachi.

(iv) M/s A.R. & Co., Karachi.

(v) M/s Empire Electronic, Karachi.

(vi) M/s Lakhani & Co., Karachi.

(vii) M/s Mehran Traders, Karachi.

(viii) M/s Sindh Trading, Karachi

(ix) M/s Saman Duty Free Shop, Karachi.

(x) M/s Jawad & Co., Karachi.

(xi) M/s Khalid Agencies, Karachi.

However, owing to detection of malpractices, licenses of the following diplomatic bonds were suspended in the year 2004 and criminal proceedings have been initiated against them by the Customs Department:

(i) M/s A.R. & Co., Karachi.

(ii) M/s Karachi Bonded Stores, Karachi.

(iii) M/s Lakhani & Co., Karachi.

(iv) M/s Khalid Agencies, Karachi.

(v) M/s Sindh Trading, Karachi.

(vi) M/s Mehran Traders, Karachi.

Presently, the following diplomatic bonded warehouses are dealing with imported liquor:

(i) M/s. Samman Diplomatic Bonded Warehouse, F-/B-3, Block-7, Clifton, Karachi.

(ii) M/s. Jawad & Co., Diplomatic Bonded Warehouse, S-33, Sunset Bulevard DHS, Karachi.

(iii) M/s. Duty Free Shop (Pvt) Ltd., Diplomatic Enclave, Islamabad.

(iv) Ms Sun Diplomatic Bonded Warehouse, H. No. 135, St. No. 65, Sector F-11/4, Islamabad.

(c) Year-wise break-up is as under:

Year	Quantity (Ltrs)	Value (in Rupees)
2000-2001	88292	85,632,102
2001-2002	68434	19,123,845
2002-2003	309,849	77,318,338
2003-2004	352,746	114,890,865
2004-2005	128022	44,793,745

(d) Liquor is issued to the diplomats according to the quota fixed by the Ministry of Foreign Affairs against exemption certificates issued by the Ministry, and to privileged persons against CBR Booklets according to the fixed quota. As such no duty and taxes are levied or charged on the clearance of such liquor. However, in some categories of privileged persons, who purchase liquor on CBR Booklets, duty/taxes are levied on such clearance. Details of taxes collected during the last five years is as under:

Year	Duty & Taxes
2001	Nil
2002	Nil
2003	Rs. 447,060
2004	Rs. 598,620
2005	Rs. 206,400

(e) Before approval for a license, the owner of the warehouse is subjected to thorough scrutiny with reference to the prescribed conditions of the relevant law. During the course of business, conduct and performance of all the bonded warehouses dealing in liquor is closely monitored by the respective Collectorates of Customs through periodic audit and stocktaking. In case of any default, action is taken against the defaulters. Besides, periodic renewal of the license is also closely checked with reference to past performance record and after effective stock-taking and audit by the respective Collectorates of Customs. The issue being more sensitive in nature, Directorate General of Intelligence and Investigation (Customs and Excise) also keeps a close check on the affairs of such warehouses. Besides, Directorate General of Inspection and Internal Audit (Customs, Excise and Sales Tax) also has the jurisdiction to carry out audit of such bonds, findings of which are pursued by the Collectorates.

10. ***Mr. Ilyas Ahmad Bilour:** (Notice received on 26-09-2005 at 3.15 p.m.)

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state whether it is a fact that the Central Board of Revenue has recently directed the income tax commissioners to collect data on those who had invested in real estate in Dubai?

Mr. Omar Ayub Khan: Yes, Central Board of Revenue has directed it's field formations to gather data pertaining to the investments made by Pakistanis in real estate in Dubai.

11. ***Mr. Ilyas Ahmad Bilour:** (Notice received on 18-10-2005 at 11.00 a.m.)

Will the Minister for Economic Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Pakistan has recently obtained 440 million U.S. Dollars from Japan as developmental aid;

(b) whether it is also a fact that Pakistan has recently requested WB and other IFIs for loan worth 10 Billion U.S. dollars?

Miss Hina Rabbani Khar: (a) No. Recently Pakistan has not obtained US $ 440 million from Japan as development aid. However Pakistan has recently signed two Loan Agreements under Yen Loan Assistance worth US $ 146 million (Yen 68,335 million) with Japanese Government.

(b) No. Pakistan has not made any request for US $ 10 Billion loan to World Bank, and other IFIs.

12. ***Mr. Ilyas Ahmad Bilour:** (Notice received on 18-10-2005 at 11.00 a.m.)

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state the action taken by the Securities and Exchange Commission of Pakistan against leading brokers and financial institutions for their envolvement in the stock market crash of March, 2005?

Mr. Omar Ayub Khan: Actions taken by SECP against those involved in malpractices, are as under:—

Types of Involvement	Action Taken By SECP
1. Insider Trading:	Only one case, SECP has penalized the party as per law.
2. Wash Trades:	Out of 97 cases, orders in 81 cases passed.
3. Manipulation by Badla Traders:	Preliminary investigation completed. For detailed investigations, services of international forensic experts being obtained.

13. ***Mrs. Gulshan Saeed:** (Notice received on 29-10-2005 at 9.30 a.m.)

Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) *the number of persons who lost their lives in the recent earthquake of 8th October, 2005;*

(b) *the number of persons who received injuries in the said earthquake; and*

(c) *whether any compensation has been paid to the heirs of the said persons, if so, the details thereof?*

Reply not received.

13. ***Mrs. Gulshan Saeed:** (Notice received on 29-10-2005 at 9.30 a.m.)

Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) *the steps taken by the Government to cope with the damages and disaster caused by recent earthquake in the country;*

(b) *the amount received from foreign countries and agencies so far for relief work and details of its utilization; and*

(c) *the names of agencies and departments through which that amount is being utilized?*

Reply not received.

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

for Friday, the 11th November, 2005

1. **Syed Hidayatullah Shah:** (Notice received on 24-09-2005 at 12.35 p.m.)

Will the Minister for Commerce be pleased to state whether it is a fact that salt is being exported, if so, the names of those countries to which it is being exported indicating also the export rate in each case?

Mr. Humayun Akhtar Khan: Yes, it is a fact that salt is being exported from Pakistan. Names of the countries to which salt was exported during 2004-2005 is indicated in Annex-I.

2. Total quantity and value of different type of salt exported from Pakistan during 2003-2004 and 2004-2005 (First eleven months for which detailed figures are available) were as under:—

Item	July—June 2003-2004		July—May 2004-2005	
	Quantity in tonnes	Value in US$ 000	Quantity in tonnes	Value in US$ 000
Table Salt	5,164	713	677	48
Rock Salt	46,960	1,945	58,653	2,374
Seat Salt	9,746	86	5,539	61
Other Salt	861	37	6,135	229
Total:	62,731	2,781	71,004	2,712

NAMES OF COUNTRIES TO WHICH PAKISTAN EXPORTED SALT DURING 2004-2005

Afghanistan
Australia
Bahrain
Canada
Denmark
France
Germany
India
Indonesia
Japan
Korea, Republic of
Kuwait
Malaysia
New Zealand
Poland
Sweden
U.S. America
United Arab Emirates
Viet Nam

ROCK SALT

Afghanistan
Australia
Austria
Bahrain
Bangladesh
Belgium
Bhutan
Brunei Darussalam
Canada
China
Czech Republic
Denmark
Dubai
France
Germany
Greece
Hong Kong S. A. Re. Chi
Hungary
India
Indonesia
Ireland
Italy
Japan
Jordan
Kenya
Korea D. P. Republic
Korea, Republic of
Kuwait
Malaysia
Mauritius
Myanmar
Netherlands
New Zealand
Poland
Saudi Arabia
Singapore
Slovenia
South Africa
Spain
Sri Lanka
Thailand
U.S. America
United Arab Emirates
United Kingdom
Yemen

SEA SALT

Afghanistan
Dubai
Korea, Republic of
United Arab Emirates

OTHER SALT

Afghanistan
Australia
Bahrain
Canada
China
Finland
Germany
Hungary
Italy
Japan
Jordan
Korea, Republic of
Malaysia
New Zealand
Poland
Qatar
U.S. America
United Arab Emirates
United Kingdom

2. **Dr. Azizullah Satakzai:** (Notice received on 14-10-2005 at 11.30 a.m.)

Will the Minister for Finance and Revenue be pleased to state:

(a) the names, designation and date of appointment of the officers in BPS 17 to 22 of Income Tax Department; and

(b) the number of posts lying vacant in the said department with grade-wise break-up?

Mr. Omar Ayub Khan: (a) There is no officer of Income Tax Service in BS-22.

A statement showing the names, designations and date of appointment of officers in BPS-17 to 21 of Income Tax Department is at Annex.

(b) 35 posts of different cadres (BS-17 to 21) are lying vacant in the Income Tax Department. Its Grade-wise break-up is as under:

BP-21	=	06
BS-20	=	NIL
BS-19	=	NIL
BS-18	=	29
BS-17	=	NIL

(Annexure has been placed on the Table of the House as well Library).

Mr. Chairman: I will read the Leave Applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین، ڈاکٹر محمد اکبر خواجہ نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب خورشید محمود قصوری نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔ اس لیے حالیہ مکمل اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

مخدوم خسرو بختیار نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں۔ اس لیے مورخہ 11 تا 13 نومبر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب محمد رضا حیات ہراج نے اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازی طبیعت کی بناء پر آج مورخہ 11 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب محمد شمیم صدیقی نے اطلاع دی ہے کہ وہ پہلے سے طے شدہ مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 11 نومبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

I think, as we have discussed, we will discuss the earthquake aftermath. Who will move the motion.

Senator Wasim Sajjad (Leader of the House): Sir, everybody knows the earthquake of the 8th of October have created massive devastation on a very large scale, resutling in the deaths of thousands of people and destruction of properties on a massive scale leading to untold miseries and human tragedies. It is the desire of all the honourable Members that this matter should be discussed as a matter of priority in preference to any other matter and, therefore sir, with your permission, I would like to move a motion so that matter can be discussed under Rule 194 of the Rules of Procedure.

Sir, I move that under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1988, the requirements of Rules 23, 26, 27 and 120 of the said Rules may be dispensed with in order to move the

following motion under Rule 194, that is the situation arising out of the earthquake of 8th of October, 2005, may be discussed by this House.

Mr. Chairman: I put it to the House for vote.

(The motion was unanimously carried)

Mr. Chairman: Now, we will discuss the Motion. Who will open the debate? Mr. Raza Rabbani.

سینیٹر گلشن سعید، جناب والا! میرے سوال رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، سوالات کا ایک گھنٹہ مکمل ہو گیا تھا بلکہ دس منٹ زیادہ ہو گئے تھے۔

and the rest of the answers will be taken as read.

سینیٹر گلشن سعید، صرف میرے سوال رہ گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ ہاؤس نے فیصلہ کیا تھا strictly کہ اس پر adhere کریں گے۔ I think, points of order بھی کریں گے۔

سینیٹر گلشن سعید، صرف آخر میں دو سوال رہ گئے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ان کو بھی لے لیتے تو بہتر تھا۔

جناب چیئرمین، ہم نے تو ایک گھنٹے سے زیادہ دس منٹ اور لے لئے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب والا! ہمیشہ ایسے ہی ہوتا ہے کہ میرے سوالات رہ جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ تو ہاؤس نے فیصلہ کیا ہے، بہرحال آپ بولیں۔

سینیٹر گلشن سعید، اس وقت سارے ملک کو ایک مسئلہ earthquake کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ میرے سوالات اسی پر تھے اور اب ان کو ignore کر دینا بڑی عجیب سی بات ہے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، آپ کے دونوں سوالات کے جوابات ہی نہیں آئے ہیں۔

سینیٹر گلشن سعید، اگر انہوں نے جواب نہیں دیے تو کوئی بات نہیں، ہم تو ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ بھائی! کیوں جواب نہیں دیے؟

جناب چیئرمین، آپ اس طرح کریں کہ session کے بعد میرے پاس آ جائیں۔ ہم concerned Ministry کے ساتھ جو coordination ہو سکتی ہے وہ کر لیں گے۔ اس کے

بعد جیسے آپ چاہیں اگلے سیشن میں پھر کرلیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جب جواب آ جائے گا میں سیکرٹریٹ کو submit کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ کے سوال نمبر ۱۲ اور ۱۴ کے reply نہیں ہیں۔ ہم ان کو defer کر دیتے ہیں۔ Defer کر دیئے ہیں۔ جی رضا صاحب۔

DISCUSSION UNDER RULE 194 ON THE AFTERMATH OF THE EARTHQUAKE OF 8TH OCTOBER, 2005.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری بدقسمتی ہے کہ مجھے اس موضوع کے اوپر بحث کا آغاز کرنا پڑ رہا ہے جوکہ شاید پاکستان کی، برصغیر کی یا ایشیا کی سب سے بڑی ہولناک National calamity ۸ اکتوبر کو یہاں پر ہوئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ الفاظ ہمارا ساتھ نہیں دیتے کہ وہاں کی ہولناکی کو ہم explain کر سکیں اور ہم میں سے وہ دوست جو وہاں پر گئے ہیں یقیناً جو وہاں پر صورتحال ہم نے دیکھی اور جس بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی اور جس طرح زمین پھٹی اور پوری کی پوری ۸ اور ۹ منزلہ عمارتیں vertically زمین کے اندر گئیں۔ جس طرح ۸ ہزار سے زائد رجسٹرڈ سکولز کی عمارتیں مسمار ہوئیں اور یقیناً ایک پوری نوجوان نسل ختم ہوئی۔ اس کے لئے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ ایسے موقع کے اوپر جو ایک قومی سانحہ ہے، متحدہ اپوزیشن نے فوری طور پر یہ مشترکہ فیصلہ کیا کہ تمام تر سیاسی سرگرمیوں کو اور تمام تر سیاسی اختلافات کو دور کرکے پاکستانی قوم ایک ہوکر اس ہولناک تباہی کے مقابلے کے لئے آگے بڑھے۔ میں یہاں پر ابتداء میں یہ کہنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ میں پاکستان کے ہر شہری اور بالخصوص پاکستان کی civil society کو خراج تحسین پیش کروں کہ جس طریقے سے اپنی جان اور مال کی پرواہ کئے بغیر کراچی سے لے کر خیبر تک اور کوئٹہ سے لے کر لاہور تک وہ خود سامان لے کر نکلے اور ان آفت زدہ علاقوں تک پہنچے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پاکستانی قوم ایک ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پاکستانی قوم ایک غیرت مند قوم ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پاکستانی قوم کے دل میں اپنے ہم وطنوں کے لئے ایک درد موجود ہے۔ لیکن مجھے ساتھ یہ بھی افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جہاں پر پاکستانی قوم نے تو اپنا فرض ادا کیا وہاں پر اس وقت بھی اگر آپ اپنی گیلریوں پر نظر اٹھا کر دیکھ لیں تو یہ ایوان بالا ہے یہ Senate of Pakistan ہے یہ وفاق کا نمائندہ ہے اور وفاق کے نمائندے یہاں اس وقت بحث کر رہے ہیں اس قومی آفت اور سانحہ کے اوپر اور یقیناً

دونوں اطراف سے بڑی مفید تجاویز جو ہیں reconstruction کے لئے اور relief کے لئے آئیں گی لیکن اگر آپ اپنی Official Galleries کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھیں جناب چیئرمین! تو افسوس سے یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ ایک بھی وہاں پر افسر نہ تو Federal Relief Commission کا بیٹھا ہوا ہے اور نہ ہی وہ جو نئی اتھارٹی بنی ہے اس کا بیٹھا ہوا ہے۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ پارلیمان یعنی قومی اسمبلی اور سینیٹ جب اس مسئلے کے اوپر بحث کر رہے ہیں تو ریلیف کمشنر کو خود اور جو اس اتھارٹی کے چیئرمین ہیں ان کو یہاں پر بذات خود موجود ہونا چاہیے تھا تاکہ دونوں طرف کے فاضل ممبران کی جو مفید تجاویز ہیں اور جن shortfalls کو وہ point out کر رہے ہیں ان کی وہ notings کرسکیں اور ان کی روشنی کے اندر وہ اپنی سفارشات کو مرتب کریں لیکن غالباً یہاں پر فلسفہ عقل کل کا جو ہے وہ چل رہا ہے کہ ہم سب جانتے ہیں اور ہمیں کسی سے کچھ سننے یا مشورہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! آج یہ صورتحال دیکھ کر ایک بار پھر مجھے یہ بات reinforce ہوتی ہے کہ کتنی irrelevant یہ پارلیمان بن چکی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آٹھ تاریخ کے فوراً بعد اور متحدہ اپوزیشن کا یہ مطالبہ بھی تھا کہ آٹھ تاریخ کے فوراً بعد joint session کو summon کرلینا چاہیے تھا کیا امریکہ کے اندر جب قطرینہ اور ریٹینا آئے تو کیا وہاں کی joint sitting کو summon نہیں کیا گیا؟ میں امریکہ کی مثال اس لئے دیتا ہوں چونکہ آج کل ہمیں بڑا شوق ہے کہ ہم اپنے آپ کو امریکیوں کے ساتھ equate کریں لیکن یہاں پر جتنا irrelevancy کا stamp اس دور کے اندر یعنی زلزلے کے بعد پارلیمان پر لگا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک المیہ in itself ہے۔

جناب چیئرمین! جہاں پر یہ بات درست ہے کہ یہ ایک ایسا موقع ہے کہ ہمیں ایک دوسرے پر تنقید نہیں کرنی اور ہم اس بات کو بڑی حد تک آگے لے کر گئے ہیں کہ جہاں پر جائز تنقید بھی تھی ہم نے اس کو اس وقت تک روکنے کی کوشش کی کہ اس المیہ سے قوم نکل جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی درست ہے کہ ہمیں اس بات پر نظرثانی کرنی ہوگی اور ہمیں یہ دیکھنا پڑے گا کہ ہماری کوتاہیاں کہاں کہاں رہی ہیں تاکہ ان کوتاہیوں سے ہم سیکھ سکیں اور ان کوتاہیوں کو آئندہ repeat نہ کریں۔

جناب چیئرمین! دو باتیں بڑی کھل کر سامنے آئی ہیں۔ ان میں سے پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان کی paradigm وہ ایک security state کی ہے۔ پاکستان کی paradigm ایک social welfare state کی نہیں ہے اور اس کی مثال آپ کو صرف یہاں سے ملتی ہے کہ میں Federal Capital کی بات کر رہا ہوں۔ میں اُن دور دراز علاقوں کی بات نہیں کر رہا، میں اُن گاؤں اور اُن بچوں کی بات نہیں کر رہا کہ جن کے پاس آج تک relief نہیں پہنچی۔ میں اسلام آباد کے

شہر کی بات کر رہا ہوں، میں elite کے شہر کی بات کر رہا ہوں، power house کی بات کر رہا ہوں کہ وہاں پر بھی یہ صورتحال تھی کہ جب مارگلہ ٹاور کا ایک ٹاور گرا تو ہم ٹیلیویژن پر یہ اعلانات کر رہے تھے کہ اگر کسی contractor کے پاس کوئی earth moving equipment ہے، کوئی bulldozing equipment ہے تو للہ اسے آپ لے کر اس site پر پہنچ جائیں۔ تو اس سے کیا بات ثابت ہوئی کہ ہمارے تمام تر وسائل شروع سے لے کر آج دن تک security apparatus کی طرف استعمال ہوتے چلے آئے ہیں اور عوام کی فلاح و بہبود، بحالی اور مشکلات کو آسان کرنے کے لئے ریاست نے توجہ نہیں دی۔ لہذا اب یہ بہت بڑا سوال پاکستان کی قوم کے سامنے آرہا ہے اور آج نہیں تو کل ہمیں اس کا جواب ضرور دینا پڑے گا کہ آیا ہم paradigm shift کرنے کے لئے تیار ہیں from a security state to a welfare state. جہاں پر عوام کا بھلا ہو، جہاں پر عوام کی priority number one ہو۔

جناب چیئرمین! دوسری جو بات ہمارے سامنے کھل کر آئی وہ یہ تھی کہ ہم crisis management میں مکمل طور پر فیل ہو چکے ہیں، ہمارے پاس crisis management کا کسی قسم کا کوئی apparatus تیار نہیں تھا۔ میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ اتنے بڑے پیمانے پر یہ ہولناک calamity آئی لیکن جناب چیئرمین! اگر infrastructure موجود ہو تو اس infrastructure کو expand کرنے میں اور اسے in place لانے میں اتنا لمبا اور طویل وقت درکار نہیں ہوتا۔ ہمارے ہاں total failure of crisis management رہا اور ہم نے صرف اور صرف stop gap arrangement کرنے کی کوشش کی اور ہم نے یہ بھی بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان کی سول سوسائٹی، civil structures اور civil administration مکمل طور پر ناکام ہو چکی ہے۔ جناب چیئرمین! ہمیں اس کی مثال کہاں سے ملتی ہے، ہمیں اس کی مثال یہاں سے ملتی ہے کہ اگر کوئی Federal Relief Commissioner appoint ہوتا ہے تو اس کا تعلق آرمی سے ہوتا ہے، اگر کوئی Chairman of the Re-construction Authority appoint ہوتا ہے تو اس کا تعلق بھی آرمی سے ہوتا ہے۔ کیا ہم یہ message دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان کے جو civil structures ہیں یا پاکستان کی جو civil societies ہیں وہ مکمل طور پر ناکام ہیں۔ اس کو جناب چیئرمین! آپ juxta position میں رکھیئے۔ جنرل مشرف کے address to the nation کو juxta position میں رکھیئے جو کہ ان کا second address to the nation تھا۔ ان کے second address to the nation میں اگر آپ دیکھیں تو انہوں نے

Chief of Army Staff سے لے کر نیچے تک جو کہ آرمی کا سب سے کم unit ہوتا ہے' اس structureکے کی تشخیص کی اور انہوں نے کہا کہ یہstructure ملک میں موجود ہے اور وہ یہ structure deliver کرے گا۔ اس سے ہم کیا بات کہہ رہے ہیں کہ civilian structure and civilian form of government مکمل طور پر ناکام ہے۔ اس کے بعد ہم کیاmessage دینا چاہ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے تو یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ آپ نے چلیں ایک اتھارٹی بنا دی۔ پہلے تو اس اتھارٹی کو پارلیمان کے تابع ہونا چاہیے تھا۔ اس کا جو آپ نے نوٹیفکیشن کیا وہ نوٹیفکیشن بڑی جدوجہد کے بعد' بڑے پاپڑ بیلنے کے بعد' بڑے لوگوں کی منتیں کرنے کے بعد' بہت سے لوگوں کی تھوڑیوں کو ہاتھ لگانے کے بعد مجھے ملا۔ مجھے ایسےمحسوس ہوا کہ میں کوئی کھوٹہ کاsite plan اپنے لئے حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین! جب آپ اس notification کو دیکھیں گے تو یہ spell out کرتا ہےterms and conditions and area of operation of this reconstruction authority, you will be amazed Mr. Chairman. سب سے پہلے تو اس پورے notification کے اندر کہیں پر بھی یہ اتھارٹی پارلیمان کے سامنےanswerable نہیں ہے نہ ہی وہ اپنی report lay کرے گی' answerable کی تو میں بہت بڑی بات کر رہا ہوں۔ نوٹیفکیشن کے اندر یہ بھی موجود نہیں ہے کہ اس کی annual report یا جو recommendations ہوں گی یا اس کی جو funding ہو گی اس کی رپورٹ پارلیمان کے اندر lay کی جائے گی۔ دوسرے ادارے ہیں وہ بھی function کر رہے ہیں لیکن ان کی رپورٹیں پارلیمان میںlay ہوتی ہیں لیکن اس کو اس سے بھی مستثنیٰ قرار دیا گیا۔

جناب چیئرمین! اگر آپ آگے چلیں اور اس کا(c) section آپ دیکھیں تو اس کی جو powers ہیں' functions of the authority ہیں وہ اتنے vast and wide ہیں کہ they start from (a) all the way down to (J) and keeps sub-clause in itself is so wide that it covers almost any and everything under the sun. میں یہ بات اس لئے کہہ رہا ہوں جناب چیئرمین! کہ اگر آپ دیکھ لیں اور میں ایک آپ کو مثال پڑھ کر دیتا ہوں جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔

Formulation of a comprehensive umbrella development programme to provide for:

(a) Planned secondments, housing, government buildings and office utilities and services, infrastructure, health and education facilities, irrigation and agriculture facilities as well as defence requirements;

(b) Environmental rebuildings including cleaning of watersheds, reforestation programmes and other environmental interventions to restore the eco system. This I have just read to you one and see how wide and far in encompassing it is?

Let me move on further, Mr. Chairman! and come to the powers of the authority. The powers of the authority are so unbridled with no check and balance whatsoever. There is under section (4) the powers of the authority are so wide that there is no check and balance on the powers of the authority or on the powers that are to be exercised by the Chairman of the authority, what to say that he is answerable to Parliament. He is not answerable to Parliament. He is not answerable to anybody in fact. He is only answerable to his own self and to his own conscience. But Mr. Chairman, let us still move further and let us see what this notification carries and all of this is that the authority will have its own funds and that is section (8). There shall be a fund to be known as the Earthquake Rehabilitation and Reconstruction Authority Fund which shall vest in the Authority and shall be utilized by the Authority to meet the charges in connection with its functions. The fund shall consist of (a) such sums as the Federal Government may from time to time allocate to it in the annual

budget, (b) grants, (c) all other sums or properties which may in any manner become payable to or vest in the Authority. Just look at the Financial Empire and what we were discussing a little earlier, the question of whether these funds will be auditable by the Auditor General is again ambiguous. This vast financial empire is going to be unchecked. There is going to be no parliamentary or other check on the utilization or on the gathering of funds by this organization but that is not all. Mr. Chairman! let us go to section 9 and what does section 9 says, "Employees of the Authority: The Authority may engage employees on contract basis and may also requisition services of experts and supporting staff from the government including the defence services."

Mr. Chairman! what are we doing? Has Pakistan run out of Civil Engineers? Has Pakistan run out of Architects in civil society? That we have to even allow this to become a recruiting ground for personnel from the Armed Forces, whether serving or retired. Then Mr. Chairman, we move on wonders never seem in this notification. We move on to the section 10 and section 10 deals with the validity of the proceedings. I will now move on to the section 11 which is the indemnity and that is no suite, no prosecution, or other legal proceedings shall lay and Mr. Chairman! I seek your indulgence now kindly see what are the categories. No suite, prosecution or legal proceeding shall lay against No. 1, The Authority, No. 2, The Council, No. 3, The Board, No. 4, The Chairperson, No. 5, any Member, No. 6, Officers, No. 7, Servant, No. 8, Advisor, No. 9, Consultant, No. 10, Expert of the Authority in respect of anything done in good faith

under this notification and then we are talking about transperancy. We are talking about the rule of law. We are talking about institutions being accountable. This is the accountability process not of Parliament but of the Superior Courts where 10 categories starting from the Authority going down to the Servant, going down to even an expert who has been taken on contract have been indemnified from any action whatsoever.

Mr. Chairman! this is nothing but a white elephant, it is not going to be able to deliver, I say with greatest of pain because a lot of money is going to be spent on it and it is not going to be able to deliver because it is not going to be touching the reality on the ground. The reality on the ground can only be touched when you have structures which go down to the UC level. The ground realities can only be touched when the Chairman of this Authority is a person who has been through the mill and

Mr. Chairman! جب تک اس Authority کے اندر آپ elected representatives کو شامل نہیں کریں گے، جب تک اس authority کے اندر ان علاقوں میں جہاں پر یہ تباہی ہوئی ہے، وہاں سے elected members کی شمولیت نہیں ہوگی، جب تک وہ schemes کو identify نہیں کریں گے، جب تک وہ لوگوں کو identify نہیں کریں گے، جناب چیئرمین! آپ اور میں اسلام آباد میں بیٹھ کر، چاہے کتنے ہی ہمارے نیک ارادے کیوں نہ ہوں ہم goods on the ground deliver نہیں کر پائیں گے لیکن ہم نے اس کو ایک bureaucratic channel بنا دیا ہے۔

جناب چیئرمین! rehabilitation or relief کا کام اور reconstruction کا کام سلائیڈیں دکھا کر اور presentations دے کر نہیں ہو گا۔ یہ کام جناب چیئرمین! مانگتا ہے کہ ہر ایک آدمی، ہر شخص جو اس کے ساتھ associated ہے وہ اپنے ہاتھ اس گارے اور مٹی میں ملوث کرے۔ جب تک آپ وہاں علاقے کے لوگوں کو اس re-construction کے اندر شامل

نہیں کریں گے، آپ مطلوبہ نتائج نہیں دے سکیں گے۔ آگے چل کر جہاں میں re-construction کی بات کروں گا وہاں پر میں یہ بھی بات سامنے لے کر آؤں گا کہ جو ہم model cities کی بات کر رہے ہیں، pre-fabricated houses کی بات کر رہے ہیں وہ کس طرح totally ناکام ہوں گے۔

جناب چیئرمین! بات یہاں پر ختم نہیں ہوتی۔ ایک اور بڑا افسوس ناک پہلو یہاں سامنے آتا ہے اور وہ افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ اس دور میں یہ بات ثابت ہوئی کہ جناب! چاہے وہ کابینہ ہو، چاہے وہ حکومت ہو، چاہے وہ پارلیمان ہو، مشاورت کسی سے نہیں ہوگی، confidence میں کسی کو نہیں لیا جائے گا۔ میں دو کی تو مثال دے چکا ہوں۔ Federal Relief Commissioner جو appoint ہوا اور جو Chairman of the Authority appoint ہوا لیکن میں تھوڑا سا آگے لے کے چلتا ہوں جناب چیئرمین صاحب! 19 اکتوبر 2005ء کو جنرل مشرف صاحب نے ایک پریس کانفرنس کر اندر اعلان کیا کہ ہم LOC کھولنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم اس بات کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم نے تو یہ بات بہت پہلے کی ہے۔ ہم اس بات کے مخالف نہیں ہیں لیکن ہم طریقہ کار کے مخالف ہیں اور میں کیوں کہتا ہوں کہ کابینہ کو، نہ Foreign Office کو اور پارلیمان کو تو چھوڑیئے، confidence میں نہیں لیا گیا کیونکہ اگر confidence میں لیا گیا ہوتا تو پھر immediately ایک written proposal پاکستان کے Foreign Office کی طرف سے ہندوستان کو چلا جاتا لیکن یہاں پر اس کے برعکس ہندوستان یہ بات چار دن کہتا رہا کہ جب تک formal proposal ہمارے پاس نہیں آئے گی اس وقت تک ہم اس کو respond کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

20 اکتوبر کو پاکستان کا Foreign Office یہ کہتا ہے کہ ہم ایک یا دو دن کے اندر اپنی proposal بنائیں گے اور 23 تاریخ کو یا 24 تاریخ کو پاکستان اپنی proposal of five crossing points ہندوستان کو بھیجتا ہے۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہوگئی کہ مشاورت نہ کابینہ کی تھی، مشاورت نہ Foreign Office کی تھی اور پارلیمان تو خیر کسی باغ کی مولی ہی نہیں جبکہ اتنا اہم فیصلہ LOC کی opening کا آپ کرنے جا رہے ہیں، ایک major policy shift ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اس بات پر پارلیمان میں بحث ہوتی، پارلیمان کو اس بات پر confidence میں لیا جاتا اور

یہاں پر میں آپ کو اس بات کا یقین دلا سکتا ہوں اور آٹھ اکتوبر کے بعد اپوزیشن کے رویے نے اس بات کا ثبوت دیا کہ

no body would have dragged their feet Mr. Chairman. We understand the problems that the people of that area are having. We understand that the families are divided and in this hour of need and in this hour of trial, they would like to be together with one another

لیکن وہاں پر بھی کیا ہوتا ہے، ہندوستان پہلے دن سے یہ بات کہہ رہا تھا کہ ہم صرف تین crossing points دینے کے لیے تیار ہیں لیکن پھر پتا نہیں کیا last minute میں face saving کے لیے انہوں نے agree کیا کہ پانچ کر لیتے ہیں لیکن at the end of the day جب crossing points کو کھولنے کی بات آئی تو ہندوستان نے پھر اسی بات پر insist کیا کہ ہم پہلے ایک point کھولیں گے اس کے بعد دو دوسرے کھول سکتے ہیں، باقی دو کی بات انہوں نے رہنے دی۔

جہاں تک documentation کا تعلق ہے تو اگر دس یا بارہ دن لگتے ہیں اور وہی documentation ہونی ہے جو بس سروس کی ہے تو دس اور بارہ دن کے اندر تو families کے get together ہونے کی افادیت وہاں پر ختم ہو جاتی ہے لیکن جناب چیئرمین! یہ تو ایک بات رہی، جو سب سے زیادہ تشویشناک بات ہے اور جس میں پارلیمان کو لازم تھا، میں پھر کہوں گا کہ جہاں یہ لازم تھا کہ پارلیمان کو confidence میں لیا جاتا، پارلیمان کی ratification ہوتی وہ question of foreign troops تھا۔ ہم نے NATO Forces کو پاکستان کی سرزمین پر آنے کی اجازت دی اور جناب چیئرمین! ہم یہ بات کیوں بھولتے ہیں کہ 21 اکتوبر کو UN کے spokesman نے یہ بات کہی کہ جناب جس قسم کا operation World War II کے بعد برلن سے air lift کا ہوا تھا اس قسم کے ایک اور operation کی یہاں پر ضرورت ہے اگر آپ نے معصوم جانوں کو بچانا ہے۔ اس سے اگلے دن NATO کے spokesman نے کیا کہا جناب چیئرمین!

and I quote, he said,"There is no question of the Alliance doing that , that was Berlin after World War II and this is Pakistan now, there is

absolutely no comparison". جناب چیرمین! اس کا کیا مطلب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک گورے کی، چٹی چمڑی والے کی جو زندگی ہے وہ ایک pedestal پر ہے اور ایک ایشیائی اور کالے کی زندگی دوسرے pedestal پر ہے اور اگر کالا، ایشیائی مرتا ہے تو اس کو مرنے دو، ہم یہاں operation اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہیں اور اس کے فوراً بعد

as a self respecting nation, we should have taken, this NATO, to task on this remark. This was a discriminatory remark. This was a callous remark. This was remark which belied all canons of human rights and human dignity. But apart from taking them to task, we welcomed NATO Forces over here

اور فارن آفس سے جو wording جاری ہوئی اس میں انہوں نے کہا کہ

mainly their task is of reconstruction and relief. I would like to ask the Foreign Office through you sir, that what is meant by the word "mainly", what is the hidden agenda if any? And if there is no hidden agenda then, why was term "mainly" used. Because "mainly" means that other than this they can also be used for some other purpose and then if accepting Indian choppers, I don't disagree with that but if accepting Indian choppers in AJK was a sensitive issue, then allowing NATO Forces is on the same parallel, Mr. Chairman. You cannot say that the two are different but there again neither the Parliament nor the Cabinet were taken into confidence and I challenge the Government to show a decision of the Cabinet in which the Cabinet has authorised that NATO Forces can come into Pakistan.

There is an agreement and through you, sir, the Combined Opposition demands from the Foreign Office that the agreement signed

between the Government of Pakistan and the NATO Forces be placed on the floor of the Senate so that the people of Pakistan are aware as to what are the terms and conditions under which NATO and foreign troops have come into Pakistan. This is a question of sovereignty. This is a very important question. It is a question which is dear to the hearts of all Pakistanis regardless of the party divide and Mr Chairman, if you look at the history of NATO Forces, this is perhaps the first time that NATO has come in the garb of relief operation. Historically NATO Forces have always been associated with occupation forces. Then whenever, foreign troops or forces come, they are normally under the command of that sector of the local army but here the NATO Forces are under their own command. This is indeed a very strange situation that we find ourselves in.

Mr. Chairman, if we go still further, we find the confusion within the ranks of the Government and I am glad that the honourable Minister for Health is present because what I am about to point out now pertains to him. Mr Chairman, on the 23rd of October the Federal Relief Commissioner made a statement and that statement was printed in the Press, and the Federal Relief Commissioner said in that statement that a number of people he made two points, No. 1 was, that he does not know the number of people that are missing in the earthquake. Now, for the Federal Relief Commissioner to say, "I don't know the number of people that are missing" is indeed a paradoxical statement in itself but the contradiction and the confusion within the Government is reflective from the fact that on the front page there is a Federal Relief Commissioner who

says that the seriously affected patients have been sent abroad for treatment and in that very newspaper there is a six column story or a statement of the honourable Federal Minister for Health in which he has said that there is no need of sending anybody abroad because we have the facilities available here and they can all be treated here. I would much rather believe what the honourable Federal Minister has said because the Federal Relief Commissioner is famous for making false statements. You would recall, in his exuberance of facing the Press, he generated the controversy on the crossing of the, softening of the LOC, when he said that India has refused whereas India had made no such statement. So, this just shows the disarray that was taking place in the relief effort of the Government. The disarray and the slackness of the Government comes further into focus when on the 23rd of October again the Prime Minister makes an impassioned appeal to his Ministers that for God's sake don't use helicopters for your official visits. We need the helicopters for rescue operation.

آپ نے اگر جانا ہے affected لوگوں کے پاس تو مہربانی سے عام لوگوں کی طرح گاڑی کے اندر سفر کر کے چلے جائیں۔ دو گھنٹے زیادہ لگ جائیں گے تو کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی۔ امور مملکت وہاں پر رک نہیں جائیں گے لیکن خدا کے لئے ہیلی کاپٹر کی جان چھوڑو تاکہ وہ ریلیف آپریشن کے لئے استعمال کئے جا سکیں۔

اس کے بعد جناب چیئرمین! 29 اکتوبر کو World Food Program نے یہ کہا کہ 2.3 ملین face the threat of starvation لیکن حکومت پاکستان نے ہمیں کچھ نہیں بتایا۔ اس statement کے بعد بھی کہ کیا اقدامات اس threat کو meet کرنے کے لئے کر رہے ہیں۔ ہمارے سامنے کوئی بات نہیں آئی۔

پھر جناب چیئرمین! ایک اور بڑی دلچسپ بات آپ کے سامنے میں رکھنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اٹھارہ اکتوبر کو، زلزلہ کب ہوتا ہے جناب چیئرمین! آٹھ اکتوبر کو۔ اٹھارہ اکتوبر کو گورنمنٹ کو دس دن لگتے ہیں react کرنے کے لئے اور وہ reaction کیا ہے۔ کیبنٹ کمیٹی بنانے کے لئے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آٹھ کو زلزلہ آیا، آٹھ کی شام یا نو کی صبح کو کیبنٹ کمیٹی تشکیل دے دی جاتی لیکن یہ notification اٹھارہ تاریخ کا ہے کہ

Cabinet Committee has been constituted for earthquake reconstruction and rehabilitation with the following composition

اور اس کے اندر چودہ وزیر تھے۔ جناب چیئرمین! آپ کی اگر تھوڑی سی توجہ میری طرف ہو تو۔

جناب چیئرمین، جی ہاں بالکل ہے۔ پوری توجہ ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! چودہ وزیر اس کمیٹی میں تھے لیکن بات یہاں پرنہیں رکتی۔ بات اور آگے چلتی ہے 19 تاریخ کو اس کے اندر ایک ترمیم آتی ہے اور چار نئے وزیر ان کے اندر induct کئے جاتے ہیں۔ پھر بھی بات یہاں پر نہیں رکتی۔ everybody wants to be beyond the band wagon اور پھر ایک notification بیس تاریخ کو آتا ہے جس میں مزید لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ Mr. Chairman, look at the seriousness ایک تو آٹھ دس دنوں کے بعد آپ نے کیبنٹ کمیٹی تشکیل دی، اس کے بعد تین subsequent notifications آرہے ہیں کہ جی addition ہو رہی ہے، کہ جی "میرا وی ناں پا دیو، مینوں وی ایہدے وچ شامل کر دیو" جناب چیئرمین! یہ چھوٹی باتیں ہیں لیکن seriousness of the exercise اور stead fastness to the cause کو reflect کرتی ہیں۔ جہاں تک میری اطلاعات ہیں، جہاں تک میری اطلاعات ہیں آج دن تک اگر میں مغالطہ نہیں کھا رہا، آج دن تک شاید اس کیبنٹ کمیٹی کو، جس نے ریلیف کو oversee کرنا ہے اور reconstruction کو oversee کرنا ہے اس کی ابھی تک میٹنگ نہیں ہوئی۔ اگر اس نے reconstruction کو over look کرنا ہے تو پھر آج جنرل مشرف صاحب کا یہ کیسا بیان ہے کہ جو اتھارٹی ہے اس نے تمام reconstruction کے plan تیار کر لئے ہیں اور اس کا انکشاف

donor conference کے اندر کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کمیٹی کے بالا بالا پلان بھی تیار ہو گئے۔ اس کمیٹی کا کیا فائدہ۔ اس میں گھسنے کے بنے اتنی جستجو، اتنی دھکم پیل اس کا کیا مقصد نکلا۔

جناب چیئرمین! بات individual فیصلوں کی اور بھی آگے چلتی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ تین نومبر کو جنرل صاحب کا ایک انٹرویو عرب نیوز کے اندر شائع ہوا اور عرب نیوز کے انٹرویو کے اندر انہوں نے ایک مزید بات کی، انہوں نے کہا کہ demilitarization of Kashmir on both sides and we are willing to look at this as a final solution. اس کی آج تک تردید نہیں ہوئی لیکن کیا یہ proposal دینے سے پہلے ایک national consensus build کرنے کی ضرورت نہیں تھی؟ کیا پارلیمان کو اس پر اعتماد میں لینے کی ضرورت نہیں تھی کہ ہم اتنا بڑا فیصلہ کرنے جا رہے ہیں اور پارلیمان یا قوم میں اس پر کوئی consensus build نہ کیا جائے۔ ایک اور پہلو جو اس میں سامنے آیا ہے وہ یہ ہے کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی مکمل طور پر ناکام ہو گئی ہے پاکستان کو مغربی دنیا نے اپنی national security interest کے لیے تو اس کو استعمال کیا اور استعمال کر رہی ہے لیکن جب پاکستانی قوم کے اوپر مشکل وقت آیا تو سونامی کے رہنے والوں یا سونامی سے متاثر ہونے والوں کو ان پاکستانی کالوں کے اوپر فوقیت حاصل ہوئی اور وہ فوقیت کیوں حاصل ہوئی کیونکہ وہاں پر گوری چمڑی والے بھی موجود تھے۔ جناب چیئرمین! کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے کہ 550 ملین کا target flash fund کا UN رکھتی ہے اور اس کانفرنس میں جناب چیئرمین! پاکستان کے delegation کو آپ نے head کیا اور 134 یا 133 million ابھی تک اس کو ملتے ہیں۔ جناب چیئرمین! where are we standing? It is a time for us to re-evaluate. جہاں پر اور بہت سی چیزیں اس flood پر ہمارے سامنے رکھی ہیں۔ وہاں پر یہ re-evaluation کا بھی وقت ہے کہ آیا ہم اپنی سوسائٹی کو، ہم اپنی قدروں کو، ہم اپنی sovereignty کو، ہم اپنے لوگوں کو، اپنی مسلم امہ کو at stake رکھ رہے ہیں لیکن جب مصیبت کا وقت اور مصیبت کی گھڑی ہم پر آتی ہے اور جب دنیا خود کہتی ہے کہ یہ سونامی سے بڑا disaster ہے لیکن اس پر جو relief effort ہوتی ہے وہ سونامی سے کہیں کم ہوتی ہے۔

It is a time when we as a nation must reflect on where we are heading. I don't want to place the blame on anyone particular government or individual but for God's sake as a nation this is a wake up call. Set your priorities, set your priorities according to the needs and wishes of your people, according to the needs and wishes of your federating units, if internally you are strong, if internally you are cohesive, they will all come running to you. Mr. Chairman, I can go on and on and on but what is the real worry and there is another factor and that is

کہ جناب چیئرمین! 10 نومبر کو یہ خبر شائع ہوتی ہے کہ differences donors کے درمیان اور حکومت پاکستان کے درمیان ہیں ' donors میں World Bank, Asian Development Bank اور UNDP جو کہتے ہیں کہ total requirement of the fund for reconstruction is 2.78 billion US dollars. ہے جب کہ Government of Pakistan نے کہا کہ کم سے کم اس سے three times more کی ہمیں ضرورت ہے۔ اس تضاد کو اور یہ کوئی چھوٹا تضاد نہیں ہے، کون دور کرے گا اور کیسے دور کیا جائے گا۔ یہ Authority اس تضاد کو دور نہیں کر سکتی۔ پاکستانی قوم کو ایک زبان ہو کر بولنا پڑے گا اور پاکستانی قوم کی زبان پاکستان کا پارلیمان ہے۔ یہ ہمارا مطالبہ رہا ہے کہ پہلی بات یہ ہے کہ اب تک جتنے بھی funds آئے ہیں، چاہے یہ باہر کے ممالک سے آئے ہیں یا چاہے internal resources سے generate ہوئے ہیں، اس کو ایک account کے تحت، State Bank کے تحت ان سارے funds کو وہاں جمع کیا جائے۔

پہلی بات یہ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ پارلیمان کو یہ بتایا جائے کہ اب تک total funds کتنے آئے ہیں اور اس کے ساتھ اس کا break up دیا جائے کہ اس میں سے کتنا actual transfer میں ہے اور کتنا ابھی pledge پر ہے۔ اس کے ساتھ یہ بھی بتایا جائے کہ جن ممالک نے commitments آئی ہیں، اس میں سے کتنا cash ہے اور کتنا in time treat کیا جا رہا ہے تاکہ قوم کے سامنے کھل کر یہ پوری financial picture آ جائے اور پھر transparency کی بات ہے۔ اس

authority کے تحت جس کے accounts بھی audit ہوں گے یا نہیں ہوں گے، ہمیں اس بارے میں پتا نہیں ہے، اس کے تحت accountability and transparency اس fund کی نہیں ہو سکتی۔ پارلیمان کی bipartisan ایک کمیٹی ہونی چاہئیے جو ان funds پر نظر رکھے اور اس کی untilization کو دیکھے۔ اگر ہم transparency کی بات کرتے ہیں یقیناً ہمیں transparency کی بات کرنی چاہئیے۔ جناب چیئرمین! باوجود اس بات کے کہ بلند دعوے کئے گئے لیکن ابھی حال ہی میں International Transparency کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس میں پہلے پندرہ ملکوں میں پاکستان کا نام شامل ہے اور جب transparency کی رپورٹ میں ہمارا ملک شامل ہے تو یقیناً donors کو بھی شک و شبہات ہوں گے کہ کتنی ان funds کی utilization کے حوالے سے transparency ہو گی۔

جناب چیئرمین! یہ کہنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم reconstruction کی طرف آئیں تو پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے سامنے ایک definite plan ہونا چاہئیے اور وہ plan elected representatives کو شامل کرکے، علاقوں کو indentify کرتے ہوئے، families اور لوگوں کو identify کرتے ہوئے مرتب کرنا چاہئیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یونین کونسل level پر اس plan کی implementation کی date ہونی چاہئیے اور یونین کونسل level پر جو civil administration ہے، اس کے اوپر آپ کے جو gradual civil administration کے structures ہیں، ان کو شامل کرنا چاہئیے اور یہ بات میں اس لئے کہتا ہوں کہ اس level پر جو civil administration ہے، اس کو اچھی طرح پتا ہے کہ رضا ربانی کتنا affect ہوا ہے، رضا کا گھر گرا ہے یا نہیں گرا، رضا کی family کے کتنے افراد اس سانحہ میں شہید ہوئے ہیں؛ جبکہ جن structures پر ہم ابھی بھروسہ کرنے جا رہے ہیں۔ ان کا کوئی connect وہاں کے عام لوگوں کے ساتھ نہیں ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ ایک duration ہونی چاہیے اس level کے اوپر اور اس کے ساتھ ساتھ اسی level کے اوپر ہمیں یہ بات دیکھنی ہوگی کہ کتنا loss ہوا ہے اور کہاں پر کس چیز کی ضرورت ہے؟ جناب چیئرمین صاحب! ہمیں اس بات کا خیال رکھنا پڑے گا کہ reconstruction کی جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ اتنی آسان بات نہیں ہے کہ یہ اتھارٹی اس کو کرے گی۔ اس علاقے میں میرے نقطہ نظر سے اور ہو سکتا ہے کہ وہ غلط ہو، اس علاقے میں چار

مختلف phases of reconstruction ہیں - ایک reconstruction ہوگی شہروں کی۔ دوسری reconstruction اس علاقے کی مناسبت سے بڑے گاؤں کی ہوگی یعنی big villages کی۔ تیسری reconstruction ہوگی small villages کی۔ وہاں پر اس علاقے کی مناسبت سے آپ کو اس بات کا علم ہے کہ small villages کا مطلب یہ ہے کہ ۸' ۱۰ گھر کہیں پر اکٹھے ہیں۔ Strips کے اندر وہ وہاں پر اپنا agriculture جدی پشتی کرتے چلے آرہے ہیں۔ وہ وہاں پر موجود ہے۔ چوتھا جو ہے وہ nomadic لوگ ہیں جو کبھی ایک جگہ سے اٹھ کر دوسری جگہ جاتے ہیں' دوسری جگہ سے اٹھ کر تیسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ تو یہ چار مختلف phases of reconstruction میرے نقطہ نظر سے ہمیں وہاں پر کرنے پڑیں گے۔ ان میں ہر ایک کی requirement الگ ہے اور ان ہر ایک کی compulsion الگ ہے۔ میں یہاں پر سینیٹ کے توسط سے یہ بات کہنا ضرور چاہوں گا کہ جو موجودہ land record ہے اس کو ہمیں touch نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اگر land rights اور records کو ہم نئے سرے سے بنانے چلے تو جناب چیئرمین صاحب! آپ کو پتا ہے کہ settlement کے claims کب کے پرانے پڑے ہوئے ہیں اور وہ آج تک settle نہیں ہوئے۔ یہ ایک نیا pandora's box کھل جائے گا۔ So, we should continue with the old survey and the old records that are very much fair. اب جناب چیئرمین صاحب! میں آتا ہوں model cities کے اوپر۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ جو pre fabricated houses کی بات ہے میں اس پر آتا ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! prefabricated houses is a good idea. They may be excellent for European environment. لیکن یہاں پر ہمارا اپنا environment ہے۔ ہمارا اپنا کلچر ہے۔ ہمارا اپنا رہن سہن ہے اور لوگوں کی اپنی habits ہیں۔ جب تک ہم ان habits کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی reconstruction میں مدد نہیں کریں گے اور ان علاقوں کی objective conditions کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے reconstruction کے plan کو آگے لے کر نہیں چلیں گے اس وقت تک کوئی substantial بات نہیں ہو سکے گی۔ TV پر اور میڈیا پر تو ہم دکھا دیں گے لیکن on the ground the poor people will continue to suffer. Therefore, Mr. Chairman, I would suggest the following submissions. If you give me

permission I will just quickly skip through this and that is No. 1, the cost of taking construction material up the hills is prohibitive, local material should be used for constructing quake pro houses. No. 2, these houses should be easy to build, the population themselves should be able to build these houses with marginal help from trained masons and carpenters. Sir, untill and unless you don't involve the people themselves

اور اگر حکومت نے کنٹریکٹرز کو دے دیا تو کنٹریکٹرز کی وجہ سے ہم نے یہ دیکھا کہ آٹھ ہزار رجسٹرڈ سکول جو تھے وہ ساری کی ساری school buildings collapse کرگئیں ساری کی ساری حکومت کی buildings collapse کر گئیں تو کنٹریکٹرز پھر وہی کریں گے تو اس میں جب تک لوگوں کی participation شامل نہیں ہوگی اس وقت تک کچھ نہیں ہوگا اور اگر آپ اورنگی projects اور ان projects کو دیکھیں تو وہاں پر لوگوں کو شامل کیا گیا ہے اور اس کے بعد وہ بات آگے چلی ہے۔

Sir, the foundations should be of solid concrete. Walls can be made of rubble like you can use the same material there if you want to be cost effective the same material that you get from there. Mud and mortar can be used if the roof are of light (tin). However, if the roof is of concrete then you would require solid walls which can be constructed from there and same type of construction Mr. Chairman, can be used to build earthquake proof schools and hospitals. The next point is that heavy machinery is scarce and it is difficult to move in those areas these are the objective conditions. Therefore, it can be used in selective areas and that is why we are saying that you should pick out in every district or in every tehsil a single model village where you have people who are trained in the art of building these earthquake proof houses using the local material over there

and they should assist that one village and then we have seen else where even in the case of "SONAME" we have seen that one village that is acted as the lead village and then people have picked up from there and they have gone on to carry on the reconstruction themselves. So the emphasis here is that rather than the Authority, rather then the contractor, associate the people themselves in the task of rebuilding and then you would be able to move forward. The other suggestion is that there should be a building materials yard which should be made at the Union Council level and all materials should be issued from there through an advisory team which consists of elected representatives, which consists of the Architects, which consists of Civil Administration and your trained masonary that is there.

Finally Mr. Chairman! I am grateful to you for having been so patient and hearing me out but before I part, I think there are six, according to me perhapse more but there six basic lessons or events that have stemed apart from the massive disaster which will affect Pakistani society for times to come and on which Pakistan civil society needs to think deliberate and take concerted action and that is No. 1. In this entire period we have seen institutional redundancy and rise in individualism.

No. 2. There has been a paradigm shift from a quasi civil military society to a full militarised society. We were initially a quasi civil military society but now in the process of reconstruction and in the process of relief we have been converted into a totally militarised society.

No. 3. is the presence of foreign troops on Pakistani soil which is

going to have far and wide vibrations not only for us but for our neighbours as well.

No.4. is the redundancy of the civil administrative structures.

No. 5. which is most unfortunate that whatever glamour or glitter that was left in the office of the Prime Minister has now been totally eclipsed and finally the stamp of the irrelevance on Parliament has once again been fortified. I thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین، شکریہ۔ رضا صاحب! آپ نے جنیوا میں ہونے والی Donors Conference میں میری موجودگی کا ذکر کیا تھا تو تھوڑا میں حقائق عرض کر دوں کہ اس پر بیان دینے پر منتظمین سب سے بہتر place میں ہیں' جو demands تھیں وہ کانفرنس سے چند روز پہلے بھی review ہوتی رہیں اور اس میں جو commitments آئیں تھیں UN والے منتظمین نے کوئی ایسا ذکر نہیں کیا کہ ابھی short fall ہے' ابھی آ رہے ہیں کیونکہ بعد میں amount بڑھی تھی اور سونامی تھا' USA کے طوفان تھے' year end, financial تھا ان وجوہات کی بناء پر' تو I think یہاں بھی وہ اس کانفرنس میں موجود ہوں گے اور جو صحیح position ہے وہ خود ہی واضح کر دیں گے۔ next speaker حمید اللہ جان آفریدی صاحب۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو ہم ان تمام لوگوں سے یکجہتی کا اظہار کریں گے کہ اس مصیبت کے وقت میں وہ تکالیف سے گزر رہے ہیں۔ لہذا ان تمام بہنوں' بھائیوں اور بزرگوں کے غم میں ہم برابر کے شریک ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے کہ ان پر رحم ہو اور ایسی آفتوں سے وہ امن میں رہیں۔

جناب چیئرمین! اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ملک میں اتنی بڑی جانی اور مالی تباہی ہوئی ہے اور اس سے ایک چیز سامنے آئی ہے جو کہ ہماری nation کی unity ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ان علاقوں میں پہنچنے کے لئے ایسے لوگ تھے جو کہ پیدل بھاگ رہے تھے اور چاہ رہے تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے اس مصیبت زدہ علاقے میں پہنچ کر اپنی طرف سے جو بھی effort کر

سکتے ہیں وہ کریں۔ خیبر سے لے کر کراچی تک اور کوئٹہ سے لے کر لاہور تک' ہر طرف سے عوام کا contribution تھا' چاہے وہ ان کی physical contribution یا re-habilitation یا ان کی financial contribution تھی' یہ تاریخ کا ایک حصہ بن گیا ہے۔ ہم ان چیزوں کو نظرانداز نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے مختلف سیاسی پارٹیوں کا contribution دیکھا' عوام کا دیکھا اور یہ ناانصافی ہو گی کہ ہم گورنمنٹ کے effort کو high light نہ کریں۔ جن مشکل حالات میں فوج کے جوانوں نے forces کے باقی ملازمین' لوگوں یا ہمارے بھائیوں نے دن رات جس لگن سے کام کیا ہے اس کو اگر ہم high light نہ کریں تو ان کے ساتھ سراسر زیادتی ہو گی۔ اس کے باوجود کہ رمضان کا مہینہ تھا' لوگ روزے سے تھے لیکن پھنسے ہوئے لوگوں کو نکالنا' ان کی تدفین' ان کو ہسپتالوں تک پہنچانا اور ان کو اشیاء خوراک پہنچانا' یہ ساری چیزیں ان کی efforts کی وجہ سے پایہ تکمیل تک پہنچیں۔

یہ بھی ناانصافی ہو گی کہ ہم ان organizations اور ان ممالک کا ذکر نہ کریں کہ جنھوں نے اس مشکل گھڑی میں ہمارا ساتھ دیا۔ جیسا کہ ہمارے brotherly countries سعودی عربیہ' ترکی' China' امریکہ' UK' ایران اور ممالک جن کا contribution ہے ہمیں ان کا احسان مند ہونا چاہیے کیونکہ ان کے اوپر کوئی قدغن نہیں تھا کہ وہ لازماً آ کر ہمارے لئے یہ کریں۔ جن ممالک نے ہمارا اس مشکل گھڑی میں ساتھ دیا ہے ہمیں ان کا شکرگزار ہونا چاہیے اور خدانخواستہ ان پر اگر کبھی ایسے حالات آئیں تو ہمیں یہ نظر میں رکھنا چاہیے کہ ان ممالک نے اس مشکل وقت میں ہماری مدد کی تھی لہٰذا ہمیں ان کی ہر قسم کی مدد کے لئے پیش پیش رہنا چاہیے قطع نظر اس کے کہ ان کی قومیت کیا ہے' ان کا مذہب کیا ہے اور وہ کونسا ملک ہے اور کونسا نہیں ہے۔ ان مشکل حالات میں اور ان مشکل علاقوں کے لئے ہمیں بنیادی طور پر ہیلی کاپٹروں کی ضرورت تھی جو کہ ایک بہت بڑی بنیادی کمزوری بن گئی تھی۔ جرمنی' امریکہ اور برطانیہ جیسے ملکوں نے اس کے ساتھ ساتھ باقاعدہ مشینری بھجوائی ہے کہ اگر ان علاقوں میں سڑکیں بند ہیں یا عمارتیں گری ہوئی ہیں تو ان کی بروقت مدد ہو جائے۔ یہ ساری وہ چیزیں ہیں کہ ہم ان کے لئے شکرگزار ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ایک واضح ثبوت ہے کہ ان مشکل حالات میں ساری دنیا نے ہمارا ساتھ دیا ہے تو میرا ذاتی خیال تو موجودہ حکومت کی policies کی طرف جاتا ہے۔ جس زور و

شور سے ان ممالک نے ساتھ دیا ہے اس سے میرے خیال میں یہ بڑا واضح ہے کہ جو ہماری حکومت کی پالیسیز ہیں اور جو ان ممالک کے ساتھ روابط ہیں' میرے خیال میں یہ مثبت پالیسیاں ہیں۔ خصوصی طور پر پرویز مشرف کی پالیسیز کیونکہ پچھلے چند سالوں میں ہماری پارلیمنٹ تھی ہی نہیں تو اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بڑی مثبت پالیسیز رہی ہیں جن کی وجہ سے بوقت ضرورت ان لوگوں نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ جو حالات ہم نے دیکھے ہیں۔ انسانی حقوق کی کمیٹی میں ایس ایم ظفر صاحب کی سربراہی میں مظفرآباد ہم خود گئے تھے۔ ایک چیز جو سامنے آئی ہے کہ حکومت کی بنائی ہوئی رہائش گاہیں' سکولز' دفاتر تمام سو فیصد ختم ہو گئے ہیں۔ مارگلہ ٹاورز کا واقعہ بھی یہی ہے۔ اس سے ایک بات بڑی کھل کر سامنے آتی ہے کہ ایک کنٹریکٹر کی غفلت کی وجہ سے یہ major government organizations collapse ہوئی ہیں۔ میری گزارش ہوگی کہ اس کا باقاعدہ کوئی تفصیلی جائزہ لیا جائے اور جو لوگ بھی ذمہ دار ہیں ان کے بنانے میں ان کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور ایسی عبرتناک ان کو سزا دی جائے کہ ان کی آئندہ کی نسلیں یاد رکھیں۔

جناب چیئرمین! وہاں پر نوجوان نسل تقریباً برباد ہوگئی ہے۔ تمام سکولز collapse ہو چکے ہیں۔ آخر کوئی نہ کوئی تو ذمہ دار اس کا ہونا چاہیے جس نے اس کی quality, quantity کا check رکھا ہوگا۔ میری یہی گزارش تھی کہ جو بھی اس قسم کے لوگ ملوث ہیں ان کو task پر لیا جائے اور مثالی سزا ملنی چاہیے۔

جناب چیئرمین! جو حالات ہم نے دیکھے ہیں اور خدانخواستہ جو آنے والے ہوں اس ملک پر تو میری یہ تجویز ہے کہ سکولوں میں اگر ہم باقاعدہ music, sports subjects پڑھا سکتے ہیں تو ہمارے سکولوں میں احتیاطی تدابیر کے طور پر ایسا ایک مضمون متعارف کرایا جائے جو crises related material ہو۔ Private Media کی efforts میں یہاں پر highlight کرونگا جس طریقے سے انہوں نے حکومت کی بھی آنکھیں کھولیں اور جہاں تک لوگ نہیں پہنچ پائے تھے وہاں تک بھی relief goods پہنچانے کے مواقع فراہم ہوئے اور وہاں تک پہنچے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ private media جیسے کہ ARY, GEO اور باقی private media کی efforts

بھی قابل دید ہیں کہ ان حالات میں اپنے آپ کو مشکل اور خطرے میں ڈال کر وہ وہاں پر پہنچے۔ ہمیں PTV سے اس سلسلے میں تھوڑا سا گلہ بھی ضرور ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ ایک گلہ جو media related لوگوں سے ہے وہ یہ ہے کہ فاٹا کے عوام نے ذاتی طور پر اور combinedly FATA Secretariat کے طور پر اپنے طرف جو کچھ بھی دیا ہے اس کا آج تک کوئی ذکر نہیں ہے۔ ہمارے ہسپتالوں میں ویسے ہی ڈاکٹروں کی کمی ہوتی ہے ان کی تمام کی تمام ٹیمیں ان علاقوں کے لئے مخصوص ہیں اور متعلقہ محکموں کی ہدایت پر وہاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ تقریباً ڈھائی سو ٹرک کے ذریعے فاٹا سیکرٹریٹ سے relief goods ان علاقوں میں بھیجا گیا ہے اس کے علاوہ تقریباً دو ڈھائی کروڑ روپے بھی فاٹا سیکرٹریٹ سے ان علاقوں میں بھیجا گیا ہے۔ ہمیں اس میں کوئی شک نہیں ہے اس ملک کی ہر سیاسی پارٹی، صوبے، علاقے نے مل جل کر جتنی efforts کی ہیں اس میں کوئی شک والی بات نہیں ہے لیکن فاٹا کی contribution کو اس میں highlight نہیں کیا گیا۔ اس کے ساتھ آخر میں ایک تجویز دینا چاہوں گا کہ ہمارے جو affected areas ہیں اس کے لئے متعلقہ Member of Parliament جو ہیں National Assembly and Senate کو میرے خیال میں سب سے زیادہ وہی بتا سکتے ہیں کہ ان علاقوں میں concrete ہونا چاہیئے یا بنیاد اتنی ہونی چاہیئے یا چھت fiber کا ہونا چاہیئے یا نہیں ہونا چاہیئے میرے خیال میں اس بحث میں ہم یہاں وقت ضائع کریں یہ مناسب نہیں ہے۔ اگر کوئی کمیٹی بنتی ہے تو ان لوگوں کو اس میں involve کیا جائے اور ان کی رائے لی جائے یا affected area کے جو لوگ ہیں یا local elders ہیں ان کو involve کیا جائے تو وہ بہتر بتا سکتے ہیں کہ ان کے لئے کیا کرنا چاہیئے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں جناب چیئرمین صاحب شکریہ۔

Mr. Chairman: Thank you, Mr. Muhammad Azam Swati.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، شکریہ، جناب چیئرمین۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ 80,000 ہزار سے زیادہ میرے ہم وطن، میرے بھائی، میری بہنیں، میرے بچے اور میری بچیاں ہم سے بچھڑ چکے۔ یہ حکم ربانی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون لیکن جناب چیئرمین! آیئے اب ہم دیکھیں 80000 ہزار سے زیادہ جو زخمی ہیں میرے وطن کی سرزمین میں 3

ملین سے زیادہ جو بے گھر ہیں اور پھر دور کیوں جاتے ہیں۔ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ایبٹ آباد مانسہرہ، کوہستان، شانگلہ اور پورے کا پورا آزاد کشمیر اور اس میں رہنے والے آج trauma اور جس ذہنی کیفیت کی حالت سے گزر رہے ہیں، بے جان لاش کی طرح ان خیموں میں اور کھلے آسمان تلے اپنی زندگی کا یا یہ سفر طے کر رہے ہیں۔ آیئے سوچیں کہ ہم مقننہ کے فرد کی حیثیت سے، ایوان بالا کے رکن کی حیثیت سے دیکھیں کہ ہم اپنی بہنوں بھائیوں اور بچوں کے لئے کیا کر سکتے ہیں اور کیا کرنا چاہئیے۔ مجھ سے پہلے اس ایوان کے دو معزز اراکین نے بڑی سیر حاصل، بڑی اچھی recommendations دیں، میری عموماً یہ عادت رہی ہے کہ میں کم ہی کسی پر تنقید کرتا ہوں۔ آج یہ ایک ملکی المیہ ہے اور ہمیں یہ بات تسلیم کرنی چاہیے کہ اتنے بڑے المیے سے نمٹنے کے لیے پورے ملک کی سیاسی، معاشی، معاشرتی مشینری بے بس ہو کر رہ چکی ہے۔ آج ہمیں یہ ماننا چاہیے کہ ہمارے پاس ایسی تدابیر موجود نہیں تھیں؛ ایسی مشینیری نہیں تھی، ہمارے پاس پہلے سے ایسے آلات نہیں تھے کہ ہم اتنے بڑے المیے سے نمٹ سکتے۔ آج ہمیں اس بات پر افسوس نہیں کہ ہمیں یہ کرنا چاہیے تھا۔ آج تدبیر یہ کرنی ہے کہ ہم اب کیا کر سکتے ہیں۔ اس سردی میں کھلے آسمان تلے ہمارے بھائیوں بہنوں کو کس طریقے سے relief پہنچائیں۔

میں تفصیل سے بات کرنے سے پہلے اپوزیشن لیڈر سے بالکل اتفاق کرتا ہوں کہ آج ہم نے اپنے اس ملک کی بنیاد اور اس کی جڑوں کو اس لیے کھوکھلا کیا کہ ہم نے اداروں کی تعمیر نہیں کی، اداروں کو مضبوط نہیں کیا۔ ہمیں Relief Commissioner بنانے کی بجائے ایک آزاد کمیشن بنانا چاہیے تھا۔ میں اس تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ بحرحال وہ کمیشن باقاعدہ طور پر مقننہ اور عدلیہ کے ماتحت ہونا چاہیے تھا۔ Accountability and transparency نہیں ہوگی جناب عالی! میں اس کا عینی گواہ ہوں کہ جب زلزلے کے بعد میں امریکہ کے شہر ٹیکساس میں گیا، میں نے اپنے بھائیوں کے لیے فنڈ اکٹھے کیے تو ہر جگہ سے مجھے ایک آواز ضرور آئی اور میں اپنے آپ کو گنہگار اور ظالم سمجھوں گا کہ میں اس آواز کو آپ کے ساتھ share نہ کروں۔ وہ یہ تھی کہ کیا ہماری ان امداد سے ضیاء الحق صاحب کے زمانے کی طرح کے، میں نام لینے سے گریز کروں گا، کتنے اور جنرل Financial Tycoon بنیں گے۔ میں قطعاً یہ نہیں کہہ رہا اور نہ وہ لوگ جو دنیا کی ہر جگہ سے یہ آواز بلند کر رہے ہیں، ان کو یہ شک ہے کہ ان کے donations کا

استعمال غلط ہوگا بلکہ وہ صرف ہماری تاریخ کو ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ چاہیے کہ ان باتوں کا تدارک کرنے کے لیے پہلے سے ایسی منصوبہ بندی کریں اور ہمیں اپنا یہ نظام اتنا transparent کرنا چاہیے، مجھے Human Development کے فنڈ پر کوئی شک و شبہ نہیں۔ اس لیے میں کہنا نہیں چاہتا تھا، کوئی ایسا کمیشن اس ملک میں نہیں بنا، کوئی ایسی تنظیم نہیں بنی جس میں میں نے سب سے زیادہ فنڈ نہ دیئے ہوں۔ اس کمیشن میں میں نے پچاس ہزار ڈالر دیئے تھے۔ جناب چیئرمین! اگر transparency کے لیے اس ایوان سے کوئی آواز اٹھاتا ہے تو ہمیں یک جان، یک قالب، یک زبان ہو کر اس کی تائید کرنی چاہیے تا کہ ملک کے ادارے مضبوط ہوں۔ مجھے وہ وقت بھی یاد ہے کہ اسی ضلع مانسہرہ میں ڈاڈر کے مقام پر جب آسمانی بجلی سے تباہی ہوئی تھی تو میں نے 35 لاکھ کا عطیہ دیا تھا اپنے بھائیوں کے لیے، اپنی بہنوں کے لیے اور مجھے یہ کہا گیا تھا کہ کم از کم حکومت، صوبہ سرحد کی حکومت اس وقت جمہوری حکومت نہیں تھی، ایک کروڑ سے زیادہ عطیہ دے گی میرے اس فنڈ کو میچ کرنے کے لیے، مگر بدقسمتی سے صرف میرے ضلع مانسہرہ کے ڈاڈر کے متاثرین کے لیے میری دی ہوئی رقم سے صرف پندرہ لاکھ روپے ان کو دیئے۔ یہ ہے ہماری وہ بدقسمتی، یہ ہے ہمارے ان donors کا رونا کہ ہمارے اس دیئے ہوئے فنڈ کا آخر انجام کیا ہوگا۔ آج اگر حکومت کے پاس وسائل نہیں تو میں اور میرے الفاظ اسی ایوان کی دلالت کرتے ہوئے، ہر فرد اور ہر معزز رکن کے کردار کی دلالت کرتے ہوئے مجھے آج ان ساری سیاسی جماعتوں کے بھائیوں، ساری سیاسی تنظیموں، اندرون اور بیرون ملک کی NGOs کی تعریف کرنے سے نہیں روکیں گے جو آج میرے بھائیوں اور بہنوں کا سہارا بنے ہوئے ہیں۔ میں اپنے ان فوجی بھائیوں کی تعریف سے نہیں رکوں گا جو آج ہر طرح اور ہر مشکل کے اندر میرے ان بھائیوں اور بہنوں کی مدد کر رہے ہیں۔ آج اگر ہم نے اس المیہ کا مقابلہ کرنا ہے، اپنے مسائل کو حل کرنا ہے تو اس کا حل صرف مقننہ پر، صرف صدر پر، صرف وزیر اعظم پر، وزیر اعلیٰ پر نہیں چھوڑیں گے اور صرف فوٹو ceremony یا فرضی تقریروں کی حد تک ہم اپنے آپ کو، اپنی قوم کو اس المیے سے باہر نہیں نکال سکتے۔ آئیے آج چند گلی باتیں میں اپنے بھائیوں اور بہنوں سے کرنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میرے پاس خدا کے فضل سے 250 یتیم بچے اس زلزلے سے پہلے ہی بہترین ماحول میں دینی اور دنیاوی تعلیم حاصل کر رہے تھے، انہیں ڈاکٹر کی

سہولیات بھی میسر ہیں، وہ خدا کے فضل سے وہاں ایک پاکستانی بچے سے بہتر زندگی گزار رہے ہیں اور خدا کے فضل سے سارے first division لے رہے ہیں۔ کاش! میرا وہاں دوسرا نیا پراجیکٹ یا کمپلکس اس زلزلے کی نذر نہ ہوتا۔ آج میں آپ اور اس ایوان کی وساطت سے اپنی حکومت کی ان ایجنسیوں سے جو بچوں کی پرورش پر مامور ہیں، گزارش کرتا ہوں کہ مجھے اس علاقے کے پچاس بچے فوری طور پر دیے جائیں، خدا کے فضل سے میں اپنے بچوں سے زیادہ ان کی حفاظت کروں گا۔

جناب چیئرمین! میں ایک بار پھر اپنے ان تمام بہنوں اور بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ آئیے ہم مل جل کر اس ملک کو آباد کریں، اس ملک کی سلطنت کو آباد کریں۔ اپنے ان بہنوں اور بھائیوں کے دکھوں کو بانٹیں۔ وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم عملی طور پر کوئی کام کریں۔ میں آپ سب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ جتنے بھی میرے بھائی اہل ثروت ہیں، کسی بچے کو خواہ وہ ایبٹ آباد یا مانسہرہ، شانگلہ، کوہستان، بٹ گرام یا آزادکشمیر کا ہو، کم از کم میرا ہر ایک اہل ثروت بھائی ایک ایک بچے یا بچی کو adopt کرے اور اس کی پرورش کرے تاکہ اس کو ایک اسلامی ماحول بھی میسر ہو، نفسیاتی طور پر بھی اسے گھر کا ماحول میسر ہو۔ اپنے بچوں کی طرح اگر ہم ان کی پرورش کریں گے تو خدا کے فضل سے اس سلطنت، اس ملک اور اس علاقے کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ دوبارہ تعمیر کریں گے۔

میں آپ کی وساطت سے اپنے ان پاکستانی بھائیوں، جو امریکہ یا کسی اور ملک میں رہ رہے ہیں، کا انتہائی شکرگزار ہوں جنہوں نے بڑے مشکل وقت میں جبکہ امریکہ کی ان ریاستوں کو بری طرح سے قطرینہ اور ریٹا نے hit کیا۔ میں ایسی families اور ایسے لوگوں کو ذاتی طور پر جانتا ہوں جن کا سب کچھ تباہ ہو چکا تھا لیکن اس آڑے وقت میں انہوں نے آج بھی اپنے اس ملک کی، اپنے بھائیوں اور بہنوں کی جس طرح دل کھول کر مدد کی ہے، میں آپ کی وساطت سے اور آپ سب کی طرف سے ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہاں تک جناب چیئرمین! کہ صرف Houston اور Dallas سے خدا کے فضل سے ہم نے تین کروڑ روپے سے زیادہ صدر کے فنڈ میں آج تک جمع کرا چکے ہیں۔ 2500 سے زیادہ tents ہم اپنے ملک کو بھیج چکے ہیں۔ 500 tents میں اس دن بھیج کر آیا ہوں جو ابھی تک پاکستان کی سرحد پر پہنچے نہیں ہیں۔ ادویات، کمبل اور گرم کپڑے،

کنٹینر کے کنٹینر خدا کے فضل سے پہنچ چکے ہیں لیکن اگر ترسیل کا کوئی طریقہ Houston اور New York سے ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وہ بہن اور بھائی جو اس وقت سردی کی شدت میں مبتلا ہیں، جو مزید اس کو برداشت نہیں کر سکیں گے، کم از کم ان کی بر وقت حفاظت ہو جائے گی۔

میں پاکستانی کونسلیٹ جو Houston میں ہے، اس میں خاص طور پر G. R. Baloch جو وہاں کونسلر جنرل ہے کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے ساتھ اس نے ہر fund raising میں ذاتی طور پر شرکت کی اور اپنے بہنوں اور بھائیوں سے التجا کی کہ وہ اپنے ملک کو اور اپنے بھائیوں کو بچانے کے لیے اس کاوش میں ہمارا ساتھ دیں۔

میں اس کے ساتھ United Nations کے ان تمام حکام کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آپ کی موجودگی میں اور پھر Inter Parliamentary Union (IPU) میں پاکستان کے لیے آواز اٹھائی، پاکستان کے بھائیوں کے لیے آواز اٹھائی، ان متاثرین کے لیے آواز اٹھائی اور اس بات کا اعادہ کیا کہ خدا کے فضل سے ہم پاکستان کی ہر ممکن مدد کریں گے اور کر رہے ہیں۔

میں امریکہ کے لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ 8 تاریخ کو ایک چھوٹے سے شہر میں جو ریٹا کی نظر ہو چکا تھا جس میں اکثریت امریکن حکام، ججز، اٹارنیز، اور عام شہریوں کی تھی، میں کانگریس مین Ted Poe کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہمارے غم میں شریک ہوئے اور پھر ہم نے خدا کے فضل سے ہم نے ایک لاکھ پچاس ہزار ڈالر وہاں سے جمع کیے وہ بھی صدر کے فنڈ میں وہاں سے آ رہے ہیں۔

میں کانگرس وُمن شیلا جیکسن کا جو ہماری کانگریس لیڈی ہیں Houston سے، ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ان متاثرین کیلیے آواز اٹھا رہی ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ 28 تاریخ کو ہماری دعوت پر پاکستان آ رہی ہیں اور میں اپنے ان بھائیوں کے ساتھ جو اس ملک میں رہ رہے ہیں ناانصافی نہیں کروں گا اس لیے وہاں کے Congressman کے چند الفاظ آج اس ایوان کی نذر کرتا ہوں آپ خود اندازہ لگائیں کہ وہ ہمارے متعلق اور ہمارے ملک کے متعلق کیسے احساسات رکھتے ہیں۔ وہاں کے عوام کی کیا خواہشات ہیں۔ آپ کی اجازت سے میں چند الفاظ پڑھوں گا،

"As the US representative for the 2nd Congressional District of Texas, I

would like to thank the Islamic Society of the Golden Triangle for organizing this community prayer and fund raising event for the earthquake victims in Pakistan. I must take this time to honour and pray for the 70 thousand victims who did not survive, 100 thousand who are injured and 2.5 million who are now homeless after the devastation caused by yet another natural disaster. Now is the time to come together to provide our friends and relatives during their time of need." (Ted Poe, Member of Congress, Texas).

میں ان الفاظ کے ساتھ امریکن حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے 24, 25 helicopters فوری طور پر دیے۔ میری اطلاع کے مطابق آج تک 1800 mission انہوں نے مکمل کیے ہیں۔ آج شنکیاری میں وہ ہسپتال بنا رہے ہیں۔ آج وہ ہمارے شانہ بشانہ اپنی ٹیموں کے ذریعے اس ریلیف کے کاموں میں ہماری مدد کر رہے ہیں۔ میں خصوصی طور پر امریکہ حکومت اور امریکی عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس مشکل وقت میں انہوں نے ہمارا ساتھ دیا۔ میں امریکہ کے House of Representatives کے 17 اکتوبر کو H.R.492 پاس کرنے پر بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں تمام اقوام کا، میں تمام اداروں کا، تمام بہنوں بھائیوں کا، اندرون ملک اور بیرون ملک، جنہوں نے میرے ہموطنوں کو اس مصیبت سے نکالنے کے لئے مدد کی شکریہ ادا کرتا ہوں خدا تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

جناب چیئرمین، شکریہ، ڈاکٹر خالد رانجھا۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ سواتی صاحب کی تقریر انتہائی پرسوز تھی اور مزید کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک نہیں کہ کوئی ایسی آنکھ نہیں جو اشک بار نہیں ہے۔ ذکر آیا IPU کا۔ میں بھی وہاں پر آپ کے آنے سے پہلے وہاں پر تھا۔ غالباً 130 ممالک کے نمائندے موجود تھے۔ ہر ملک کے ممبر نے ہمارے ساتھ اس بات کا اظہار کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ ہماری امداد کرنا چاہتے ہیں۔ جو جوش ہماری قوم

نے دکھایا یقیناً وہ 65 سے کہیں زیادہ تھا۔ ایک بات جو قابل ذکر ہے کہ آفات ملکوں پر آتی رہتی ہیں، قوموں پر آتی ہیں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ کیا کوئی قوم اس آفت سے نمٹنے کے لئے تیار ہے کہ نہیں، جسے ہم crises management کہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں ہمیں تمام تر توجہ اس بات پر دینی چاہیے کہ ہمارا عالم یہ ہے کہ لاہور شہر میں کسی دکان کو اگر آگ لگ جائے تو ہمارے پاس infra structure نہیں ہے کہ ہم اس آگ کو بجھا پائیں یہ تو بہت بڑی آفت تھی۔ ہماری اس پر توجہ ہے ہی نہیں۔ اس زلزلے کے تناظر میں پوری قوم کی آنکھ کھل گئی ہے۔ آج ہمیں سوچنا چاہیے کہ ہمیں اپنے آپ کو کیسے آگے لے کر جانا ہے۔ ہماری priorities کیا ہیں اور ایسی آفت دوبارہ بھی آسکتی ہے، flood relief کے متعلق ہم جان چکے flood management بھی ہم سمجھ چکے تھے اور آپ کو یاد ہوگا کہ جب بھی گرمی کا موسم آتا تھا اس سے دو ماہ پہلے تیاری ہو جاتی تھی اور اکثر اوقات ہم اس سے نمٹ لیتے تھے۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہوا جس کی ہمیں پہلے ٹریننگ تھی نہ ہی ہم تیار تھے۔ آج میں سمجھتا ہوں جو قابل ذکر چیز ہے کہ اس پر مزید رونے دھونے سے کام نہیں چلے گا۔ کیا کیا جائے یہاں میں کہوں گا، جیسے سواتی صاحب نے ذکر کیا کہ ہمیں بہت امداد ملی ہے۔ لوگوں نے دل کھول کر امداد کی ہے۔ NGOs نے دل کھول کر امداد کی ہے۔ اس کے متعلق ہم نے جو ادارے بنائے ہیں، ان کے متعلق You need to look at them very carefully آپ نے دیکھا ہے، سنا بھی آپ نے کہ جتنے کمبل امریکہ سے آئے ہیں وہ کمبل لنڈے پہنچ چکے ہیں۔ جتنی رضائیاں گدے باہر سے آئے ہیں وہ لنڈے میں بک رہے ہیں۔ جتنے ٹینٹ وہاں سے آئے ہیں وہ وہاں پر بک رہے ہیں۔ یہ کس کا قصور ہے؟ یہ قصور ہے ہمارے infrastructure کا۔ یا وہ لوگ اس کے اہل نہیں ہیں جن کو وہاں پر لگایا ہوا ہے۔ یا انہیں concern نہیں ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب 65 کی جنگ تھی تو ہندوستان کے پائلٹ جہاں دل چاہے بم پھینک جاتے تھے اور کہتے تھے ہم بم پھینک کر آگئے ہیں۔ ہمارا اصول وہی ہے کہ ٹرک الٹا کر رکھ دیا ہے جو مرضی لے جائیں۔ جتنے لاہور کے بھکاری ہیں، مانگنے والے ہیں تمام وہاں پر پہنچ گئے ہیں اور وہ مال جو مستحقین کے پاس جانا تھا، جو ہمارے ترسیل کرنے والے لوگ ہیں وہ وہیں بانٹ کر آجاتے ہیں۔ فوٹو کھنچوائی اور کہا کہ جی ہم نے آج اتنا مال بانٹ دیا۔ اس سے بہتر تھا کہ یہ ٹرک یہیں پر لنڈے میں بیچ دیتے چہ جائیکہ یہ اس

روٹ سے واپس آتا۔ ایک cause of concern ہے' ایک المیہ ہے and this requires serious concern میں دوبارہ کہوں گا خواہ آپ نے ایک cell بنایا ہے جس کے انچارج جنرل صاحب ہیں۔ میں نام نہیں لیتا آپ نے سیکرٹری مقرر کیے ہیں' آپ نے ان کو وہاں رکھا ہوا ہے جہاں عام آدمی کی ان تک reach نہیں ہے ۔میں آج ہی آپ کو ایک واقعہ بتاتا ہوں ۔جس میں آپ کے آفس کو بھی اس میں شامل کیا۔ میں نے پچھلے بیس سال سے ایک چھوٹا سا ہسپتال بنایا ہوا ہے۔ وہ آنکھوں کا free ہسپتال ہے تو مجھے برطانیہ گلاسکو سے دو containers میں ہسپتال کا سامان بھیجا گیا۔ جس میں مصنوعی اعضا تھے ہسپتال کے beds تھے۔ دو containers تھے اس کے بعد یہ واقعہ ہو جاتا ہے اور مجھے وہ ڈونر لکھتا ہے کہ this stuff should be diverted to earthquake people وہ letter آ گیا۔ میں نے وہ letter جناب کے Advisor شاھد صاحب کو دیا۔ شاھد صاحب اور سیکرٹری صاحب نے خود جنرل صاحب کو فون کیا' میں نے بھی فون کیا۔ جب مال پہنچ جاتا ہے اس کا demurr'age پڑتا ہے۔ NOC انہوں نے دینا ہے تو مجھے فون کرتے ہیں ہاں جی send somebody straightaway to be done. شاھد صاحب لیٹر لکھ کر ساتھ بھیجتے ہیں گلاسکو سے جو letter آیا ہے کہ these two containers should be diverted to earthquake people اس میں باقاعدہ لکھا ہوا ہے کہ اس میں اتنے اعضا ہیں اتنے beds ہیں اتنے تکیے ہیں اتنی wheel chairs ہیں سب اس میں لکھا ہوا ہے اور صبح کہا کہ جی میں کر دیتا ہوں وہاں کوئی سعید صاحب ہیں جو ایڈیشنل سیکرٹری ہیں جن کو as a Civil Coordinator مقرر کیا ہے۔ میں وزیرصحت صاحب کی اس طرف توجہ دلاؤں گا all the equipments have been diverted by the donor for hospitals for the area اور ابھی مجھے شاھد صاحب کا پیغام آیا ہے کہ انہوں نے انکار کر دیا ہے it is totally shameful. Is this way we would have appointed a General there? مجھے صبح کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ کاغذ پہنچا ہی نہیں ہے اور

I would support the Leader of the Opposition nobody is accountable to anybody. If a Member of this House, I am appearing before you as a witness. I also bring on board your office, I bring on board efforts made

by your office. I bring on board that these are things lying there and I picked up the phone

تو میں نے سعید صاحب کو کہا I dump this stuff into the sea اگر یہ چیزیں ایسی ہوتی ہیں this is going to breed frustration اگر شاید میرا ذاتی مسئلہ ہوتا تو میں اس اونچی آواز سے نہ کہتا، اس side پر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہوں things are despicable, they need to be looked into یہ صرف فوٹو کھنچوانا، بیان دینا یہ انصاف نہیں ہے۔ بڑی جلدی frustration ہو گی جیسے 65 کی جنگ کے بعد لوگوں نے 71 کی جنگ میں participate نہیں کیا، اسی طریقے سے خدارا! اگر دوبارہ آفت آ گئی لوگ participate نہیں کریں گے۔ میں بالکل سواتی صاحب کے ساتھ ہوں - I entirely support him and say that people do ask this question یہ ڈاکٹر شاہنواز پاکستانی ہے، گلاسکو میں رہتا ہے پتہ نہیں بیچارے نے کیسے کہاں سے یہ کمبل، پلنگ، کپڑے وغیرہ اکٹھے کیے ہوں گے۔ اس نے اپنے خرچے پر containers لیے ہوں گے۔ یہاں بھیج دیئے ہیں اور آگے یہ سلوک ہو رہا ہے

I think it is totally shameful, I would entreat the Chairman of this House to intervene into the matter

شاید اس کی کوئی مصیبت ہو گی

but if such matter is going to take place again, please disband this Cell. This Cell is of no use. We are wasting our time, wasting our money, this Federal Relief Commission

ہمارے ہاں ایک کہاوت ہے، میری اس بات سے کوئی شخص برا نہ منائے، جہاں پر کام خراب کرنا ہو، اسے ہم ایک کمیشن کے سپرد کر دیتے ہیں، اس کو ہم کمیٹی میں بھیج دیتے ہیں۔

This commission is more of a spoiled support. I am saying very loud. I am conscious who is chairing it. Let us see what's happening today, if it has happened on the intervening of a member of this House.

عام لوگوں کے ساتھ کیا ہوتا ہو گا۔ جہاں آپ نے ان کو بٹھایا ہوا ہے، وہاں کوئی آدمی جا نہیں

The house is commissioned in the Secretariat of the Prime Minister. سکتا۔

آپ جائیں کہ اگر عام آدمی اس میں participate کرنا چاہے تو کہاں سے جائے گا، کس سے اجازت لے اور کیسے NOC لے گا۔ اگر میرا یہ حال ہے تو I support Mr. Rabbani also, I support Mr. Swati also. This matter needs to be looked into. جو ترسیل کا مسئلہ ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ سب ایسا ہو رہا ہو گا

but these examples illustrate the state situations. These examples are eye opener. Whereas I request your honour as the Chairman of this body

جو واقعہ انہوں نے بیان کیا ہے، اس کو دیکھینے گا اور جو سعید صاحب ہیں whatever he is، جس کو آپ نے Civil Coordinator بنایا ہے، اگر ہم نے Civil Coodinator ہی رکھنا ہے تو پھر فوج کی کیا ضرورت ہے۔ اگر انہوں نے کہا ہے کہ ہم نے نیچے ایک Civil Coodinator بنایا ہے اور اس کی apathy یہ ہے کہ

Please do not appoint apathetic people, people who have no cause of concern. I would request that this man needs to be fired straight away as if he has no capacity to deal with the situation.

چہ جائیکہ ایک instrument بنے for releasing goods, he is becoming a pure bureaucrat with red tape in his hand. وہ تو Customary Officer ہے، ایسا وہ روز کرتے ہیں۔ اگر یہ انکار کرے گا تو custom والے شاید، میری خانے بلا، اگر custom والا مجھ سے پیسے مانگے گا I would have paid it. مجھے کیا تکلیف ہے لیکن چونکہ اخباروں میں آ رہا تھا کہ ہم ہسپتال set کر رہے ہیں، ہمارے پاس ہسپتال کے equipments کی کمی ہے، ایک donor وہاں سے 100 beds بھیج رہا ہے، دو containers بھیج رہا ہے، ہسپتال کے استعمال کے لئے، اس میں کوئی اور چیز نہیں ہے تو ہم کہتے ہیں کہ sorry, we can not do it. اس میں کوئی شک نہیں کہ

when I was asking them, the donors who sent those things, he sent a fax letter that these must be diverted through your agencies towards

earthquake victims.

میں نے وہی خط جو آپ کے Advisor نے ساتھ لگا کر انہیں پیش کیا اور if they treat with this contempt then what can we do.

جناب والا! یہاں دو وزراء بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ تین وزراء بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان کی اور آپ کی وساطت سے کہوں گا کہ

please look into this Federal Relief Commission. I would treat it as a totally unnecessary bandage. If this is the response and I am repeating myself, I spoke to General myself, your secretary spoke to General himself, even advisor spoke himself and this is what we get.

اگر آپ نے کتاب میں دیکھنا ہے کہ ہاں جی! یہ rule جو ہے، وہ اجازت نہیں دیتا، یہ جو ہمارا agenda Custom Act کا ہے، وہ اس میں حائل ہے then why we havethis commission? کیا ضرورت ہے ان پر پیسہ خرچ کرنے کی۔ اگر انہوں نے وہی کتاب پڑھنی ہے، یہ کتاب تو Custom والے پڑھ چکے ہیں۔ مقصد تو یہ تھا کہ remove all the obstacles in the release of relief goods. اگر اس کے بعد بھی انہوں نے Custom Act دیکھنا ہے، schedule دیکھنا ہے، lists دیکھنی ہیں، تو پھر ایسے کام پر لعنت ہے۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ

I feel emotionally involved in this that an insult has been shown to the Office of the Chairman also and I strongly react on this. Thank you very much.

(Desk thumping)

Mr. Chairman: Let me assure you that this will be looking into right way and I myself will involve.

میں دیکھ لیتا ہوں کہ کیا situation ہے انشاء اللہ

their experience that they are not listened to they should be brought into the notice in proper manner.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I am more hurt by his attitude.

آپ نے نام لے لیا۔ I am hurt more by that civil officer جس کا یہ کہنا کہ ہاں جی! واپس لے جاؤ - He returned the papers to your Office. He kept the covering letter and returned the papers. Shame on himself.

Mr. Chairman: In such situations, the people who are handling the assignment should be properly oriented, and trained. They should be more sympathetic rather than apathetic.

Senator Dr. Khalid Ranjha: I insist on this man's removal. If he is the cheat to insult my Chairman, I think that man does need to be dismissed.

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! نہ صرف اس کو دیکھ لیا جائے بلکہ آپ ruling دیں کہ فوری طور پر اس سیکرٹری کو فی الحال ہٹا دیا جائے۔ جو کچھ رانجھا صاحب نے کہا ہے، یہ سب وہ تمام proof کے ساتھ کہہ رہے ہیں۔ یہ چیئرمین آفس کی بات ہے۔ یہ تمام ریکارڈ ان کے پاس ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ آپ ایک ایسی رولنگ ضرور دے دیں کہ اس سیکرٹری کو فی الفور وہاں سے ہٹایا جائے کیونکہ اتنی اہم reliefs آ رہی ہیں اور لوگوں کی ضرورت کے مطابق ہے۔ وہ ابھی تک rules and regulations دیکھ رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بے انتہا ناانصافی ہے ان لوگوں کے ساتھ جن لوگوں کو اس وقت ضرورت ہے۔ چیئرمین صاحب! یہاں پر Health کے Minister بیٹھے ہیں ان کو چاہیئے کہ فوراً action لیں۔ ہم ان چیزوں کو دیکھتے رہتے ہیں۔ آپ فوراً رولنگ دیں اور اس سول سیکرٹری کو وہاں سے ہٹا دیا جائے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے اس کو دیکھ لیتے ہیں کیونکہ administrative matter ہے۔ شیر افگن صاحب! Leader of the House کو یہاں پر represent کر رہے ہیں

اور موجود ہیں مہربانی کرکے you take it up also. طارق عظیم صاحب آپ بھی being a
تو Senator and of course the Health Minister himself is there we should take this up and I will also because people should be oriented in these assignments. It is the need of the hour, it is the sensitivity involved there, there should be more sympathetic and supportive and if they feel that there was a chance of misuse, they could say O.K., fine. We will take it and we will take possession of it also. That would have been the right way to do it.

Mr. Muhammad Nasir Khan (Minister for Health): Mr. Chairman! we understand the anger and thé frustration of the honourable Senator and I think he has a point which is well taken in my absence. As you have also said it, the Relief Commission was formed to dissolve the problems and exactly what the Senator has said right now all the regulations but anything that is coming for the earthquake, everything have been straight away taken to the area where they are needed. So, that is why they are here and there are, therefore particular jobs and if Mr. Saeed or whoever has said whatever the honourable Senator said and he talked him personally any way. I think it is in a bad taste. It is not according to what there was, therefore, and we will put this to the Prime Minister and we will also refer and your kindself will also talk to them because in the Health we need everything we want.

Mr. Chairman: It has artificial limbs which are very much needed. That is critical, wheel chairs, hospital beds.

Mr. Muhammad Nasir Khan: Exactly, so, sir, these are not luxury items, these are the things that we need today. So, we feel that it is very important. Now, I would just like to respond to one query that the honourable Senator Raza Rabbani said about. I said two things. Initially one we had the first meeting, basically Cabinet meeting. Cabinet Committee was looking the relief and the reconstruction and what you pointed out was very correct because I said two things on the 10th in the Cabinet meeting. I said there should be no child left for adoption because we want first to set the system and I extended the system Insha Allah everybody will find a blood relative. Right now, what was happening, people were just being picked up by the helicopters and taken, I will give an example, in PIMS. There was a mother who was in the ICU and her real daughter 12 years old was in the Children side and both of them did not know each other till the 16th. We are keeping a picture and a data of every patient that has come in. We are keeping their whatever we find and the unaccompanied children, we are keeping them separately. We have not released anyone, because today they are still ill. They cannot be gone. The second thing I said in that Cabinet meeting was that there is enough medical expertise within the country and nobody has to be sent out and primarily because unfortunately, also in every tragedy there are still people who make games and make emotional games. After every tragedy there are people still coming and snipping around to do silly things and wrong things and immoral things. So, that is society, sir. But to keep this

away, we put these two things and we are very conscious of our responsibility and I would assure Raza Rabbani that we are all one nation. We are one race. There is no Opposition, there is no Government today in the Health sector and everywhere else, there is none and we believe your participation is crucial for us to be successful. It is critical that everybody participates and what the honourable member had said, we share those emotions and we feel that every child in Kashmir and NWFP is our child, is our sister and nobody is perfect.

ہر شخص perfect رہے تو پیغمبر بن جائے، خامیاں ہوتی ہیں -

But let me tell you from the first day, the honourable Senator Raza Rabbani, the Prime Minister, myself we went on the second day of the earthquake, we toured all around, we saw the devastation and we moved, we moved within twenty four hours. The US, the biggest country in the world and with the resources they moved after seven days on Katrina, so, we were really moving in the fourty eight hours, a lot of the things were put, placed and this relief commission primarily was to put to get one management going because in crises Mr. Chairman! two things have to be done. Management and coordination and this relief commission was there to coordinate things. A lot of good things have been done but the things that the honourable Senator said, we take it to heart and we will see that these are not repeated, if they are there not to repeat these things.

So in the end Mr. Chairman I just want to say that we are alive to the situation. The government is doing its best but no government, no NGOs, no foreign assistance, nothing can be done if one section is not

participating and I said it yesterday, I was addressing on NGO on health, I said the biggest NGO and the most work that the biggest NGO in the country has done and the biggest NGO has been the people of this country. They were the biggest NGO and they were the one who gave us the strength to move forward and I think, we owe it to them that today we move together in one wave. There will be a criticism we must criticise for the benefit, for the betterment to get out of these crises. I totally agree with the Senator Raza Rabbani that the internal stres is the biggest stres nobody will help us unless we help ourself, nobody will respect us unless we respect ourself. So, this time we take up dignity and character forward and believe in our self and do revise things for our people. Thank you.

جناب چیئرمین، Thank you. انیسہ صاحبہ آپ بھی اس کو please follow کیجئیے گا because we must be trying to be supportive, proactive and facilitative.

جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، بہت شکریہ ! میں اپنے وقت پر تقریر تو کروں گا لیکن جس طرف ہمارے بھائی رضا صاحب نے متوجہ کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف ایک فرد کا ایک واقعہ نہیں۔ یہ ایک attitude ہے اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے beds کے بارے میں بات کی ہے مجھے یہ مسئلہ پیش آیا خیموں کے بارے میں جس کے لئے ہم چیخ اور چلا رہے تھے۔ ہمارے ساتھیوں نے جدہ میں ٹینٹ جمع کئے اور قونصلیٹ نے تین دن لگائے ان کو NOC دینے میں اور اس وقت جب میں نے وزیراعظم کو فون کیا اور یہاں سے instruction ملیں۔ تو یہ single attitude نہیں ہے بیوروکریٹس نے ہر جگہ یہ معاملہ اختیار کیا ہے اور اس معاملے میں مرکزی حکومت کی طرف سے clear, definite strong instructions لانے کی ضرورت ہے اور جہاں جہاں ایسا ہوا they must be taken to task شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جس طرح پروفیسر صاحب نے کہا اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گی کہ آئرلینڈ میں میری ایک دوست ہے اس نے بتایا کہ ہم نے جتنی goods اکٹھی کیں دو containers book کروانے مگر ہمیں یہ کہا گیا کہ اگر آپ President Fund میں دیں گے تو پھر اس کو جانے دیا جائے گا اگر نہیں دیں گے تو پھر نہیں جانے دیا جائے گا۔ میرا خیال ہے اس چیز کو بھی دیکھ لیا جائے اور یہ compulsion نہ کی جائے کہ اگر تو President Fund میں ہوں گے پھر کسٹم اور آسانیاں ہوں گی اگر نہیں ہوگا تو کچھ نہیں ہوگا۔

جناب والا! جیسا کہ ابھی انہوں نے کہا کہ کوئی بچہ adopt نہیں کیا جائے۔ وزیراعظم صاحب کی بھی statement آئی، صدر صاحب کی بھی آئی لیکن کل ہی ایدھی فاونڈیشن سے ایک بچہ کسی singer کو ملا ہے اور rules, regulations ابھی نہیں بنے تو پھر لوگ frustrated ہیں اور ہم سے خود وہ کہتے ہیں کہ آپ سینیٹ میں بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے پاس نہ کوئی اتھارٹی ہے آپ ہمیں کہتے ہیں کہ قانون نہیں بنا اور بچے تو جا رہے ہیں۔ اس کو بھی دیکھا جائے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب چیئرمین! ایک بات کی وضاحت کرنا بڑی ضروری ہے۔ حدیقہ کیانی نے جو بچہ adopt کیا ہے وہ loved child ہے which was thrown on the street. بلقیس صاحبہ جو ایدھی فاونڈیشن کی چیئرپرسن ہیں انہوں نے وہ بچہ اس کو دیا ہے it has not concerned with the affected childerns of Kashmir and Province of Frontier تو یہ بتانا ضروری تھا کیونکہ اس بچے کا متاثرین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اور سٹوری ہے یہ اور سٹوری ہے۔

جناب چیئرمین، پروفیسر محمد ابراہیم۔ وہ بتا رہے ہیں زلزلے کی نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، انہوں نے جو پریس کانفرنس کی ہے اس میں ہے۔

جناب چیئرمین، یہ اس floor پر کہہ رہے ہیں تو منسٹر صاحب نے ضرور تصدیق کی ہو گی۔ بہرحال جناب check کر لیجیئے گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ that was in Karachi

اور کراچی میں حدیقہ کیانی جو گلوکارہ ہیں ان کو دیا گیا ہے' it is not an affectee child وہ

غلطی بیان کی گئی تھی which has been corrected, it is a love child, which was given by Bilquees Eddi.

جناب چیئرمین، بلقیس ایدھی صاحبہ وہ مسٹر ایدھی صاحب کی بیگم صاحبہ ہیں۔ میرا خیال ہے point of order میں پھر سب کچھ رک جائے گا۔ جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ (عربی)۔ شکریہ جناب چیئرمین! یہ اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے اور امتحانات آتے ہی رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے' آزمائش میں ڈالیں گے' خوف کے ذریعے سے' بھوک کے ذریعے سے اور جان' مال اور میوؤں اور باغات کے نقصان کے ذریعے سے۔ خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے کہ جب ان سے اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم اللہ کا مال ہیں اور ہم نے اللہ کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی مہربانیاں ہیں اور یہی لوگ اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت پوری قوم امتحان میں ہے اور امتحان میں کامیابی کے لئے صبر بھی لازمی ہے اور اللہ کی اطاعت اور اللہ کی وفاداری اور اللہ سے توبہ اور استغفار بھی لازم ہے۔ یہ بات پہلے بھی کہی جا چکی ہے اور میں بھی اس پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ قوم نے یہ بات ثابت کر دی کہ وہ ایک قوم ہیں' ایک دوسرے کے ساتھ جڑی ہوئی ہے اور دکھ اور درد میں برابر کی شریک ہے۔ مظفر آباد اور بالاکوٹ کے دکھ اور درد کو کراچی اور حیدر آباد میں بھی یکساں طور پر محسوس کیا گیا۔

جناب چیئرمین! صرف پاکستانی قوم ہی نے یہ ثابت نہیں کیا بلکہ پوری امت مسلمہ نے یہ بات ثابت کر دی کہ پاکستان کے مسلمان اس امت کا حصہ ہیں اور پوری دنیا کے مسلمان چاہے وہ آزاد ممالک کے رہنے والے ہیں' وہاں حکومتوں اور عوام نے بھی اور چاہے غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمان ہیں' ان سب نے یہ بات ثابت کر دی کہ وہ ایک امت ہیں اور وہ ایک دوسرے

کے ساتھ ایمان اور اسلام کے رشتے میں جڑے ہوئے ہیں۔ پوری دنیا سے مسلمانوں نے اس علاقے کی امداد کی اور اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ غیر مسلم دنیا میں بھی درد دل رکھنے والے انسانوں نے انسانی بھائی چارے اور برادری کی بنیاد پر پاکستان کے ان دکھی لوگوں کے ساتھ اپنے جذبات اور احساسات کو شریک کیا، ہم ان کے بھی شکر گزار ہیں۔

جناب چیئرمین! میری اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے جو بہن بھائی اس سانحہ میں اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ ہمارے جو معصوم بچے اور بچیاں جاں بحق ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہمارے لئے روز محشر شافع اور سفارشی بنا دے۔ اس ساری کارروائی میں پاکستان کے عوام نے بھی حصہ لیا اور پاکستان کی حکومت نے بھی حصہ لیا۔ اس میں پاکستان کی فوج کے افسران اور جوانوں نے بھی حصہ لیا، ان سب کے لئے میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ہی ساتھ میں عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کام میں کچھ خامیاں بھی ہیں، اس کا تذکرہ ہو رہا ہے اور میں بھی تنقید اور نکتہ چینی کی غرض سے نہیں بلکہ اصلاح کی نیت سے کہ اس کی اصلاح ہو۔ اس بارے میں میں ضرور عرض کرنا چاہوں گا۔ مجھے اپنی جماعت کی طرف سے صوبہ سرحد کے متاثرہ علاقے میں امدادی کام کی نگرانی کا کام سپرد کیا گیا اور میں دو ہفتے اس علاقے میں رہا۔ ہماری محترم بہن ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ بھی جماعت کی حلقہ خواتین کی طرف سے اور خواتین الخدمت فاؤنڈیشن کی طرف سے نگرانی کرتی رہیں۔ میں نے بھی نگرانی کا کام کیا اور اس پورے علاقے کو میں نے دیکھا۔ اس تباہی کو بھی دیکھا اور اس میں جو امدادی سرگرمیاں تھیں ان کو بھی دیکھا ۔ مختلف اداروں کو دیکھا جن کا میں وقت کی تنگی اور قلت کی وجہ سے نام نہیں لینا چاہتا۔ بہرحال میں ان سب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ جماعت اسلامی سے میرا تعلق ہے اور الخدمت فاؤنڈیشن کے کام کی نگرانی میرے سپرد کی گئی تھی۔ ان دیگر اداروں کے ساتھ ساتھ الخدمت فاؤنڈیشن نے اور جماعت کے کارکنان نے بھی اس علاقے میں کام کیا۔

جناب چیئرمین! میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے کارکنان کو اللہ نے یہ توفیق دی اور انہوں نے اچھے طریقے سے اس کام کو

انجام دیا اور بیشتر علاقے میں پہنچے۔ ان علاقوں میں بھی پہنچے جہاں پر رسائی مشکل تھی، ناممکن تو نہیں کہہ سکتا لیکن مشکل ضرور تھی، اس علاقے میں بھی ہمارے کارکنان پہنچے لیکن جناب چیئرمین! کچھ کمی رہی۔ اس کام کو فوج کے حوالے کیا گیا اور فوج ہمارا حصہ ہے۔ فوج میں ہمارے بھائی بند ہیں، فوج ہم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے لیکن قانون اور اصول کو جب قربان کیا جاتا ہے تو لازماً کسر اور خامی رہ جاتی ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت جو کام جس انداز میں ہو رہا ہے۔ فوج کو سول انتظامیہ کے حوالے نہیں کیا گیا بلکہ فوج نے سارے کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے اور جہاں وہ سول انتظامیہ اپنے ساتھ لگانا چاہتی ہے لگا لیتی ہے اور وہ جہاں سول انتظامیہ کے بغیر کام کرنا چاہتی ہے وہاں سول انتظامیہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ اس سارے کام میں جناب چیئرمین! سب سے پہلی خامی یہ رہی کہ فوج کو تین دن تو اپناset up قائم کرنے میں لگے۔ جناب چیئرمین! بین الاقوامی میڈیا پر یہ بات نشر ہوتی رہی کہ بالا کوٹ کے اندر فوجیوں سے میڈیا کے نمائندوں نے یہ بات پوچھی کہ آپ لوگ اس سانحے کے دوران کیا کر رہے ہیں؛ تو انہوں نے جواب یہ دیا کہ ہمیں کمانڈ نہیں ہے اور اپنی اتھارٹی کی طرف سے حکم نہیں ہے اس لئے ہم کوئی بھی کام نہیں کرسکتے۔ تین دن انہوں نے اپناset up قائم کرنے میں لگائے اور تین دن کے بعد انہوں نے امدادی کارروائی اور امدادی کام شروع کیا۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی تھی کہ فوری طور پر یہ کام شروع ہوتا اور بلاتاخیر ان لوگوں تک فوج پہنچتی اور امدادی سامان پہنچایا جاتا لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین! وزیراعظم محترم مانسہرہ تشریف لے گئے اور وہاں کےMNA ان سے ملنے گئے تو وہاں آرمی کیپٹن نے ان کو روکا۔ جبMNA نے کہا کہ میں قومی اسمبلی میں تحریک استحقاق پیش کردوں گا تو اس نے صاف کہا کہ دھمکیاں نہ دو جو کچھ کر سکتے ہو کر ڈالو۔

جناب چیئرمین! یہ صورتحال ہے اور اس صورتحال میں کام جس انداز سے ہونا چاہیے تھا اس انداز سے وہ کام نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین! حکومت کی طرف سے آل پارٹیز کانفرنس کی بات بھی آئی۔ بہت اچھی بات تھی لیکن بہت دیر سے یہ بات ہوئی اور پارلیمانی کمیٹی کے قیام کی بات بھی چل رہی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بالکل گھوڑے کے آگے گاڑی باندھنے والی بات ہے۔ جو کام شروع میں ہونا

چاہیے تھا وہ کام مہینے بعد کیا جا رہا ہے۔ اس کا خاطرخواہ فائدہ کبھی بھی اس طرح برآمد نہیں ہو سکتا جو شروع دن سے ہی کرنے میں برآمد ہوتا۔ مجھے خوشی ہوگی کہ اس وقت بھی اگر وفاقی کابینہ اور وزیر اعظم صاحب محترم اور سول انتظامیہ یہ کام اپنی نگرانی میں لے لیں اور فوج ان کی نگرانی کے لئے موجود ہو تو یہ کام بڑے بہتر طریقے سے انجام پا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! بات ہوئی کہ وفاقی حکومت کی طرف سے سرحد حکومت کو فنڈ دیا گیا کہ یہ معاوضے کے طور پر جو جاں بحق ہوئے ہیں، شہید ہوئے ان کے ورثا کو دیئے جائیں اور جو زخمی ہیں ان کو دیئے جائیں لیکن ساتھ ہی پھر ایک letter آیا کہ فوجی افسر آپ کے ساتھ موجود ہو گا۔ ڈی سی او کسی کو بھی پیسے نہیں دے سکتا۔

جناب چیئرمین! یہاں بات ہوئی کہ وفاقی حکومت کی طرف سے سرحد حکومت کو فنڈ دیا گیا کہ معاوضے کے طور پر، جو جاں بحق ہوئے ہیں،شہید ہوئے ہیں، ان کے ورثہ کو دیے جائیں اور جو زخمی ہیں ان کو دیے جائیں لیکن ساتھ ہی لیٹر آیا کہ فوجی افسر آپ کے ساتھ موجود ہوگا، ڈی۔سی۔او کسی کو بھی پیسے نہیں دے سکتا جب تک اس کے پاس فوجی افسر موجود نہ ہو۔ جناب چیئرمین! میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ سول انتظامیہ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر یہی صورتحال فوج کی بھی ثابت ہو جائے تو کیا ہوگا؟ فوج بھی باہر سے نہیں آئی اور سول انتظامیہ بھی یہاں کی ہے۔ میں نے عرض کیا ہے کہ اصول یہ ہونا چاہیئے کہ سول انتظامیہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے اور فوج مدد کے لئے اس کے ساتھ موجود ہو لیکن اس وقت صورتحال یہ ہے کہ سارا کام فوج کے ہاتھ میں ہے اور سول انتظامیہ بے دخل ہے۔ جس طرح قائد حزب اختلاف نے فرمایا کہ فوج کا اس علاقے کے لوگوں سے براہ راست کوئی contact نہیں ہے، وہ زمینی حقائق سے بے خبر ہے اور وہ اس طریقے سے یہ کام شاید انجام تک نہ پہنچا سکے۔

جناب چیئرمین! میں اس بات کا تذکرہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کی طرف سے صوبہ سرحد کی حکومت کو جس طرح سے امداد ملنی چاہیئے تھی اور جس طریقے سے پشتیبانی اور سرپرستی ہونی چاہیئے تھی اس طریقے سے یہ کام نہیں ہو سکا۔ سرحد کے وزیر عشر و زکواۃ نے وفاقی وزیر عشر و زکواۃ سے رابطہ کیا اور عشر و زکواۃ کے فنڈ سے 20 کروڑ روپے کی sanction دی گئی، 20 کروڑ روپے کا چیک بنا دیا گیا لیکن صوبائی حکومت کے حوالے کرنے کی بجائے

20 کروڑ روپے کا چیک صدر کے ریلیف فنڈ میں داخل ہو گیا اور وہ پیسے ابھی تک وہاں نہیں پہنچے۔ وزیر صاحب کا وعدہ ہے کہ ہم پہنچائیں گے مگر مہینہ گزر گیا ہے وہ پیسے ابھی تک نہیں پہنچائے گئے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ صورتحال ہے، نیشنل سیکیورٹی کونسل کے ذریعے فیصلے کیے گئے، حالانکہ نیشنل سیکیورٹی کونسل کے قانون میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ اس طرح کے جو اہم معاملات ہوں گے ان کے سلسلے میں ان کی طرف سے سفارشات ہونگی اور ان کو قومی اسمبلی، سینیٹ یا پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا اور پارلیمنٹ کے اندر ان پر فیصلے ہونگے اور ان پر عملدرآمد ہو گا، لیکن ایسا نہیں ہو سکا۔

جناب چیئرمین! اس وقت کشمیر کے تین یا چار اضلاع اور صوبہ سرحد کے پانچ اضلاع متاثر ہیں ان میں کوہستان کا ضلع حکومت کے ریکارڈ پر نہیں آ رہا۔ اخبارات کے اندر جو اشتہار چھپ رہا ہے اس میں فوجی افسران کو مانسہرہ، ایبٹ آباد، بٹ گرام اور شانگلہ کے لئے مقرر کیا گیا ہے، کوہستان کے لئے کسی فوجی افسر کی تقرری عمل میں نہیں آئی اور آج تک ان اشتہارات میں کوہستان کا ذکر نہیں آیا۔ حالانکہ کوہستان کا بہت زیادہ حصہ متاثر ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ وہاں بھی امدادی سامان پہنچے، اس کو نظر انداز کیا گیا۔ میں آپ کی وساطت سے یہ درخواست کرونگا کہ اس کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین! اسلام آباد کے بارے میں قائد حزب اختلاف نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ یہاں ٹیلی وژن پر اشتہار چلتا رہا کہ جس کسی کے پاس بلڈوزر ہو یا کوئی مشینری ہو، وہاں پہنچے۔ جناب چیئرمین! بالاکوٹ کا ملبہ آج تک پڑا ہوا ہے اور بالاکوٹ کے اندر فوج کے افسران، فوج کے کرنل صاحب کا کہنا یہ تھا کہ مجھے کوئی رپورٹ نہیں مل رہی جبکہ بالاکوٹ کے ہائی سکول کی بلڈنگ کے نیچے اس وقت بھی لاشیں موجود ہیں اور بالاکوٹ ہائی سکول کے پہلو میں فوج کا کیمپ لگا ہوا ہے جہاں پر بینر ہے کہ ملبے سے لاشوں کو نکالنے کے لئے ہماری خدمات حاصل کیجیے۔ ان کو معلوم ہے کہ ان کے پہلو میں لاشیں پڑی ہوئی ہیں، آج تک اس ملبے کو ہٹانے اور لاشوں کو نکالنے کے لئے کوئی کرین نہیں ملی، یہ بہت بڑا المیہ ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ چند دنوں کے اندر وہاں سے ملبہ ہٹانے کے لئے مشینیں پہنچ جاتیں لیکن NGO's کے لوگ پہنچے اور بیرونی ممالک چین اور جرمنی کے لوگ پہنچے اور انہوں نے cutter استعمال کیے، وہ لنٹر کو کاٹتے

تھے اور تین تین، چار چار منزلہ عمارت کے نیچے جو لاشیں تھیں ان کو نکالنے کے لیے ایک چھت کاٹتے، اس کے بعد دوسری اور تیسری اسکے بعد وہ لاش تک پہنچتے۔ کچھ عرب ممالک کی، متحدہ عرب امارات کی ریسکیو ٹیم تھی، ان لوگوں نے کئی لاشوں کو نکالا اور ان میں ایسے ایسے واقعات بھی ہوئے کہ دس، دس اور بارہ، بارہ دن کے بعد بھی وہاں سے زندہ لوگ نکلے ہیں۔ یہ بجا طور پر کہا گیا کہ اگر ریسکیو ٹیمیں بروقت پہنچ جاتیں اور کرین کے ذریعے سے ملبہ ہٹایا جاتا تو شاید بہت سارے لوگوں کو زندہ نکال لیا جاتا۔ جناب اس علاقے کے اندر سکول کے اساتذہ نے ہمیں بتایا کہ سکول کے بچے چھت کے نیچے آگئے اور ہم کئی گھنٹے تک ان کی چیخ و پکار سنتے رہے اور وہ ہمیں آوازیں دیتے رہے کہ ہم زندہ ہیں اور خدا کے لیے ہمیں کسی طریقے سے نکالیں لیکن کوئی نہیں تھا کہ ان کو نکال لیتا اور نو دس گھنٹے کے بعد ان کی آوازیں خاموش ہوگئیں اور اخبارات نے لکھا اور بی بی سی نے کہا کہ گڑھی حبیب اللہ کی سکول کی بچیوں کے سکول کے بارے میں کہ اتنے گھنٹوں کے بعد تتلیاں خاموش ہوگئیں۔

جناب چیئرمین! اس طرح المناک واقعات ہوئے اور اس میں ہم اس بات میں کامیاب نہ ہو سکے کہ ان لوگوں کی مدد کو پہنچتے اور ہماری حکومت پہنچتی اورمشینیری لے کر پہنچتی اور ان کو وہاں سے نکالا جاتا اور ان کو وہاں سے rescue کیا جا سکتا۔ جناب چیئرمین! جنرل پرویز مشرف صاحب نے بجا طور پر یہ بات کہی اور بالکل درست کہی کہ مغرب کا دہرا معیار ہے لیکن میں ان کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ مغرب کادہرا معیار صرف اس ایک واقعے میں نہیں ہے، مغرب کا دہرا معیار تو مسلسل رہا ہے، مغرب کا دہرا معیار عراق کے بارے میں بھی ہے، افغانستان کے بارے میں بھی ہے اورکشمیر کے بارے میں بھی ہے لیکن ہماری بات کو باور نہیں کیا جا رہا تھا۔ آج یہ بات تسلیم کی گئی اور اس بات کی ضرورت ہے کہ جنرل پرویز مشرف صاحب مغرب کے ساتھ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ اس وقت یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ میں نے غیرمسلم درد دل رکھنے والوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جذبات اور احساسات شریک کیے ہیں ہم ان کے شکر گزار ہیں لیکن مغرب کی حکومتوں کا معیار یقیناً دہرا ہے اور وہ کبھی بھی ہماری مدد کو نہیں پہنچ سکتے۔ جبکہ مسلمانوں نے یہ بات ثابت کی ہے، چاہے وہ مسلمان حکومتیں ہیں، چاہے وہ مسلمان عوام ہیں اور جہاں بھی رہنے والے ہیں انہوں نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ وہ ایک ہیں

اور آج میں آپ کی وساطت سے جنرل پرویز مشرف صاحب سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ وہ اپنی پالیسی پر نظر ثانی کریں، امت کے ساتھ اپنے آپ کو جوڑ لیں اور جڑ جائیں اور اس امت کے ذریعے سے ہی ہمارے مسائل حل ہو سکتے ہیں اور ان مسائل پر ہم قابو پا سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج کے اخبارات میں امریکہ کی طرف سے خبر ہے کہ U.S. raised aid pledge by $156 million. اور کل تو ٹی وی چینل پر تبصرہ ہو رہا تھا اور انہوں نے بجا طور پر یہ بات کہی جس طرح قائد حزب اختلاف نے کہا کہ کیش اور in-kind کا ہمیں بتایا جائے اور in-kind کے بارے میں انہوں نے بالکل درست کہا کہ in-kind اگر وہ بھیجیں گے تو وہ kind ہو گا جو ان کے استعمال کا نہیں ہو گا۔ ان کے ہاں جو جانوروں کو دیا جائے گا وہ ہمارے پاس بھیجا جائے گا اور اس کو بھی pledge میں شمار کیا جائے گا اور جناب چیئرمین! یہ بھی ایک المیہ ہے کہ اس ملک کے اندر UN agencies ہیں یا دوسرے foreign ادارے ہیں، عام حالات میں تو وہ پاکستانیوں کو employ کر لیتے ہیں لیکن ایسے واقعات میں جبکہ باہر سے فنڈ آنے شروع ہو جاتے ہیں تو گورے پہنچ جاتے ہیں اور وہ کام پھر پاکستانیوں سے نہیں لیا جاتا بلکہ ان سے لیا جاتا ہے اور transportation اور conveyance بھی اس pledge سے نکالا جاتا ہے اور ان کی consultancies بھی اسی سے لیتے ہیں اور ان کا سٹاف بھی تنخواہ لیتا ہے۔ ان کی تنخواہ اور پاکستانیوں کی تنخواہ میں فرق بھی ہوتا ہے اور ان کا fuel بھی ان کے حساب سے خرچ ہوتا ہے، ہمارے حساب سے خرچ نہیں ہوتا۔ اس لیے میں آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ 156 million امریکہ کو شکریہ کے ساتھ واپس کر دیئے جائیں اور اللہ کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں۔ اللہ تعالیٰ 156 million سے زیادہ دے گا لیکن امریکہ کا شکریہ ادا کیا جائے اور ان کو یہ سب کچھ واپس کر دیا جائے۔ مغرب کے دہرے معیار نے یہ بات ثابت کر دی ہے۔

بھارتی حکومت کا رویہ بھی بالکل ظاہر اور باہر ہے۔ جن کے ساتھ پینگیں بڑھائی جاتی ہیں اور کنٹرول لائن پر ہیلی کاپٹروں کو بھی اتارا جاتا ہے اور دلی کے اندر سفارت کار کے بیٹے کو بھی اغوا کیا جاتا ہے۔ یہ صورت حال ہے۔ دوست اور دشمن میں تمیز کرنے کی ضرورت ہے اور اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنے دوستوں کے ساتھ تعلق کو بڑھایا جائے اور دوستوں کے ساتھ تعلق کو خراب کرتے ہوئے شاید ہم دشمنوں کو دوست نہ بنا سکیں اور ایسا نہ ہو کہ ہمیں اپنے

دوستوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں اور اس بات کی بہت شدید ضرورت ہے کہ ہم اس کا لحاظ رکھیں اور اس وقت جس مشکل میں قوم پھنسی ہوئی ہے اس کے لیے میں نے عرض کیا ہے کہ توبہ و استغفار ایک ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان ہے اس امتحان میں اگر ہم نے صبر سے کام لیا اور ہم اللہ کے ہو گئے تو اس امتحان میں ہم کامیاب ہو جائیں گے لیکن خدا نخواستہ اگر ہم نے اپنے طرز عمل کو نہ بدلا اور صورتحال یہ ہو کہ فنکاروں کے پروگرام کرکے اگر ہم فنڈ اکٹھا کرنا چاہیں تو اللہ کے غضب اور قہر کو دعوت دینے والی بات ہوگی۔ اس سے اجتناب کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ اصلاح کا ایک ہمہ گیر پروگرام ہو اور سول سوسائٹی کا بھی اور فوج کی اصلاح کا بھی اور قانون کی عملداری اور قانون کی حکمرانی کی ضرورت ہے۔ سب سے اہم شخصیت نمبر ایک پوزیشن میں جو ہے اگر وہ قانون پر عملدرآمد کریں گے تو اس بات کی ضمانت دی جا سکتی ہے کہ پوری قوم قانون پر عمل پیرا ہوگی اور قانون کی حکمرانی ہوگی اور اللہ کے قانون کو ہم مضبوطی سے تھام لیں' اس سے جڑ جائیں تو مجھے یقین ہے کہ اس ذریعے سے ہم اس مشکل پر قابو پا سکتے ہیں اور اس امتحان میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر ہم نے یہ راستہ اختیار نہ کیا اور کسی اور راستے پر چل پڑے تو شاید ہمیں کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔

میں آخری بات عرض کرنا چاہوں گا۔ جناب چیئرمین! اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ پوری قوم بھی ایک ہو، حکومت اور اپوزیشن بھی ایک ہو، جنرل پرویز مشرف صاحب بھی قوم کے ساتھ ایک ہوں' اس موقعے کو امریکہ بھی اس کام کے لیے استعمال کر رہا ہے کہ اس موقع پر بھی وہ القاعدہ کی تلاش میں رہے اور جنرل پرویز مشرف صاحب کی زبان سے بھی یہ باتیں زیب نہیں دیتیں کہ وہ اس موقع پر بھی یہ بات کرتے ہیں کہ کسی کو کوئی اور کام کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور جہادیوں کا نام لیا جاتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں عرض کروں گا کہ وہ جہادی اس وقت خالصتاً اپنے مسلمان بھائیوں کا دکھ درد بٹانے میں اس علاقے میں پہنچے ہیں۔ ان کا اور کوئی پروگرام نہیں ہے۔ اس موقع پر دھمکیوں کے ذریعے سے مسائل حل نہیں ہوں گے، دھمکیوں کے ذریعے سے مزید مسائل پیدا ہوں گے۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ کوئی جہادی ہے یا نہیں ہے ان سب کو ایک ہونا چاہیے اور ہم ایک ہو جائیں اور متحد ہو جائیں اور صبر اور استقامت کے ساتھ اور توبہ و استغفار کے ساتھ اس امتحان کا مقابلہ کرنے کی کوشش

کریں گے تو انشاء اللہ تعالٰی اس میں کامیابی ہو گی۔ اللہ تعالٰی سے میری یہ دعا ہے کہ ہم سب کو وہ اس امتحان میں سرخرو فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Agha, you had a point. Make it brief please. Dr. Nighat Agha.

سینیٹر ڈاکٹر نگہت آغا، جناب چیئرمین! میں نے ایک چھوٹا سا point raise کیا تھا۔ وہ بچوں کی adoption کے متعلق تھا۔ اس سلسلے میں بہت زیادہ contradictory statements آ رہی ہیں۔ میری humble request ہے کہ اس پر بڑی سوچ سمجھ کر statements دینی چاہئیں کیونکہ پنجاب سے کوئی statement آ رہی ہے، وزیر اعظم صاحب کچھ اور بیان دے رہے ہیں even I am confused اور بہت زیادہ different statements آ رہی ہیں تو it is a request کہ جو بھی statement ہو وہ پالیسی کے مطابق ہو اور ایک جیسی ہو۔

جناب چیئرمین ، Statements consistent ہیں کہ جب تک adoption کی clear policy نہیں آتی allow نہیں کریں گے۔

جناب محمد نصیر خان ، اس کے متعلق بڑی clear statement ہے Cabinet decision ہے کہ no adoption. میں ایک چیز clear کرنا چاہتا ہوں سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم صاحب نے بات کی ہے کہ صوبہ سرحد کو پورے فنڈز نہیں ملے۔ سب سے پہلے فنڈز صوبہ سرحد کو دیے گئے۔ وزیر اعظم صاحب، درانی صاحب اور میں دو جگہوں پر اکٹھے تھے اور جو دس ہزار روپے ہم نے ان کو families کے علاج کے لیے دیے، پہلے ہم نے ان کو بچایا اور اسی طرح ہم نے پچیس ہزار روپے جو دیے۔ ہم نے بیس کروڑ روپے پہلے immediately ان کو دیے پھر میں آزاد کشمیر گیا اور وزیر اعظم صاحب، شیخ رشید صاحب، میں، درانی صاحب اور گورنر صاحب مانسہرہ جا کر ہم نے ایک ایک لاکھ روپیہ اس واقعہ میں جن کی death ہوئی تھی، ان کو جا کر دیے تو میرے خیال میں یہ کوئی misinformation ہو گی۔ درانی صاحب خود یہاں پر پرسوں بھی تھے اور درانی صاحب تو خود یہاں پر وزیر اعظم ہاؤس میں آئے ہوئے تھے اور جو رقوم، جو وعدے کیے

ہیں انشاء اللہ وہ پورے کریں گے۔ میرے سامنے پہلے وہاں پر جا رہے ہیں پھر کہیں اور جا رہے ہیں اور ان کی تو حکومت وہیں ہے۔ جب انہوں نے بالاکوٹ کی بات کی ہے تو ہم نے یہی کہا ہے کہ آپ خود بھی جاکر دیکھیں because AJK میں position بالکل مختلف ہے۔ میں health کی بات کرتا ہوں۔ ان کے ورکرز بھی ختم ہو گئے ہیں۔ ایک گاؤں میں سات ڈاکٹرز تھے، ساتوں کے سات مر گئے ہیں لیکن یہ position NWFP میں نہیں تھی۔ اس لئے میں نے دس تاریخ کو عنایت اللہ صاحب کو فون کیا۔ درانی صاحب پشاور سے خود آئے۔ Mobilization بالاکوٹ کی کریں، صوبائی حکومت نے بھی کچھ کیا ہے اور ہم تو حاضر ہیں۔ لیکن یہ رقوم کی جو بات ہے یہ پہلے NWFP کو دیں پھر AJK کو دیں۔ I am witness to it.

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، مجھے وزیر محترم سے مکمل اتفاق ہے۔ وفاقی حکومت کی طرف سے ایک ارب اٹھارہ کروڑ روپے ملے ہیں اور تقسیم بھی ہوئے ہیں۔ میں نے جس بیس کروڑ روپے کا ذکر کیا ہے وہ عشر اور زکوٰۃ کا ہے۔ وہ بجائے اس کے کہ وہاں کے محکمہ عشر و زکوۃ کو ملتا وہ صدر کے ریلیف فنڈ میں جمع ہوا ہے۔

جناب چیئرمین ، فوزیہ فخرالزمان صاحبہ - She will be the last speaker for today.

سینیٹر فوزیہ فخرالزمان، چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ۔ میری قوم کو سلام۔ یہ زندہ اور تابندہ قوم ہے۔ اس نے دکھا دیا کہ جب مصیبت پڑتی ہے تو سب ایک ہوتے ہیں۔ کیا ڈاکٹر، کیا انجینئر اور کیا volunteer سب نے مل کر کام کیا۔ جن بچوں کو ہم آوارہ گرد سمجھتے تھے وہ اس وقت مسیحا نکلے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے ملبہ اٹھاکر لوگوں کو اس طرح بچایا ہے کہ آپ اندازہ نہیں کر سکتے۔ میں تو پہلے ہی اپنے علاقے کی محرومی پر بہت پریشان رہتی تھی۔ پچھلی سردیوں میں برف پڑی اس کا ابھی تک ازالہ نہیں ہوا تھا۔ میں نے سنا تھا کہ وزیر اعظم نے 50 million سڑک بنانے کے لئے دیئے ہیں۔ یہاں پر ایک مہینہ پہلے میں نے ان کا شکریہ بھی ادا کیا لیکن وہ ابھی تک کسی کو نہیں ملے۔ کئی دفعہ یہ بھیانک خواب میں نے دیکھا تھا کہ ہماری پہاڑیاں بری طرح سے ہل رہی ہیں۔ ان کے بل سمٹ رہے ہیں اور ان پر قیامت آئی ہے۔ جب

آنکھ کھلتی تھی تو میں خدا کا شکر ادا کرتی تھی کہ یہ ایک خواب ہے لیکن یہ مجھے بار بار آتا تھا۔ ابھی بھی جب یہ سب کچھ ہوا تو تین چار دن تک جب بھی میری آنکھ کھلتی تھی تو میں کہتی تھی کہ شکر ہے کہ یہ خواب تھا۔ پھر میں کہتی تھی کہ یہ تو حقیقت ہو چکا ہے۔

اب اس وقت بالاکوٹ، بٹل، بنگرام، جبوڑی، شنگیاری، مظفر آباد، راولاکوٹ اور باغ کے لوگ تو بے حد اذیت سے گزرے ہیں۔ ہم لوگ 2nd category میں آتے ہیں۔ ہمارے ہاں زیادہ اموات تو نہیں ہوئی ہیں لیکن ہمارا ایک گھر بھی رہنے کا قابل نہیں رہا ہے۔ میرا اپنا گھر ایسا ہے کہ اگر میں پین لینے اندر جاتی تو اٹھا کر فوراً باہر نکلتی ہوں۔ ٹینٹ میں سوتے ہیں۔ جب خان کا گھر ایسا ہوگا تو آپ اندازہ لگائیں کہ غرباء کے گھر کیسے ہوں گے؟ ابھی نصیر صاحب بات کر رہے تھے گورنر صاحب کی اور درانی صاحب کی۔ جب Prime Minister sahib مانسہرہ آئے تو ہم ایک ہی ٹینٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کمانڈر خلیل صاحب سے کہہ کیا کہ آپ کی طرف سے مجھے کوئی تنکا بھی مدد کا نہیں ملا۔ سب سے پہلے تو میں انیسہ زیب صاحبہ سے یہ بات کہوں گی کہ ہماری اوگی تحصیل کا تو کسی نے نام بھی نہیں لیا۔ امریکہ اور کینیڈا سے مجھے فون آئے کہ شکر ہے خدا کا کہ ہمارا اوگی بچ گیا۔ میں نے کہا کون کہتا ہے کہ اوگی بچ گیا۔ پھر ان لوگوں نے مجھے مدد بھیجی۔ وہ سب شکر کر رہے تھے کہ مانسہرہ میں زلزلہ آیا اور اوگی بچ گیا۔ یہ تحصیل ہے جس میں ۷ ۸ گاؤں ہیں۔ ان میں سے ۱۰ گاؤں تو بالکل تباہ ہو گئے ہیں۔ اعظم سواتی صاحب جانتے ہیں بٹل کے ساتھ کٹائی ہے وہ تباہ ہوا پھر ان کا جنگل جو اب سے شاید ۱۰۰ سال پہلے میرے سسر نے ان کے دادا کو انعام میں دیا تھا وہ بھی تباہ ہوا۔ اس کے بعد شمتھرا، ترہ، ملوکڑا اور بیلیاں سب تباہ ہوئے۔ کبھی کسی نے ذکر نہیں کیا، نہ TV پر خبروں میں ان گاؤں کے نام آئے۔ پھر میں نے جب مدد مانگی تو کمانڈر صاحب کہنے لگے کہ میں نے تو قافلے کے سات ٹرک صرف آپ کے نام سے بھیجے ہیں۔ پھر میں نے رزینہ کو کہہ کیا کہ مجھے آپ کی طرف سے کوئی مدد نہیں آئی۔ رزینہ کہنے لگی کہ میں نے تو نمبرز نوٹ کرکے آپ کو ٹرک بھیجے ہیں۔ اگر ہماری حکومت کے ٹرکوں کا یہ عالم ہے تو ہم کس پر بھروسہ کریں؟ آپ نے مجھے ٹینٹ نہیں بھیجے۔ بلال یعقوب صاحب کی wife دبئی سے ٹینٹ لے کر آئی۔ میرے ساتھ میرے گاؤں گئی۔ انہوں نے میرے گھر کے باہر کیمپ لگایا۔ وہ پہلی مدد تھی جو مجھے کسی کی طرف سے ملی۔ اس کے بعد میں نے کمانڈر صاحب

سے یہ بات کہی کہ کمانڈر صاحب ۶۹ ٹرک مجھے میری فیملی نے بھیجے ہیں۔ اگر وہ مجھے پہنچ گئے تو آپ کے ، کیوں نہیں پہنچے؟ یہی بات میں نے رزینہ سے کہی کہ آپ کے ٹرک مجھے کیوں نہیں پہنچے؟ اب یہ ہے کہ ایک آپ کی طرف سے مدد آئی' ایک جہانگیر ترین کی طرف سے۔ وہ تو میرے بھانجے ہیں' انہوں نے اپنی جیب سے مجھے دو سو بڑے ٹینٹ اور دو سو بستر دیئے۔ اب آپ بتائیے کہ جہاں پر لاکھوں لوگ بارش میں بیٹھے ہوئے ہوں' آج بھی تین دن سے بارش ہو رہی ہے۔ وہاں دو سو ٹینٹ کیا کرتے ہیں۔ پھر سب لوگ آرمی کو برا تو کہتے ہیں میں بھی آج تک ذرا تنگ تھی کہ جی ہر شعبے میں آرمی آفیسر بیٹھا ہوا ہے۔ یہ کیا تماشہ ہے۔ لیکن اس وقت آرمی جو کچھ میرے علاقے میں کر رہی ہے آپ یقین جانیے کہ گورنمنٹ نے چہرے تو دکھائے ہیں' بالاکوٹ میں' بٹگرام میں ہر جگہ پر میرے علاقے کا کسی نے رخ تک نہیں کیا ہے۔ اس وقت آرمی جو کچھ کر سکتی ہے میرا تو دل چاہتا ہے کہ یہ آرمی ہی یہاں پر رہے۔ سب کا میرے ساتھ رابطہ ہے وہ کیمپ بنا رہے ہیں' rationing کر رہے ہیں' گھروں میں جاتے ہیں چٹیں دے کر آتے ہیں۔ پھر بندے آکر اس حساب سے لے کر جاتے ہیں۔ اس سے پہلے میرے گھر پر جو ٹرک آتے تھے کچھ اس قسم کے لیٹرے ٹرکوں کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے تھے۔ میری چار دیواری تو گر چکی تھی۔ میرا گھر تو ایک پنجرہ تھا جس میں آپ کو بتاتی ہوں کہ پنسل بھی لینے جاؤں تو سرپٹ باہر کی طرف بھاگتی تھی۔ جب ٹرک میرے عزیزوں کے آتے تھے' گن مین ٹرکوں کے ساتھ ہوتے تھے' میرے گھر کی چار دیواری گر چکی تھی' مجھے نہیں پتہ لوگ کدھر سے ٹرکوں کے پیچھے لوٹ مار کرنے کے لیے آتے تھے۔ انہوں نے میرے ٹینٹوں کے ڈنڈے نکال نکال کر میرے سب نوکر زخمی کر دیئے۔ کلاشنکوف دے کر ہم نے اپنے مزارعے بٹھائے ہوئے تھے۔ گھر کے دروازے ہم نے بند کر دیئے تھے' چونکہ ایک ایک بندہ دس دس دفعہ لے کر گیا تھا۔ لوگ دکانیں بنا رہے تھے۔ ہم ان کے ماتھے پر مہریں تو نہیں لگا سکتے تھے۔ زلزلے سے ہمارے کنویں کریک ہو گئے۔ drought تو جب سے برف پڑی تھی اس وقت سے drought تھا۔ ان کا پانی خدا جانے کہاں پر چلا گیا تھا۔ ہم نے منتیں کیں کہ خدا کے لئے پانی دے دیں' پانی دے دیں۔ پانی کہاں پہنچ رہا تھا الائی میں۔ جو ہم سے فلائٹ کے 30 میل دور ہے لیکن اگر سڑک سے جائیں تو 70 میل ہے۔ الائی میں پانی پہنچ رہا تھا جہاں ساتھ میں ندی بہہ رہی

تھی آپ ہاتھ ڈال کر پانی نکال لیں یہ اتنا unorganize تھا کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔ بچے بوتل منہ کو لگاتے تھے اور ندی میں پھینک دیتے تھے۔ بوتلیں بہتی ہوئی جا رہی تھیں۔ واقعی کوئی ادارہ ہونا چاہیے۔ یہ تو اتنا ناگہانی تھا کہ میں کسی کو blame نہیں کروں گی۔ اتنے اونچے پیمانے پر تھا کہ اس کو اللہ کے سوا اور کوئی ٹھیک کر ہی نہیں سکتا تھا۔ خبروں میں آتا تھا کہ ایک ہزار مر گئے، دو ہزار مر گئے، یہ اتنا غلط آ رہا تھا۔ عبدالستار ایدھی تعلیمافتہ نہیں ہے سب سے پہلا estimate انہوں نے لگایا تھا کہ کم از کم تین لاکھ دب گئے ہیں۔ سب سے پہلا اِن کا estimate تھا جو کہ ہم لوگوں کو پتہ تھا۔ جو وہاں کے رہنے والے ہیں۔ اب یہ ہے کہ باہر کے ملکوں میں جو خبریں گئی ہیں کہ ایک ہزار مر گئے، دو ہزار مر گئے اسی لئے ادھر سے امداد ہی نہیں آئی۔ اگر یہ سونامی کی طرح شروع میں ہی کہہ دیتے کہ ہمارے اوپر بہت بڑا disaster آیا ہے اور نقصان لاکھوں میں جا رہا ہے تو مدد یقیناً اس سے بہتر ہوتی۔ مجھے ایک اور بات کہنا ہے کہ ہمارے بہت سے لوگ تو اللہ کے پاس پہنچ گئے ہیں وہ تو یقیناً جنت میں ہونگے لیکن جو ٹوٹے پھوٹے لوگ دنیا میں رہ گئے ہیں وہ اس وقت دوزخ میں ہیں۔ حالانکہ پوری قوم اور باہر کے ڈاکٹر سارے کام کر رہے ہیں مگر زخمی اتنے زیادہ ہیں اور کام کرنے والے انسان ہیں جنات تو نہیں ہیں۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اس وقت قوم کے جو جذبات ابھرے ہیں اگر وہ دب گئے تو جن کی املاک گر گئی ہیں، گھر بھی ٹوٹ چکے ہیں، خاندان بھی تباہ ہو چکے ہیں وہ کہیں فقیر نہ بن جائیں۔ خدا کے لئے حکومت کو ان کا کچھ بندوبست کرنا چاہیے۔ میرے بھائی اتنی اچھی باتیں کر گئے ہیں ان کو میں دہرانا نہیں چاہتی اسی لئے میں آپ کو صرف یہ پوائنٹ بتا رہی ہوں کہ اپاہجوں کے لئے کوئی ایسی پناہ گاہیں ہونی چاہئیں جہاں پر یہ لوگ عزت کی زندگی گزار سکیں، یہ بھکاری نہ بنیں۔ ان کو دھتکارا نہ جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، یہ جو equities ہیں ان کے لئے ایک باقاعدہ ایک جامع منصوبہ ہے اس میں مختلف ممالک سے روابط ہیں اور کچھ ٹیمیں آ بھی گئی ہیں۔ کچھ پلانٹ یہاں پر ڈاکٹر ولیم سمتھ امریکہ کے ہیں پہلے بھی 2002 میں افغانستان کے لئے آئے تھے میں اس وقت سندھ انتظامیہ میں تھا۔ ان سے بھی مختلف لوگوں کے رابطے ہیں وہ بھی یہاں پر آ رہے ہیں اور اس سلسلے میں

پوری کوشش جاری ہے۔ آپ تسی رکھیے اور شروع میں آپ جو ذکر کر رہی ہیں چونکہ اس وقت law and order نہیں تھا ہو سکتا ہے کہ کچھ ایسے واقعات ہونے تھے کہ کوئی squad موجود نہیں تھے اور جہاں ضرورت تھی وہ ے بھی گئے وہ ضرورت مند ہی تھے۔ جہاں جانا چاہتے تھے وہ نہیں پہنچ سکے لیکن شروع میں ایسے رہا تھا کہ جس کے پاس پہلے پہنچ گیا۔ کیونکہ اس وقت لوگ desperate تھے اس کے بعد patrolling شروع ہوگئی اور یہ رک گئے۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان۔ میں ان لوگوں کو پہنچاتی تھی، وہ سرخ سفید شکلوں والے ادھر سے کوئی لٹیرے افغانی گئے ہوئے تھے۔ ہمارا علاقہ تو بڑا احترام کرنے والا ہے۔لوٹ مار کرنے والے وہاں پہنچے تھے، انہوں نے تو میرے نوکروں کو زخمی کر دیا میں نے پولیس کو تھانے فون کیا کہ میرے پاس نفری کم ہے میں ان سے خفا ہوئی کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو، تو ہم نے پھر دروازے بند کر دیئے تو انہوں نے ڈنڈے مار کر دروازے توڑ دیئے ہم نے پھر مزارعوں کو کلاشکوف دے کر بٹھایا تو وہ ملے اور وہ ہمارے علاقے کے بالکل لوگ نہیں تھے، وہ بےفیض غیر لوگ تھے۔

جناب چیئرمین، جی رزینہ صاحبہ، آپ مختصر پوائنٹ کر دیں۔ because this will be dismissed

سینیٹر رزینہ عالم خان ، اسی حوالے سے بات کرنا چاہتی ہوں جو ہماری سینیٹر فوزیہ صاحبہ نے کہا ہے infact ہمارے سینیٹ کا جو کیمپ تھا اس پر میں روز آتی تھی اور دیکھتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے اور میں کسی طریقے سے مدد کر سکوں تو جو فواد بچہ ہے وہ بھی اور آپ کی والدہ نے جو سامان بھیجا اس کے بعد مستقل وہاں سے سامان آتا رہا اور ٹرک بھر بھر کر جاتے رہے تو جب مجھے فوزیہ نے کہا کہ اوگی میں بہت ضرورت ہے اور وہاں کا آپ چیک کریں کہ وہاں پر کچھ ٹرک پہنچے یا نہیں پہنچے ۔یہاں تو آپ کی ہدایت پر اوگی کوئی آٹھ یا دس ٹرک جن کے نمبرز بھی ریکارڈ پر موجود ہیں - وہاں پر جو رجسٹر maintained تھا تو وہاں سے میں نے ان کے تمام نمبرز لے لیے اور پھر میں نے فوزیہ کو بتایا کہ آپ کے ہاں وہ ٹرک گئے ہیں تو اب اگر مہربانی سے اپنے سیکریٹریٹ کو کہہ دیں کہ وہ چیک کرلیں کہ وہ جو اوگی کے نام پر گئے تھے وہ وہاں ۔

پر کیوں نہیں پہنچے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، وہ چیک کر لیں گے۔ کمیلی صاحب آپ کوئی پوائنٹ بتانا چاہتے ہیں یا تقریر، ہم disperse کریں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ ابھی وزیر صحت نے کہا کہ ابھی تک کوئی پالیسی نہیں بنی ہے اور child adoption کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے اور ڈاکٹر شیر افگن صاحب نے بھی کہا ہے کہ صرف ایک بچہ جو ایدھی کو ملا ہے اس کا زلزلہ سے تعلق نہیں ہے لیکن میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہا ہوں کہ کل باقاعدہ کراچی میں ایک تقریب ہوئی ہے اس میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ کوئی سو بچے ہم اس علاقے سے لے آئیں گے اور ہم پرورش کریں گے۔ ایک اور مقام سے بھی مجھے یہ رپورٹ ملی ہے۔ تو باقاعدہ بچوں کو لایا جا رہا ہے اور ان کی adoption کا propaganda کیا جا رہا ہے۔ بلکہ اس تقریب میں media کو بھی invite کیا گیا تھا کہ آپ آئیے اور دیکھئے تو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہ رہا ہوں ایک طرف تو اعلانات یہ ہیں لیکن عملی صورت یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ انہوں نے اس کو کاروبار بنایا ہوا ہے۔ بچوں کو لایا جا رہا ہے اور propaganda بھی کیا جا رہا ہے اور اس کو highlight بھی کیا جا رہا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب آپ ان کا نوٹس لیں گے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, may I explain the whole situation in one or two minutes.

آج نیشنل اسمبلی میں adoption of children کا حوالہ یہی ہے calling attention اس میں handing of children certificate ایک باقاعدہ بنایا گیا ہے جس میں دو portions ہیں وہ بھی میں نے پیش کیا اور جو پالیسی بھی ہے اس میں چار points ہیں پہلی بات یہ ہے کہ کوئی بچہ چھ ماہ تک adopt نہیں کیا جائے گا اور نہ ہونے دیا جائے گا۔ گورنمنٹ کی پالیسی ہے اور جو بچے اس وقت بھی اگر hospital میں آرمی کے یا سول کے جہاں کہیں بھی ہیں خصوصی طور پر under treatment ہیں وہ ۲۱ بچے ہیں جن کی انہوں نے تعداد بتائی ہے کہ چار ملٹری ہسپتال

میں تھے اور ۲۷ جو تھے وہ سول ہسپتال میں ہیں تو ۳۱ کی تعداد ہے۔Total hundred تھے اس میں لڑکیاں بھی شامل تھیں یا وہ عورتیں تھیں جن کا کوئی والی وارث نہیں تھا guardians یا parents نہیں تھے تو اب صورت حال بڑی سنبھل چکی ہے کہ جن کے اپنے صحیح رشتے دار شاید ان کی والدہ، والد یا کوئی دوسرے نزدیکی رشتے دار ان کے ہوں گے ان کے حوالے سے کرنے کا باقاعدہ وہ certificate issue کرنا پڑتا ہے اور نادرا سے مل کر ان کے thumb impressions لے رہے ہیں photographs in digital اور پوری تسلی کے بعد اور جو بے یار و مددگار ہیں اور guardians or parents نہیں ہیں تو Ministry of Social Welfare has been given this duty to look after تو اتنی احتیاط کی جا رہی ہے اور اس کا چھ ماہ کا عرصہ گورنمنٹ آف پاکستان نے مقرر کیا ہے کہ اس وقت تک کوئی بچہ کسی کے adoption میں نہیں دیا جائے گا اور پوری احتیاط کی گئی ہے ۔جہاں تک اس function کی بات ہے کہ وہاں adoption ہو رہی ہے کون کر رہا ہے اور کون کیا ہے ۔میں تو حیران ہوں۔ پوری care کے بعد گورنمنٹ نے steps لئے ہیں، پالیسی بنائی ہے۔ پھر یہ forms بنے ہیں۔ اس کے لئے thumb impressions ہیں یا fingure prints ہیں ' digital photograph prescription دیا گیا ہے اور یہ چیزیں ہونے کے باوجود بھی اگر یہ ہو رہا ہے تو یہ انہونی ہو رہی ہے اور پھر یہ کراچی میں ہو رہا ہے، پنجاب میں یا کسی اور جگہ پر دکھائی نہیں دے رہا ہے۔Karachi is a far flung area. یہ حیران کن بات ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے کوئی مذموم عزائم ہوں، ان کے لئے یا وہ ایسا اپنی مشتہری کے لئے کر رہے ہوں۔ بہرحال کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اس سے متعلقہ کوئی concrete evidence ہمارے پاس نہیں ہے۔ان کے پاس اگر ہوں تو یہ پیش کریں۔We will be bringing in the notice of our Prime Minister and the Cabenit تاکہ they should take care of it. میرے پاس Government of Pakistan کا پورا record ہے۔

جناب چیئرمین: اگر آپ کے پاس ہیں تو بتا دیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! یہ بڑا نفسیاتی قسم کا مسئلہ ہے۔ یہ ہمارے

بچے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ وہاں پر جا کر دیکھیں کہ میں نے ایسے بچوں کے لئے کیسا ماحول تیار کیا ہوا ہے۔ ہم نے ان کے اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں کو چھٹیوں پر باقاعدہ ملاقات کے لئے بلایا ہوتا ہے۔ یہ بچے بٹ گرام، کاغان اور کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ آپ جا کر دیکھیں میں نے وہاں پر کیسی environment create کی ہوئی ہے۔ Adoption کا یہ مقصد نہیں ہے کہ پھر یہ ہمیشہ میرے تیرے سہارے پر رہیں گے۔ آپ مہربانی کریں اور ان کا کوئی انتظام کریں ورنہ یہ بچے ایسے نفسیاتی مریض بن جائیں گے۔ آپ میری request کو آگے لے کر جائیں اور اسی طریقے سے باقی لوگ جو اپنے گھروں میں ان کو رکھنا چاہتے ہیں، ان کو دیں ہم قید نہیں کر رہے ہیں۔ یقین کریں کہ میں نے مانسہرہ میں ایک دار الامان بنایا ہوا تھا۔ میں نے دس لاکھ اپنی جیب سے خرچ کیا تھا اور دس لاکھ حکومت نے دیا تھا لیکن اس وقت وہاں پر گدھے اور بھینسیں باندھی ہوئی ہیں۔ خدا را! آپ بچوں کو کسی بھی سرکاری ادارے کے حوالے نہ کریں۔ جناب والا! مجھے کسی donor کی ضرورت نہیں۔ اگر پاکستان میں کوئی انفرادی طور پر donor ہے، تو اللہ کے فضل سے آج تک میں نے ثابت کیا ہے کہ میں اپنی جیب سے کل بھی سب سے بڑا انفرادی donor تھا اور آج بھی بڑا donor ہوں۔ جناب والا! آپ سے میرا یہ سوال ہے اور میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ خدا کے واسطے اس علاقے کے پچاس بچے میرے حوالے کر دیں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہاں سے ہی محتاط suggestions آ رہی ہیں ۔ پالیسی بنائیں گے تو ان سب پہلوؤں کو دیکھ کر پالیسی بنائیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! معزز رکن آج امریکہ سے تشریف لائے ہیں۔ ان کے جو بڑے soft and tender emotions ہیں، یہ بڑے appreciable ہیں۔ یہ بڑے اچھے ہیں۔ خدا نے انہیں بہت کچھ دیا ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ پچاس بچوں کی پرورش کریں تو

چیز یہ this issue can be discussed at proper forum and will be disposed of.

اس میں حائل نہیں ہے لیکن پالیسی علیحدہ چیز ہے اور وہ بن چکی ہے تاکہ بچوں کو trafficking سے بچایا جائے، misuse ہونے سے بچایا جائے، agriculture میں use ہونے سے بچایا جائے،

sexual exploitation سے بچایا جانے we have to take measures as early as
possible. جہاں تک ان کا کہنا ہے it when the things will be assertained and
will be assured تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑی اور کیا انسانی خدمت ہے کہ ایک شریف
آدمی، ایک مسلمان، انسانیت کی خدمت کے لئے تیار ہے۔ پچاس بچوں کی پرورش کرنا، بہت بڑی
مدد ہے اور جہاں وہ اپنا گھر محسوس کریں اور یہ محسوس کریں کہ یہ وہاں ایسے رہ رہے ہیں جیسے
کہ اپنے والدین کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہاں وہ خوشی سے رہیں اور مکمل تعلیم حاصل کریں this is
a greatness of a person who has offered. اس میں کوئی obstruction نہیں ہے but
it should be regular. Policy is for general, not for special cases. ایسا ہوتا ہے
کہ exceptions ہو جاتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ وہ
خود ایک member of the Parliament ہیں۔ ایک honourable person ہیں۔ میں ان کی
offer Prime Minister Sahib کو convey کر دوں گا۔ متعلقہ وزیر صاحب بھی convey کر
دیں گے and Swati Sahib can also see the Prime Minister himself. As a
special case, he can be given children. ان بچوں کو جن کے بارے میں یقین ہو
جانے کہ ان کے والدین شہید ہو چکے ہیں، لاوارث ہو چکے ہیں یا یتیم ہو چکے ہیں، ان کی پرورش
کی ضرورت ہے اور انہیں تعلیم کی ضرورت ہے، انہیں ان کے حوالے کر دیا جائے۔ میں سمجھتا
ہوں کہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس میں وہ پہلو نکال لیا جائے کہ ان کے پاس وہ بچے نہیں
بھیجے جا سکتے I am sure about it.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: جناب والا! میں عرض کرتی ہوں۔

جناب چیئرمین: ذرا اپنی بات کو مختصر رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس: میں یہ بات کہنا چاہتی ہوں کہ یہ اخبار کی cutting ہے
کہ ابھی اس کی تردید ہو گئی ہے کہ زلزلے سے متاثر بچہ اسے نہیں دیا گیا۔ یہ 9 نومبر کی خبر
ہے اور کل 10 نومبر کی پریس کانفرنس کی بھی خبر ہے۔ خبر یہ ہے کہ گلوکارہ حدیقہ کیانی نے
زلزلے سے متاثرہ ایک یتیم بچے کو گود لیا ہے۔

جناب چیئرمین، آج 11 نومبر کو statement دے رہے ہیں' I think یہ حدیقہ سے متعلق ہی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، میں نے یہ بات بھی اس حد تک کہہ دی ہے کہ just to conceal and camouflage that child. That was a love child.

جناب چیئرمین، یہ اس لئے کیا جا رہا ہے کہ بچے پر کوئی تہمت نہ آئے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، اس میں کوئی دو رائے نہیں ہو سکتی ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ statement دے رہے ہیں اور اس کی تصدیق کرکے ہی بتا رہے ہیں' آج گیارہ تاریخ ہے اور اس طرح اس کے بعد کی ہی بات کر رہے ہیں۔ so, I think, we should give its credit.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب والا! پھر ان کا کوئی تردیدی بیان آ جائے۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین صاحب! دو ایسی باتیں ہیں جن پر میں بات کرنا چاہوں گی۔ وزیر موصوف صحیح فرما رہے ہیں۔ انہوں نے یہاں جو statement دی وہ بالکل صحیح ہے۔ مگر دو اہم points ہیں۔ ایک فوزیہ صاحبہ نے جو کہا کہ یہاں سینیٹ سے ۸ ٹرک روانہ کئے گئے اور ان کے نمبرز تک نوٹ ہیں مگر وہ نہیں پہنچے۔ تو بیچ میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ضرور ہو گی جس کی آپ as a Chairman تحقیق کریں کہ وہ کہاں گئے ہیں؟

جناب چیئرمین، جی ہاں' بالکل۔ جنہوں نے وہ ٹرک دیے تھے ان کو خود ہی interest ہو گا کہ وہ سامان پہنچا ہے یا نہیں پہنچا ہے؟ کیونکہ ہمارا خرچہ اس میں نہیں تھا' donors کا ہی تھا۔ تو اس کو دیکھیں گے۔

سینیٹر کلثوم پروین، دوسرا یہ ہے کہ بچے جو adopt ہوئے ہیں یا نہیں ہوئے۔ جس طرح کمیلی صاحب کہہ رہے ہیں۔ جناب! ایسی کوئی نہ کوئی بات ضرور ہے۔ اس کو بھی آپ دیکھیں۔ وفاقی وزیر صاحب خود اپنے طور پر کہیں کہ اگر اس قسم کے حربے استعمال ہو رہے ہیں تو ان کی کیا وجہ ہے؟ حکومت ایک rule بنا رہی ہے کہ کوئی بچہ ۶ ماہ تک adopt نہیں ہو سکتا ہے۔ تو پھر یہ بچے کس طریقے سے adopt ہوتے ہیں؟ جس طرح کمیلی صاحب فرما رہے ہیں کہ ۱۰۰

کے ۱۰۰ بچے adopt ہوتے ہیں۔ آپ as a Chairman Senate خود تحقیق کریں بجائے اس کے کہ ہم کسی اور پر یہ ذمہ داری ڈال دیں۔

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ اس کو دیکھ لیں گے۔ جی بھروچہ صاحبہ۔

سینیٹر روشن خورشید بھروچہ، جناب چیئرمین! ہم اس کام کے لئے SOS village کو consider کر سکتے ہیں جو اتنے سالوں سے یہاں پر کام کر رہے ہیں۔ وہ بچے SOS village کو کیوں نہ دیئے جائیں اور ان کو consider کیا جائے۔

Mr. Chairman: I think

جو بھی چاہتے ہیں They should do write حکومت دیکھے گی کہ ان کا پچھلا ریکارڈ کیسا ہے؟ Capacity کیا ہے؟ اسی حساب سے پھر دیکھا جائے گا۔ ڈاکٹر نگہت صاحبہ سے ہم نے پہلے بھی request کی تھی کہ باہر ملکوں میں جو adoption rules ہیں وہ ذرا آپ دیکھ لیں کہ ایران، الجیریا اور دوسرے ممالک میں جہاں پر زلزلہ یا سونامی آیا ہے وہاں پر کیسے ہوا تھا؟

I think, we adjourn the House and *Insha allah* reconvene on Monday, the 14th November, 2005 at 4.00 p.m. Thank you.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و السلٰم علی المرسلین و الحمد لله رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 4 O'clock on Monday, 14th November, 2005]